ان هذا صراطی مستقیما فاتبعوه ولا تتبعوا السبل

الحمد للہ والمنۃ کہ درین ایام سعادت التیام کتاب ہدایت مآب بجواب بہتانات ومسائل مخترعہ شیعہ المسمیٰ بہ

تحفۃ الاصحاب
فی رد اہل البدع والاعتساف

از تصنیف عمدۃ المحققین زبدۃ المدققین مولانا مولوی احمد الدین صاحب واعظ ساکن موضع دہرہی علاقہ تلہ گنگ حال وارد ٹھاکرہ موہڑہ تحصیل گوجرخان ضلع راولپنڈی حسب فرمایش الیشان

در مطبع سراج المطابع جہلم باہتمام محمد نور بخش طبع شد

فہرست مضامین کتاب مجمع الاوصاف

اغلاط نامہ کتاب مجمع الاوصاف

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۰	۱۶	یا علی رض	یا علی ع	۲۴	۲۲	کہ پارہ	کہ ما قبل پارہ
۲۵	۱۵	الواقتہ	الواقعۃ	۴۲	۲۰	ہونے کے	ہونے لگی
۴۸	۱	آپکی	شیعہ کی	۷۴	۲۱	وقف	واقف
۷۶	۱۴	عبادین	عبدین	۹۷	۱۴	اگر	مگر
۱۰۷	۸	متعصبا بہ	متعصبانہ	۱۱۱	۱۶	امام حسین ع	امام حسن ع
۱۲۲	۱۰	بعد جاء	بعد ما جاء	۱۳۰	۱۱	بالفصل	بلا فصل
۱۷۱	۱	ہمارا اعدہ	ارادہ				

نیاز نامہ

۷۸٦

بخدمت شریف جناب شیعہ صاحب مصنف رسالہ منبع الانصاف و موقظ ساکن ٹھاکرہ موٹھرہ زاد شوقہم

السلام علیکم میرے دل مین مدت سے یہ خیال جاگیر ہے کہ ایک دفعہ پھر باہمی مذہبی مباحثہ کیا جائے - اور اس خیال کی بنا اس امر پر مبنی نہین ہے کہ مین اس مباحثہ مین اپنی ناموری چاہتا ہون - کیونکہ اگر مین اپنی ناموری چاہتا تو کسی منہ سے جھگڑتا نہ کہ آپ سے - بلکہ آپ سے تو ہمکلام ہو کر مجھے فتحمندی کا حاصل ہونا بھی میرے حق مین ہزیمت ہے مگر مین اس امر کو اسلئے گوارا کرتا ہون کہ عوام مسلمان دھوکہ سے نکلین اور اشتباہ مین نہ پڑے رہین - اور یہ مباحثہ اوسوقت سودمند ہوگا کہ جب آپ عاقبت کا خوف دل مین رکھکر اپنی پرانی پالیسی کو بدلینگے انصاف کی آڑ پر چلکر میدان مباحثہ مین آئین ورنہ فایدہ نہین آپ بالکل یقین رکھتے ہین کہ ۱۳۰۵ھ مین جو آپنے بندہ سے مباحثہ کیا تھا اوسمین آپنے بھاری ندامت اوٹھائی تھی - جن الفاظ سے آپنے اپنے اندر کا نمونہ دکھایا تھا وہ ہمیشہ کے لیئے روشن چہرہ پر آپکے لیئے داغ رہینگے - مجمع مین سب سے پہلے آپنے باغ فدک وغیرہ وراثت انبیاء علیہم السلام کا مسئلہ چھیڑا تھا - جب آپکو جواب دندان شکن ملا تو پھر آپ اپنی خوش فہمی سے تعزیہ سازی و ماتم داری کے جواز مین جھگڑنے لگے اور جب ان امور قبیحہ کی ممانعت آپکو ثابت کردی گئی تو آپ میدان مباحثہ سے بھاگ نکلے - اس کے بعد ہاشم خان و شیرباز خان مرحوم وغیرہ دینداران ٹھاکرہ موٹھرہ کی تمنا سے یہہ عاجز برابر آٹھہ برس تک وہان رہا اتنی مدت مین آپ میرے مقابلہ مین نہ آئے - پھر جب آپکے ہر دو رسالہ مندرجہ عنوان میرے پاس پہنچے تو ہر چند آپکو کہا گیا کہ ذرا آپ روبرو ہوکر اپنی تصانیف کے ایک مسئلہ کو بھی ثابت کر دکھائین تو جواب تک ندارد - چنانچہ اس امر کے گواہ آپکے گاؤن کے مسلمان لوگ موجود ہین - اسکے بعد آپکے متذکرہ بالا رسالون کے جواب مین جب اس کتاب کے لکھنے کا اتفاق ہوا تو آپکا پیغام آیا کہ کتاب کے لکھنے مین جلدی کرو کہ ہمنے بھی قلم کو قط لگا کر رکھا ہوا ہے - یہ تو مین بھی جانتا ہون کہ آپکی قلم تعصب کیطرف تیز تر چلتی ہے آپکی دروغ نویسی کا شہرہ آفاق مین اظہر من الشمس ہے - اگر آپ بنظر راستی دیکھین تو مینے اس کتاب کو تھلو و گھسیٹا وغیرہ کسی جولاہے کی کلام سے نہین لکھا جسکے جواب کے واسطے آپ قلم تیار کر رہے ہین بلکہ آیات کلام الٰہی اور حدیث رسالت پناہی سے مستند کیا ہے - اور اقوال آئمہ عظام اسمین اندراج کئے ہین - ہان البتہ آپ آیات اور حدیث کو افترا کرنے پر تو پہلے ہی سے عادی ہین مگر تعاونوا علی البر والتقوی پر بھی تو مومن کو عمل کرنا چاہیئے - آخر تو مرنا ہے والسلام علی من اتبع الہدیٰ +

راقم - احمد الدین واعظ ساکن موضع دہرابی علاقہ تلہ گنگ ضلع جہلم

هٰذا صراطی مستقیماً فاتبعوہ ولا تتبعوا السبل

الحمد للہ والمنّۃ کہ درین ایام سعادت التیام کتاب ہدایت مآب بجواب بہتانات ومسائل مخترعہ شیعہ المسمّٰی بہ

ہدیۃ الاحباب

فی

رد اہل البدع والاعتساف

از تصنیف عمدۃ المحققین زبدۃ المدققین مولانا مولوی احمد الدین صاحب واعظ ساکن موضع دہرابہی علاقہ تلہ گنگ حال وارد ٹہاکرہ موہڑہ تحصیل گوجرخان ضلع راولپنڈی حسب فرمایش الیشان

در مطبع سراج المطابع جہلم باہتمام مولوی نور محمد بطبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ حمداً کثیراً علی ما ہدانا صراطاً مستقیماً۔ ونشکرہ شکراً جمیلاً علی انعامہ لنا دیناً قویماً۔ ونصلی علی افضل رسلہ فضل الصلوات ونسلم علیہ اکمل التسلیمات کثیراً کثیراً۔ الذی شانہ رسول اللہ وخاتم النبیین۔ وعلی آلہ واصحابہ واحبابہ وازواجہ الذین فازوا منہ بحظ جسیم ومنصب عظیم ولو رغم انف الضالین۔

اما بعد۔ عاجز بندہ خادم العلماء والمساکین **احمد الدین** واعظ ابن محمد شہباز متوطن موضع دہرابہی تہانہ تلہ گنگ تحصیل چکوال ضلع جہلم حال وارد موضع ٹہاکرہ موٹہرہ تہانہ جاتلی تحصیل گوجرخان ضلع راولپنڈی جو چندان علم و فضل نہین رکہتا مگر اکثر فضلا و صلحاء کی مصاحبت سے کچہہ بہرہ اندوز ہے۔ اور فرقہ شیعہ کی تبحیہ اور شنیعہ مکائد سے کچہہ واقف ہے۔ ارباب دانش کی خدمت مین عرض کرتا ہے کہ قرب قیامت کی باعث حسب ارشاد رسول آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ یکون فی آخر الزمان دجالون کذابون یأتونکم من الاحادیث بما لم تسمعوا انتم ولا آباءکم فایاکم وایاہم لا یفتنونکم ولا یضلونکم رواہ مسلم یعنی آخری زمانہ مین دجال جہوٹ کہنے والے ایسی حدیثین لائینگے جو تمہاری اور تمہارے باپ دادون کی علم مین بہی نہونگی پس خبردار انسے بچنا تاکہ تمہین فتنہ مین نہ ڈالین اور تمہین گمراہ نہ کرین۔ میرا علم جہانتک کہ مجہے پتہ دیتا ہے اب وہی زمانہ ہے اور ایسے دجال بہی جو ان ہذا صراطی مستقیماً سے کوسون دور ہین حسب الارشاد جناب مصطفوی علیہ السلام عوام کو تشویش مین ڈالنے کے لئے بڑی متانت سے مستعد ہین۔ چنانچہ ہمارے گانو موخر الذکر کے ایک مہربان باشندہ نے ایک کتاب منبع الانصاف (برعکس نہند نام زنگی کافور) اور ایک دوسری موقظ اہل سنت مرتب کرکے چہاپدین جنکے الفاظ دیکہئے تو لاحول ولا قوۃ اور معنی جانچئے تو الٰہی توبہ۔ غرض مسلمانون کے گمراہ کرنے مین حتی المقدور اپنی طرفسے کوئی دقیقہ اٹہا نہین رکہا گیا۔ نعوذ باللہ اصحاب کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین کو کافر و منافق اور غاصب الحقوق قرار دیکر اور آئمہ کرام کی حق مین شرمناک طعن لکہکر اپنی نامۂ اعمال کو خوب سیاہ کیا۔ مگر اس کور عقل نے اتنا نہ سوچا کہ اصحاب کبار کی طعن سے صرف

یہی نہو گاکہ ناظرین کتاب کو اون سی نفرت پیدا ہوگی بلکہ یہہ نتیجہ نکلیگا کہ دین اسلام مین ایک سخت فتور واقع ہو گا کیونکہ مطعون اصحاب ہی وہ اُولوالعزم وجود فیض آمود ہین کہ جنہون نی اپنی مساعی جمیلہ اور کوشش بلیغہ سے دین اسلام کو اقطار عالم مین پہیلایا اور مختلف ممالک کو مفتوح کرکے اسلام کا نقشہ دُنیا مین جمایا چنانچہ ہر ایک فرقہ کی تواریخ سے ثابت ہی کہ حضرت عمر اور صدیق اکبر کی فتوحات نے ہی اسلام کو جزیرہ عرب سی نکالکر روم۔ فارس۔ دمشق۔ شام وغیرہ وغیرہ ملکون مین بادشاہت کی چوکی پر بٹہایا۔ پس جب خلفائے اربعہ مین سی پہلے تین خلیفہ ابوبکر۔ عمر۔ عثمان رضی اللہ عنہم اور انکے شامل اصحاب ان طاعنین کے نزدیک سخت شرمناک گناہون کے مرتکب ٹہیرے اور پہر اسلام بہی انہین کا سکہایا اور پہیلایا ہوا ہی اور قرآن شریف جسپر اسلام کا مدار اور فرقجات اسلامیہ کا متفق علیہ اصل الاصول ہے انہین خلفائے ثلاثہ کا مرتب کیا ہوا ہی۔ تو پہر یہہ نتیجہ نکلا کہ یہہ حضرات جو معاذاللہ بالکل خائن اور دین مین رخنہ انداز تہی اسلام انکا سکہایا ہوا محض ضلالت ہی اور قرآن بہی انکا جمع کردہ بالکل بہتان ہی۔ سو اس صورت مین دین اسلام حقہ کے ساتھ وہ حادثہ ہوا جو پہلے دینون مین سی کسی کے ساتہہ کبہی ہرگز پیش نہ آیا تہا حالانکہ خداتعالی جل وعلا تو ہماری رسول مقبول کے دین کو خیر الادیان فرمادی اور نسخ وتغیر سے اسکو پاک ومبرا کرے۔ اور طاعنین کے نزدیک یہہ بات ہی کہ چلنی ہی نہ پایا بلکہ اُٹہتے ہی بیٹھ گیا۔ آگے قیاس کر لیجئے۔ یُرِیدُونَ لِیُطفِئُوا نُورَ اللّٰہِ بِاَفوَاہِہِم وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُورِہٖ وَلَو کَرِہَ الکَافِرُونَ

پس اس نیازمند اقل خدام طلبا نے ان دو کتابون کی تردید مین یہہ رسالہ کتب مرقومہ ذیل مین سے لکہا۔ [1] تفسیر ابن عباس رض۔ [2] تفسیر مدارک نسفی۔ [3] تفسیر روح البیان۔ [4] تفسیر کبیر امام محمد فخرالدین رازی [5] تفسیر بیضاوی۔ [6] تفسیر حسینی۔ [7] صحیح بخاری۔ [8] صحیح مسلم۔ [9] جامع ترمذی [10] مشکوۃ۔ [11] باقی کتب صحاح۔ اور معتبرات کتب مذہب شیعہ سی مثل [12] تفسیر مجمع البیان۔ [13] تفسیر عمدۃ البیان۔ [14] تفسیر لوامع التنزیل۔ [15] تفسیر الوہبیہ [16] اصول کافی۔ [17] فروع کافی۔ [18] نہج البلاغت [19] شرح نہج البلاغت مصنفہ مولوی سلطان محمود الطبسی شیعی [20] جامع عباسی [21] انارۃ البصایر [22] منہج الیقین [23] حد تحقیق۔ [24] ابواب الجنان۔ [25] تحفہ احمدیہ۔ [26] زاد المعاد۔ [27] تحفۃ العلوم [28] براہین الانصاف۔ [29] اخبار ماتم۔ [30] تحفۃ الاشعریہ۔ اربعین حدیثا یعنے کتاب چہل حدیث مذہب شیعہ وغیرہ وغیرہ۔ اور جس کتاب سے کوئی مسئلہ لکہا گیا ہی تو ناظرین کی سہولت کے لئے حتی الامکان بقید جلد وصفحہ لکہا گیا ہی۔ اور اس کتاب کا نام **مجمع الاوصاف فی تردید اہل البدع والاعتساف**

رکہاگیا وما توفیقی الّا باللہ۔ فہا انا ارجو من الّذی لہ رأی صواب انہ ان وجد فی تحریری ہذا ہجنۃ لفظیۃ او معنویۃ فعلیہ ان یسترہا بعد اصلاحہا واللہ یحب المصلحین وانی لا ارائی فی ہذا التحریر انی فاضل او متبحر بل قصاری غرضی فیہ الخدمۃ الاسلامیۃ واللہ شاہد علیہ والمسئول من اللہ تعالی ان یعفو عن خطایای بجودہ وبحرمۃ نبیّہ خیر البریّۃ واشرفہم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان یقبلہ بقبول حسن وجعلہ وسیلۃً لعفوی وہو خیر العافین۔

تنبیہ۔ چونکہ شیعہ کی معتبر کتاب تحفہ احمدیہ مطبوعہ مطبع بستان مرتضوی جلد ۱ صفحہ ۱۱۷ سطر ۶ مین لکہا ہی کہ جو لوگ فریب خلائق کو دیتے ہین اور ضرر دین مین پہونچاتے ہین مثلاً وعظ مین یا مجمع خلائق مین مضامین باطلہ و دروغ ذکر کرتے ہین۔ پس لوگونپر خصوصاً علما پر واجب ہے کہ اظہار و اعلان اونکی فریب و بدعت و دروغ کا کرین۔ انتہی ملخصاً۔ اسلئے شیعہ کی اس روایت کے مطابق ہمین شیعہ کی بدعت و دروغ کا ظاہر کرنا ضروری ہوگیا ولا قوۃ الّا باللہ۔ اور اس کتاب کے جملہ گیارہ باب بنائے گئے ہین +

پہلا باب ثبوت خلافت خلفاء الرّاشدین کے بیان مین

اہل اسلام پر واضح رہے کہ جب حق تعالی نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ان دس سنتون کا امر کیا جنمین ختنہ اور لبونکا کاٹنا بہی ہے اور آپ حسب الارشاد انکو بجالائے تو حق تعالی نے ارشاد فرمایا کہ مین تیری اولاد مین سے بہی بجز ظالمون کے امام اور پیشوا بناونگا جیسے حقتعالی فرماتا ہے۔ واذ ابتلی ابراہیم ربّہ بکلمات الی قولہ عہد الظالمین یعنی یاد کر اے محمد جسوقت آزمایا ابراہیم علیہ السلام کو اوسکے رب نے کئی باتون کے ساتھ پس پورا کیا اونکو ابراہیم ع نے فرمایا اللہ نے مین تحقیق کرنیوالا ہون تجکو لوگون کے لیے امام۔ حضرت ابراہیم نے عرض کیا کہ الہی میری اولاد مین سے بہی کوئی امام کر۔ خدا نے فرمایا کہ مین تیری اولاد کو امام کرونگا پر عہد میرا ظالمونکو نہ پہونچیگا۔ تفسیر کبیر جلد ۱ مطبوعہ مصر صفحہ ۱۱۷ مین اس آیت کی تفسیر یون لکہی ہے۔ ان اللہ تعالی اجاب دعاء ابراہیم علیہ السلام فی المؤمنین من ذریّتہ کاسمعیل واسحاق ویعقوب ویوسف وموسی وہارون وداؤد وسلیمان وایوب ویونس وذکریا ویحیی وعیسی علیہم السلام وجعل آخرہم محمداً صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من ذریّتہ الّذی ہو افضل الانبیاء والائمۃ علیہم السلام۔ پس آپکے وجود باجود پر امامت من جہت نبوۃ تو حسب آیہ کریمہ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیّین خاتمہ کو پہونچگئی۔ پہر آنحضرت صلعم کے بعد اولاد ابراہیم ع مین یہہ امامت من جہت خلافت جاری ہوئی اور حقتعالی نے خلافت کا وعدہ اس امت مرحومہ کو بدین الفاظ

ذکر امامت انبیاء

اولاد ابراہیم ع

آیت خلافت

عنایت کیا جو سورہ نور مین ہی۔ وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنہم الی قولہ ہم الفاسقون۔ یعنی وعدہ کیا ہی اللہ تعالی نے اون لوگون کو جو ایمان لائے ہین تم مین سے اور کئے ہین کام نیک البتہ خلیفہ کریگا اونکو زمین مین جیسا کہ خلیفہ کیا تہا پہلون مین سے اور البتہ محکم کریگا اون کے لئے دین اونکا جو پسند کردیا اونکے لئے اور دیگا اونکو اونکے ڈر کے بدلے امن میری ہی بندگی کرینگے وہ خلفا زمانہ خلافت مین شریک نہ کرینگے میرا کوئی آہ۔ تفسیر بیضاوی جلد ۲ نسخہ قلمی اور تفسیر مدارک علی الحسینی جلد ۲ صفحہ ۹۸ مین بعبارات مختلفہ بیک مضمون لکہا ہی۔ ان ہذہ الآیۃ اوضح دلیل علی صحۃ خلافۃ خلفاء الراشدین الاربعۃ لان المستخلفین الذین آمنوا وعملوا الصالحات ہم ہم یعنے یہہ آیت واضحتر دلیل ہی اوپر صحت خلافت چار خلیفون کے کیونکہ مستخلفین جو ایمان لائے اور عمل صالح کئے وہ یہی ہین۔ یہان شیعہ کہتے ہین کہ اس آیت مین اس وعدہ کے موعود لہ یا تو حضرت علی ہین اور یا حضرت امام مہدی اور قولہ منکم وغیرہ مین ضمیر جمع تعظیماً فرمائی گئی کذا وکذا لیکن یہہ فقیر کہتا ہی کہ قولہ تعالی ان اللہ لا یخلف المیعاد جو سورہ آل عمران مین آیا ہی۔ اور قولہ ان وعد اللہ حق آہ وغیرہ اس قسم کی آیات سے باتفاق ہر مذہب ہر ملت کے ثابت ہی کہ اللہ تعالی کا وعدہ سچا ہی اور اللہ جلشانہ سے خلاف وعدہ محال ہے۔ پس اب ہم پوچھتے ہین کہ اگر وعدہ آیت وعد اللہ الذین مذکورہ بالا کے موعود لہ حضرت مولانا علی تھے تو کسلیئے برخلاف وعدہ حق تعالی نے یہہ خلافت حضرت ابابکر کو عنایت کردی۔ معلوم ہوا کہ شیعہ کے نزدیک العیاذ باللہ خدا تعالی بہی وعدہ خلافی کرتا ہے

بعض شیعہ اس آیت کا معنی یون کرتے ہین کہ قولہ تعالی یعبدوننی لا یشرکون آہ کے فاعل آیت مذکورہ بالا مین کل لوگ ہین جو حق تعالی کی عبادت زمانہ خلافت موصوفہ مین کرینگے۔ پس اس آیت مین سے خلفاء ثلاثہ کا زمانہ خارج ہوگیا کہ اونکے زمانہ مین اکثر بلاد مین شرک تہا اور اس وعدہ کے موعود لہ امام مہدی ہی ہونگے کہ اونکے زمانہ مین شرک نہوگا۔ ہم اسکے جواب مین کہتے ہین کہ یعبدوننی لا یشرکون کے فاعل اس آیت مین اس وعدہ کے موعود لہم ہین اور حقتعالی انہین کی خبر دیتا ہی کہ وہ میری عبادت باخلاص وخشوع اپنی خلافت پاکیزہ کے مبارک اور خجستہ زمانہ مین کرینگے اور میرے ساتہ کوئی شریک نہ پکڑینگے۔ پس یعبدوننی لا یشرکون سے کل لوگ مراد لینا بالکل خلاف ظاہر ہی اور قرآن کی آیات کے ساتہ افترا پردازی ہی۔ بنظر انصاف دیکہنا چاہیے کہ امام ممدوح اس آیت کے نزول کے وقت حاضر کیا بلکہ پیدا ہی نہین ہوئے تہے۔ پس خطاب جمع غایب نہ

ثبوت خلافۃ ثلاثہ بکتب اہل التشیع

متکلم کو غائب واحد پر بولنا اور ضمیر جمع ماضی آمنوا وغیرہ کو مفرد غیر مذکور اور غیر موجود کی لئے تجویز کرنا شیعہ کی ہی افترا پردازی ہے۔ حق تعالی نے ہر چار خلیفوں کے حالات کی آیت مذکورہ بالا میں صراحت سے بوجوہ ذیل خبر دی ہے (۱) خلافت صحیحہ (۲) تمکین دین اسلام (۳) تبدیل خوف بامن (۴) عبادت کرنا خلفا کا باخلاص وخشوع یعنی بلا شرکت اور یہہ جملہ امور چاروں خلفاء کی خلافت میں وعدہ کے موافق ظاہر ہوئے چنانچہ تفسیر کبیر جلد ۶ کے صفحہ ۲۸۴ مین لکھا ہے۔ اِنّ المراد بہذا الوعد ہؤلاء الائمۃ الاربعۃ لان استخلاف غیرہ لایکون الّا بعدہ ومعلوم انہ لانبیّ بعدہ لانہ خاتم الانبیاء فاذن المراد بہذا الاستخلاف طریقۃ الامامۃ ومعلوم ان بعد الرسول علیہ السلام الاستخلاف الذی ہذا وصفہ انما کان فی ایام ابی بکر وعمر وعثمان وعلی رضی اللہ عنہم لان فی ایامہم کانت الفتوح العظیمۃ وحصلت التمکین وظہور الدین فثبت بہذا دلالۃ علی صحۃ خلافۃ ہؤلاء الاربعۃ وبطل قول الرافضۃ الطاعنین علی الثلاثۃ وبطل قول الخوارج الطاعنین علی علیّ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ انتہی ملخصاً من عینہ یعنی اس وعدہ سے مراد رسولخدا صلعم کے بعد یہی چار خلیفہ ہین اسلئے کہ خلیفہ بنانا غیر کو نہین ہوتا مگر بعد آنحضرت صلعم کے اور معلوم ہے کہ آنحضرت صلعم کے بعد کوئی نبی نہین کیونکہ وہ خاتم الانبیاء ہین پس اس استخلاف سے مراد امامت کا طریقہ ہے اور معلومات مین سے ہے کہ رسولخدا کے بعد خلافت موصوفہ ابابکر۔ عمر۔ عثمان۔ علی رضی اللہ عنہم کے ایام مین صادر ہوئی۔ پس اس حقیقت سے پایہ ثبوت کو پہونچی دلالت صریحہ اوپر خلافت خلفاء اربعہ کے اور باطل ہوا روافض طاعنین کا قول خلفاء ثلاثہ پر اور باطل ہوا قول خوارج طاعنین کا حضرت علی رضی اللہ عنہ پر۔ پس ظاہر ہے کہ اگر ان خلفاء پر ظلم یا فسق کا طعن لگایا جاوے۔ تو معاذ اللہ باریتعالی کی نسبت جہل لازم آتا ہے۔ اب ہم الزامی جواب سے حضرات شیعہ کی تسلی کرتے ہین۔ دیکھو شیعہ کی معتبر کتاب تفسیر مجمع البیان کی جلد ۲ سورہ تحریم مین زیر آیت واذ اسرّ النبی الی بعض ازواجہ حدیثاً[۱]۔ لکھا ہے۔ روی عن النبی صلعم انہ خلا یوماً لعائشۃ مع جاریۃ القبطیۃ فوقفت حفصۃ رضی اللہ عنہا علی ذالک فقال لہا رسول اللہ صلعم لا تعلمی عائشۃ رضی اللہ عنہا ذالک وحرم ماریۃ علی نفسہ ولما حرم ماریۃ اخبر حفصۃ انہ یملک من بعدہ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما انتہی ملخصاً من عینہ۔ اور نیز شیعہ کی معتبر کتاب تفسیر عمدۃ البیان مطبوعہ مطبع یوسفی دہلی جلد ۲ کے صفحہ ۵۸۲ پر سورہ تحریم مین ہی لکھا ہے کہ رسولخدا صلعم نے ماریہ قبطیہ کو اپنے پر حرام کیا اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو اس راز کی پوشیدہ رکھنے کی بہت تاکید کی اور فرمایا کہ ایک راز میرا اور ہے تیرے روبرو اوسکو بھی بیان کرتا ہون وہ

یہہ ہے کہ میری پیچہے ابوبکر اور عمر باپ تیرا رضی اللہ عنہما مالک اس امت کی ہونگے اور بادشاہی کرینگے اور اونکی
بعد حضرت عثمان حکومت کریگا۔ حفصہ رض یہہ بات سنکر بہت خوش ہوئی اور دونون راز حضرت کی عائشہ
سے جاکر کہدے۔ خداتعالی نی یہہ آیت نازل کی واذ اسر النبی الی بعض ازواجہ۔ انتہی کلامہ۔ سبحان اللہ
کیسی صاف صاف خلفاء ثلاثہ کی خلافت بلافصل شیعہ کی کتابون سے ثابت ہوئی جسکا جی چاہے دیکہہ لے
پس جب باتفاق فریقین خلفاء کی خلافت قرآن سے ثابت ہوئی تو اللہ تعالی کی قول کے مطابق آنحضرت صلعم
نے ارشاد کیا کہ خلافت میری بعد جو میری سنت کی مطابق ہوگی تیس برس تک رہیگی پہر اوسکی بعد بادشاہت
ہوجاویگی چنانچہ صحیح ترمذی مطبوعہ مطبع احمدی میرٹہہ کی جلد ۲ صفحہ ۵۰ مین سفینہ رض سے مروی

حدیث الخلافۃ ثلاثون سنۃ

ہے۔ قال قال رسول اللہ صلعم الخلافۃ فی امتی ثلاثون سنۃ ثم یکون ملکاً ثم یقول سفینۃ امسک خلافۃ
ابی بکر ثم خلافۃ عمر ثم خلافۃ عثمان ثم خلافۃ علی رضی اللہ عنہم۔ یعنی میری امت مین خلافت میری سنت
کے موافق تیس برس تک رہیگی اوسکی پیچہے بادشاہت آجائیگی پہر کہتا ہے سفینہ رض سمجہانی کے واسطی کہ
یاد رکہہ خلافت ابی بکر رض کی پہر خلافت عمر رض کی بعدہ خلافت عثمان رض کی اسکے بعد خلافت علی رض کی۔ مظاہر
حق مطبوعہ لکہنو جلد ۴ کے صفحہ ۲۲۴ پر بروایت جامع الاصول منقول ہے کہ حضرت ابابکر کی خلافت دو

ہر چار خلفا کی خلافت کی مدت

برس چار مہینے رہی اور حضرت عمر کی خلافت دس برس چہہ مہینے اور حضرت عثمان کی خلافت بارہ برس
چند روز کم اور خلافت مولانا علی کی چار برس نو مہینے۔ اس حساب سے ہر چار خلیفون کی خلافت اونتیس ۲۹
برس اور سات مہینے مین تمام ہوتی ہے اور پانچ مہینے جو باقی رہے اونمین حضرت امام حسن رض خلیفہ رہے۔
اسلیئے وہ بہی داخل خلفاء ہین۔ انتہی مختصراً۔ شیعہ نی منہج الانصاف کی صفحہ ۳۰ و ۴ پر بعبارت طویل
لکہا ہے جسکا خلاصہ یہہ ہے کہ صحیح مسلم و مسند احمد اور تفسیر ثعلبی وغیرہ کتب صحاح مین مروی ہے کہ فرمایا رسول خدا
نے کہ مین تم مین دو شئی نفیس چہوڑی جاتا ہون ایک قرآن دوسری اہل بیت جبتک تم تابع قرآن و اہلبیت
دونون کی رہوگی گمراہ نہوگی۔ پس باتفاق اجماع امت بحدیث ثقلین ثابت ہوا کہ صحابہ وغیرہ کل امت کو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی تابع و محکوم اہلبیت کا کیا ہے نہ اہلبیت کو تابع کسی صحابی کا۔ پس اہل بیت
رسول علیہ السلام بعد رسول ع حاکم علی الکل ہوئے۔ انتہی ملخصاً۔ **الجواب**۔ دیکہو یہہ شیعہ کیسا چالاک
آدمی ہے روایات اظہر من الشمس کو کیسا الٹا بیان کرتا ہے حالانکہ حدیث مستند کہ مخالف جیساکہ صحیح مسلم

حدیث الثقلین

وغیرہ مین مروی ہے۔ یون ہے۔ قال رسول اللہ صلعم انی تارک فیکم الثقلین اولہا کتاب اللہ فیہ الہدی والنور

فخذوا بکتاب اللہ واستمسکوا بہ ثم قال واہل بیتی اذکرکم اللہ فی اہل بیتی یعنے مین تمہارے درمیان دو چیزین گران چھوڑنے والا ہون جو اول اونمین سے قرآن ہے اوسمین راہ راست کا بیان ہے اور اوسمین نور ہے پس پکڑو تم کتاب اللہ کو یعنے استنباط مسائل کرو اوس سے اور یاد کرو اوسکو اور چنگل مارو اوسکی ساتھ اور دوسری چیز میری گھر کے لوگ ہین یاد دلاتا ہون مین تمکو خدا کے لئے اور ڈراتا ہون تمہین اوسکی عذاب سے بیچ قصور کرنے میری گھر والون کی محبت کی۔ اور ایک روایت مین یون آیا ہے۔ انی تارک فیکم الثقلین ما ان تمسکتم بہما لن تضلوا بعدی احدہما اعظم من الآخر کتاب اللہ وعترتی اہل بیتی لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض یہہ روایت بہی من جمیع الوجوہ پہلی ہی روایت کے مطابق ہے کیونکہ دونون ثقلین آپسمین موافق ہین نہ مخالف اور قرآن اعظم ہے اہل بیت سے اور دونون کا جدا ہونا بہی غیر ممکن ہے بسبب ارشاد آنحضرت صلعم کے پس تمسک کرنا باعظم الثقلین لازم ہوگیا۔ اور ان احادیث مین آنحضرت صلعم نے واسطے دوستی ومحبت اہل بیت کے بطور مبالغہ وتاکید کے بیان فرمایا اور اوسے تخصیص کرنا ایک کسی کو اہل بیت مین سے ناجائز ہے بلکہ کل ازواج مطہرات واقربا واولاد رسول صلعم کی دوستی مراد ہے جنکا مفصل ذکر انشاء اللہ باب تعریف اہل بیت مین آویگا۔ اب معلوم ہوا کہ تارک دوستی اہل بیت ایمان سے خارج ہوگا جیسا شیعہ لوگ ہین کہ بعض اہل بیت کے محب اور بعض کے دشمن ہین اور ان روایات سے خلافت ہرگز ثابت نہین ہوتی کیونکہ خلافت کچہہ اور چیز ہے اور دوستی ومحبت کچہہ اور۔ مخالف نے لکہا ہے کہ ان احادیث مین آنحضرت صلعم نے جملہ صحابہ کو تابع ومحکوم حضرت علی رضی اللہ عنہ کا کیا ہے۔ سو اوسکا یہہ بیان مفہوم روایات کے بالکل مخالف ہے کیونکہ ان روایات مین سے کسی ایک کو تخصیص کرنا یا دوستی سے خلافت مراد لینا خلاف ظاہر ہے چنانچہ ہم ابہی شیعہ کی دو معتبر تفاسیر مجمع البیان اور عمدۃ البیان سے ہر سہ خلفاء کی خلافت ثابت کر چکے ہین۔ اذا عرفت ہذا فنقول فی سنن الترمذی المطبوعۃ فی المطبع الاحمدی جلد ۲ صفحہ ۲۲۷۔ باسنادہ عن حذیفۃ قال کنا جلوسا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال لا ادری ما بقائی فیکم فاقتدوا بالذین من بعدی ابو بکر وعمر رض۔ یعنی ترمذی مین حذیفہ سے مروی ہے کہ ہم حضرت کے پاس بیٹہے ہوے تہے کہ آپنے فرمایا کہ مین نہین جانتا کہ تمہارے درمیان میری کتنی حیاتی ہے پس پیروی کرو تم میری پیچھے ابو بکر اور عمر کی یعنے بعد میری انکو خلیفہ میرا جانو اور انہین سے اقتدا کرو۔ سوال شیعہ جب سول خدا صلعم حجۃ الوداع سے واپس تشریف لائے تو خم غدیر مین کہ ایک بستی کا نام ہے نازل ہوئی اور وہان آیت الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم آہ جو سورہ مائدہ مین ہے

۴ دو چیزین بہاری اور نفیس [illegible] چھوڑنے والا ہون [illegible]

سوال شیعہ بحدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ

نازل ہوئی اور سید المرسلین نے مولانا علی رض کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا من کنت مولاہ فعلی مولاہ یعنی جسکا مین مولا ہون اُسکا حضرت علی بھی مولا ہے۔ پس حضرت علی رض کی خلافت نص جلی اور حدیث صریح سے ثابت ہوئی۔ **جواب**۔ اللہ اکبر شیعہ اس استدلال مین بڑے جوش و خروش مین ہین اور اصل مین بات کچھ بھی نہین کیونکہ اس آیت کا نزول بروز جمعہ عصر کی نماز کے بعد حجۃ الوداع مین عرفات پر ہوا جسکا خلاصہ باب وفات النبی علیہ السلام مین انشاء اللہ آئیگا۔ اور حدیث کا مضمون جو شیعہ نے سمجھا ہے بالکل باطل ہے کیونکہ مولیٰ کا لفظ کئی معنی رکھتا ہے چنانچہ کتب لغت مثل لطائف و صراح وغیرہ مین مولیٰ بفتح میم و لام بمعنے یار و غلام و ہمسایہ و ناصر و بمعنی خداوند و مہتر و مُعتِق و مُعتَق و یاری دہندہ و نعمت دادہ شدہ و حلف و محب صادق وغیرہ وغیرہ پایا گیا ہے۔ پس اس حالت مین معانی مشترکہ سے بعض معنی کا حدیث بالا مین متعین کرنا بلا دلیل و قرینہ کے کچھ اعتبار نہین رکھتا جیسا کہ شیعہ نے لکھا ہے۔ اور اس حدیث کا اصل واقع جیسا کہ مشکوٰۃ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلوی کے صفحہ ۵۶۵ پر منقول ہے۔ اسطرح ہے کہ جب آنحضرت صلعم خم غدیر مین تشریف لائے تو حضرت علی رض کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا۔ الستم تعلمون انی اولیٰ بالمؤمنین من انفسہم قالوا بلیٰ فقال اللہم من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللہم وال من والاہ و عاد من عاداہ فلقیہ عمر بعد ذالک فقال لہ ہنیأ یا ابن ابیطالب رض اصبحت و امسیت مولا کل مؤمن و مؤمنۃ۔ رواہ احمد مختصراً من عینہ۔ یعنی فرمایا رسول خدا صلعم نے کیا نہین جانتے تم کہ مین قریب تر اور محب تر ہون مومنون کے ساتھ اونکی جانون سے۔ صحابہ نے کہا کہ سچ ہے آپ ویسے ہی ہین پس فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ بار خدایا جو شخص کہ مین اُسکا دوست و محب ہون پس حضرت علی بھی اُسکا دوست و محب ہے خداوندا دوست رکھ اوسکو جو دوست رکھے حضرت علی کو اور دشمن رکھ اوسکو جو دشمن رکھے حضرت علی کو۔ اسکے بعد حضرت عمر حضرت علی سے ملے پس کہا عمر رض نے کہ اے بیٹے ابیطالب کے جیتے رہو خوش آب ہو کہ صبح و شام یعنی ہر وقت مین دوست ہر مرد اور عورت مسلمان کے۔ اب اس حدیث مین مولا بمعنی دوست و محب کے متعین ہے بقرینہ وال من والاہ کے اگرچہ اصل لغت مین کئی معنی سے مذکور ہوا ہے۔ اور اگر شیعہ کہیر کہ اس حدیث مین مولیٰ بمعنی اولیٰ کے ہے بقرینہ ارشاد رسول علیہ السلام انی اولیٰ بالمؤمنین من انفسہم تو اسکا یہ جواب ہے کہ بالفرض ہمنے مانا کہ مولیٰ بمعنی اولیٰ کے ہے لیکن یہ کہان سے لازم آتا ہے کہ اولیٰ بمعنی امامت کے ہو بلکہ اولیٰ بمعنی قرب و نزدیکی کے ہے جیسا فرمایا حق تعالے نے سورۃ آل عمران مین ان اولی الناس بابراہیم للذین اتبعوہ الآیۃ۔ اس آیت کا معنی موافق تفاسیر اہل سنت و شیعہ کے یہ ہے کہ تحقیق قریب تر و نزدیک تر لوگون کے

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ البتہ وہ لوگ ہین کہ پیروی کی اونہون نے اونکی ۔ پس جبکہ قرآن
مین اولیٰ بمعنے اقرب ہی تو مولیٰ واولیٰ اس حدیث وارد ہ خم غدیر مین کسطرح بمعنی امامت وخلافت کی آسکتا
دیکھو خود تمہاری ہی مذہب شیعہ کی معتبر کتاب اخبار ماتم مطبوعہ مطبع حسینی رامپور کی مجلس اول صفحہ ۱۱ مین

جواب الزامی من کنت مولاه کا

مروی ہے ۔ فلما خرجوا من عنده علیہ السلام فی مرضه وبقی عنده العباس والفضل وعلی واہلبیتہ خاصۃ
فقال له العباس یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان یکن ہذا الامر فینا مستقرا من بعدک فبشرنا وان کنت
تعلم انا نغلب علیہ فاوص بنا فقال انتم المستضعفون من بعدی یعنی رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
مرض الموت مین جب سب حاضرین بعد پوچھنے آنحضرت کے گہر سے نکلی اور باقی رہے عباس وفضل وعلی
علیہم السلام تو عباس بولے کہ ای رسولخدا اگر امر خلافت بعد آپکے ہمکو ملے تو آپ اسکی بشارت دین اور
اگر آپ جانتے ہین کہ ہم باز رہینگے اوسی تو ہمین وصیت کرو پس جواب دیا آنحضرت علیہ السلام نے کہ تم عاجز
ہوا و ٹہانے بوجہہ امارت سے بعد میرے تم کلامہ من عینہ اب شیعہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی حق مین کیا
کہینگے شاید اونکو غدیر خم کا دن یاد نہ تہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کی وقت خلافت کا سوال
کرتے ہین یہہ نہین جانتے تھے کہ غدیر کے دن حضرت علی من اللہ ورسولہ خلیفہ ہو چکے ہین اب میرا پوچہنا خطا
ہے اور یہان تو حضرت علی بھی حاضر ہی تہے یہہ کیون نہ بولے کہ مین غدیر کے دن خلیفہ ہو چکا ہون ۔ اب
پہر وہی سوال کرنا فضول ہے ۔ آب دوسری روایۃ شیعہ کی سنو ۔ وہی شیعہ کتاب اخبار ماتم مطبع مذکور صفحہ ۱۱
پر دوسری روایت سے لکھتا ہے کہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مرض الموت مین خادمون سی بولے کہ
ردوا الی اخی علی ابن ابی طالب وعمی فحضرا فلما استقر بہما المجلس قال رسول اللہ صلعم یا عباس یا علی اتقبل
وصیتی وتنجز عہدتی وتقضی دینی فقال العباس یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کاشیخ کبیر ذو عیال
کثیر وانت تبار الریح سخاء وکرما وعلیک وعد لا ینھض بہ عمک فاقبل علی الی علی یعنی پکارو بہائی میرے
علی اور چچا میرے عباس کو کہ کچھہ کہنا ہے جب وہ دونو بزرگوار دولت سرامین آکر خدمت اقدس مین روبرو
بیٹھے تو فرمایا آنحضرت علیہ السلام نے اے عباس ای چچا میرے وصیت میری گوش قبول مین سنو اور وعدہ میرا
وفا اور قرض کو ادا کرو میرا خلیفہ بنو پس عباس نے جواب دیا کہ اے حبیب خدا تمہارا چچا بہت بوڑہا ہے ضعیفی
پیری مین ہے اور بال بچون والا ہے تم سخا وکرم مین طوفان ہو وعدہ عطا وجود بے پایان ہے اوسی عم غریب آپکا
وفا نہین کر سکتا الی آخرہ من عینہ ۔ یہہ روایت اگرچہ اہل سنت کے نزدیک بالکل لچر ہے مگر شیعہ کو ہی

خوب رد کرتی ہے کیونکہ اگر حضرت علی کی خلافت خم غدیر کے دن مقرر ہوتی تو پھر رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عباس کو کس لئے خلافت کا امر کرتی آپ بتاؤ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو مرض الموت مین خلیفہ بنانا کیا وجہ تھی شاید شیعہ کے نزدیک رسولخدا صلعم معاذ اللہ السہو اور نسیان مین مبتلا تھے کہ دواڑہائی مہینے کے ہی عرصہ کی بات جو غدیر کے دن سے مرض الموت تک گذرے تھی بھول گئے اور یاد نہ رہا کہ مجمع عام مین بروز غدیر حضرت علی کو خلیفہ کر چکا ہون اب حضرات شیعہ جب یہہ روایات اپنی معتبر کتابون مین دیکھتے ہین تو پھر اونکی بدبختی کی خدا جانے کیا وجہ ہے ۔ اور شیعہ نے منہج الانصاف کی صفحہ ۶ پر لکھا ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ جو قول و فعل حضرت علی مرتضی سے واقع ہوگا وہی صحیح و واجب القبول ہوگا مثل قول و فعل محمد مصطفی کے ۔ پس اب یہہ نیاز مند حضرت علی کا قول ذکر کرتا ہے جیسا مشکوۃ مطبوعہ مطبع احمدی دہلوی مین صفحہ ۵۵۹ باب مناقب العشرۃ مین منقول ہے عن علی رضی اللہ عنہ قال قیل یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من نؤمر بعدک قال ان تؤمروا ابابکر تجدوہ امیناً زاہداً فی الدنیا راغباً فی الآخرۃ وان تؤمروا عمر تجدوہ قویاً امیناً لا یخاف فی اللہ لومۃ لائم انتہی یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہین کہ رسول خدا صلعم سے امارت دینیہ کا سوال کیا گیا تو آپنے فرمایا کہ اگر امیر دین کا بناؤ تم ابی بکر کو تو پاؤگے اوسکو امانت دار حقوق دین مین پرہیز کرنیوالا دنیا سے اور راغب آخرت مین اور اگر امیر کروگے تم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تو پاؤگے اوسکو قوی یعنے قادر اوٹھانے بوجھہ امارت پر اور پاؤگے تم اوسکو امین یعنے اونسے خیانت نہین سرزد ہوگی اور نہ خوف کریگا وہ جاری کرنے احکام دین مین کسی ملامت کرنیوالے کی ملامت سے رواہ احمد اور سنن ترمذی مطبوعہ میرٹھ جلد ۲ صفحہ ۲۲۷ مین منقول ہے عن علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ قال کنت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذ طلع ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہذان سیدا کہول اہل الجنۃ من الاولین والآخرین الا النبیین والمرسلین یعنی علی مرتضی سے مروی ہے کہ تہا مین آنحضرت علیہ السلام کے ساتھہ اچانک ظاہر ہوئے صدیق اکبر و فاروق رضی اللہ عنہما پس فرمایا رسولخدا صلعم نے کہ یہہ دونون سردار ہین بزرگون اہل بہشت کے اولین و آخرین مین سے بجز رسولون اور نبیون کے ۔ مظاہر حق مطبوعہ لکھنؤ جلد ۴ صفحہ ۶۸۱ پر اس حدیث کے نیچے یہہ لکھا ہے کہ اولین سے مراد اگلے پیغمبرون کی امتین ہین یعنی یہہ دونو افضل ہین اصحاب کہف سے اور آخرین سے مراد اولیاء و علماء و شہداء اس امت کے ہین ۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی اسی امت مین سے ہین ۔ اب اس حدیث سے خود حضرت علی کی ہی زبان سے خلفائے ثلثہ کا افضل ہونا ثابت ہوگیا اور یہہ مسلمات

ثبوت خلافت شیخین برروایت علی رض

ہین سے ہے کہ افضل جملہ امور ہین کل لوگون پر مقدم ہوتا ہے اسیواسطے حق تعالیٰ نے خلفاء ثلثہ کو جمیع صحابہ
پر مقدم کیا ہے۔ اسی لئے امام فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر مطبوعہ مصر کی جلد ۸ صفحہ ۵۸۶ پر لکھا ہے کہ
سورۃ واللیل نزلت فی ابی بکر والفاقۃ علی المسلمین و فی اُمیّۃ بن خلف وبخلہ وکفرہ باللہ آہ یعنی سورۃ واللیل
نازل ہوئی ہے حضرت ابابکر کے شان مین اور اونکی خرچ کرنے مال مین مسلمانون پر اور بیچ اُمیہ بن خلف اور اوسکی
بخل و کفر مین حقتعالے کے ساتھ اسی کتاب کی جلد مذکور صفحہ ۵۹۳ پر لکھا ہے۔ انّ الامّۃ مجمعۃ علے انّ
افضل الخلق بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابوبکر انتہی۔ یعنی حضرت محمد علیہ السلام کی امت اسپر متفق
ہے کہ رسول علیہ السلام کے پیچھے مخلوقات کے افضل حضرت ابوبکر ہین۔ اس جگہ ہم منکر اجماع کے حق مین
کچھہ نہین کہہ سکتے۔ منصفین شیعہ خود دانا ہین۔ سمجھہ لیوین۔ اور مشکوۃ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلوی کے
صفحہ ۵۶۰ پر منقول ہی عن ابی بکرۃ انّ رجلاً قال لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رأیت کان میزاناً نزل
من السماء فوزنت انت وابوبکرؓ فرجحت انت ووزن ابوبکر وعمر فرجح ابوبکر ووُزن عمر وعثمان فرجح عمر ثم رفع
المیزان فاساء لہا رسول اللہ یعنی فساءہ ذالک فقال خلافۃ نبوۃ ثم یؤتی اللہ الملک من یشاء رواہ الترمذی و
ابوداؤد یعنی حضرت ابی بکرہ رضی اللہ عنہ سی جو ایک معتمد علیہ صحابی تہا مروی ہے کہ ایک شخص نے بحضور آنحضرت
علیہ السلام کے یون عرض کی کہ مینے خواب دیکھی ہی گویا ایک ترازو آسمان سے اوتری ہی پس تولیگئے آپ اور
حضرت ابابکر صدیق پس غالب آگئے آپ اور تولے گئے ابابکرؓ و حضرت عمرؓ پس غالب آئے ابابکر اور تولے گئے عمرؓ و
حضرت عثمان رضی اللہ عنہما پس غالب آئے حضرت عمر پہر اوٹہائی گئی وہ ترازو پس غمگین ہوئے آنحضرت صلعم
پس فرمایا آپنے یہہ جو تمنے دیکھا ہے خلافت نبوت ہے پہر دیویگا حقتعالے ملک جسکو چاہیگا۔ آنحضرت صلعم
نے جان لیا تہا کہ حضرت عمر کی خلافت کے بعد ظہور فتنون کا ہوگا اسیواسطے غمناک ہوئے اور اس خواب سے
تعبیر وی ہے کہ میرے پیچھے شیخین پر خلافت میری سنّت کے مطابق کامل ہوگی اور اوسکے پیچھے بھی خلافت ہاں ہوگی
مگر درجہ اولین نرکہیگی اور تیس سال مین ختم ہوگی کما مرّ من حدیث سفینۃ رضؓ اور اس حدیث مین ایک رمز ہے
وہ یہہ ہے کہ وزن ان چیزون مین ہوتا ہے جو ایکدوسرے سے قرابت رکہتی ہون اور اگر دیکہنے مین باہم
مساوی دکہائی نہ دیوین تو وزن مین کچھ معنی نہین رکہتین مثلاً ایک خروار کو دس خروار سے وزن نہین
کیا جاتا پس خلفاء ثلثہ کا رسول صلعم کے ساتھ تولے جانا یہی درجہ بدرجہ اتصال اور قرابت رکہنے کی دلیل ہے اور
مولانا علی رضؓ کی وزن نہ ہونیسے صریح ثبوت اسبات کا ہے کہ حضرت عثمان رضؓ کی خلافت مین ظہور فتنونکا ہوگا

رسولخدا صلعم کا ثلثہ رض کو جنت کی بشارت دینا

اور خلیفہ ثالث سختیون مین پڑینگے انکے دزن ہوئیکے بعد منبران کا اوٹہایا جانا اسی پر دلالت کرتا ہے جیسا کہ اونکو رسولخدا نے ایک اور وقت مین امر مذکور کی صریح خبر دی تھی دیکھو صحیح مسلم مین باسناده عن ابی موسی الاشعری قال کنت مع النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی حائط فجاء رجل فاستفتح فقال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم افتح لہ وبشرہ بالجنۃ ففتحت لہ فاذا ہو ابو بکر فبشرتہ فحمد اللہ ثم جاء عمر فقال النبی علیہ السلام افتح لہ وبشرہ بالجنۃ ثم جاء عثمان فقال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بشرہ بالجنۃ علی بلوی تصیبہ فاخبرتہ فحمد اللہ ثم قال اللہ المستعان انتہی ملخصا ومختصرا قطعہ۔ بعد احمد امتنی محکوم وحاکم چار اند ٭ ناصران دین نبوی در ورع ہشیار اند ٭ صدق گویان ورضا جویان اللہ بے نیاز ٭ نازنین مصطفی و قاتل کفار اند ٭ ہر کہ داند دشمن ایشان راشود ملعون حق ٭ زانکہ مقبولان صادق بر در غفار اند ٭ اور سنن ترمذی مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلوی جلد ۲ مین صفحہ ۲۲۹ پر مروی ہے عن جبیر بن مطعم قال اتت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امرءۃ فکلمتہ فی شیء فامرہا ان ترجع قالت یا رسول اللہ صلعم ارایت ان جئت ولم اجدک کانہا ترید الموت قال فان لم تجدینی فاتی ابا بکر یعنی آنحضرت علیہ السلام کے پاس ایک عورت آئی اور اون سے کسی چیز کے بارہ مین کلام کی یا کوئی حاجت چاہی پس فرمایا اوسکو رسولخدا نے کہ پھر کسیوقت آئیو اوس عورت نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اگر آؤن اور نہ پاؤن آپکو گویا ارادہ کرتی تھی حضرت کی وفات کا پس فرمایا آنحضرت نے کہ اگر نہ پاوے تو مجھکو تو آئیو حضرت ابوبکر رض کے پاس۔ اس عورت کی کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حضرت کی مرض الموت مین حاضر خدمت اقدس ہوئی تھی۔ پس یہ حدیث حضرت ابابکر رض کی خلافت پر صریح دال ہے٭ نیز ترمذی جلد مذکور کے صفحہ ۲۲۸ پر مروی ہے عن عبد اللہ بن حنطب قال ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رائی ابا بکر وعمر رضی اللہ عنہما فقال ہذان السمع والبصر یعنی آنحضرت علیہ السلام نے حضرت ابوبکر اور عمر رض کو دیکھکر فرمایا کہ یہہ دونو بمنزلہ چشم وگوش کے ہین یعنی جیسے بدن مین چشم اور گوش باقی اعضا سے عزیز اور مشرف تر ہین ویسے ہی دین مین یہہ دونون عزیز اور مشرف زیادہ ہین ؎ ہمچو چشم وگوش در کونین ابوبکر و عمر ٭ ہر کہ شد منکر بود صم وبکم فاقد البصر ٭ پس جب رسولخدا کی رائے عالی مین شیخین رضی اللہ عنہما امت کے دین متین مین بمنزلہ چشم وگوش کے نظر آئے اور چشم وگوش کے سوائے بینائی وشنوائی ممکن نہین اسیواسطے رسولخدا صلعم نے حضرت ابابکر صاحب کو بحین حیات خود جملہ جہان کا پیشوا کرکے اپنی مسجد شریف مین اپنے مصلے پر مقرر فرمایا جسکا خلاصہ انشاء اللہ باب وفات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین آئیگا٭

دوسرا باب اوصاف چار یار کبار رضی اللہ عنہم مین

شیعہ نے رسالہ منبع الانصاف کے صفحہ ۵۹۶ پر بعبارت طویل تحریر کیا جسکا خلاصہ یہ ہے کہ اصحاب رسول علیہ السلام کا آیت تطہیر مین داخل نہونے سے پاک ہونا بھی عیب وگناہ سے ثابت نہین اس لئے اصحاب رسول کے اقوال وافعال مین عیب وگناہ کو راہ ہی - مین کہتا ہون کہ یہہ محض دہوکہ دہی ہی معترض نے کلام ربّانی کیا بلکہ اپنی کتب کو بھی نہین دیکھا حالانکہ علاوہ تفاسیر اہل سنّت کے تفاسیر اہل شیعہ مین صحابہ رضوان اللہ علیہم کا پاک اور صادق ہونا صدہا آیات قرآن سے ثابت ہی - از آنجملہ پارہ قد سمع اللہ کی سورت حشر مین ہی - للفقراء المہٰجرین الّذین اخرجوا من دیارہم واموالہم یبتغون فضلاً من اللہ ورضواناً وّ ینصرون اللہ ورسولہ اولٓئک ہم الصّٰدقون - معتبر تفسیر شیعہ عمدۃ البیان مطبوعہ مطبع یوسفی دہلوی کی جلد ۲ مین صفحہ ۵۴۹ پر اس آیت کا ترجمہ اسطرح پر لکھا ہے کہ للفقراء المہٰجرین واسطے فقرا ہجرت کرنے والونکے اور مہاجرین سے وہ لوگ مراو ہین کہ اپنے گھرون کو چھوڑکر مکّہ سے طرف مدینہ کے روانہ ہوئے تھے اور وہ الّذین اُخرجوا وہ لوگ ہین کہ نکالے گئے ہین من دیارہم گہرون اپنے سے کہ مکّہ مین تھے واموالہم اور مالون اپنے سے کہ مال اونکے وہان پڑے رہے اور وہ مال اونکو اوٹھانے نہ دیئے اور وہ فقراء مہاجرین ایسے ہین کہ یبتغون طلب کرتے ہین وہ لسبب ہجرت کی فضلاً من اللہ فضل کو خدا سے ورضواناً اور رضامندی کو اللہ سے لیعنی ہجرت اونکی واسطے سوداگری اور دنیا کی کسی غرض کے واسطے نہین ہے بلکہ واسطے خوشنودی اور رضامندی خدا کے ہے وینصرون اللہ اور مدد کرتے ہین وہ دین خدا کی اپنے مالون اور جانون سے ورسولہ اور پیغمبر اوسکے کی ہر مقام مین اُولٓئک یہہ گروہ مہاجرون کے ہُم الصّٰدقون وہی ہین سچّے قول مین اور فعل مین تمّ کلامہ من عینہٖ اور تفسیر کبیر جلد ۸ مطبوعہ مصر کے صفحہ ۱۷۸ مین ذیل تفسیر آیت مذکور مسطور ہے - انہ تعالیٰ وصفہم باموراوّلہا انہم فقراءٌ وثانیہا انہم مہاجرون وثالثہا انّہم اُخرجوا من دیارہم واموالہم ورابعہا انّہم یبتغون فضلاً من اللہ ورضواناً وخامسہا انّہم ینصرون اللہ ورسولہ وسادسہا اولٓئک ہم الصادقون وتمسک بہٰذہ الآیۃ علی امامۃ ابی بکر لان ہٰؤلاء المہاجرین والانصار یقولون لابی بکر یا خلیفۃ رسول اللہ واللہ یشہد علی کونہم صادقین فوجب ان یکونوا صادقین فی قولہم یا خلیفۃ رسول اللہ انتہی ملخصاً من عینہٖ تولا

وہ تمسک آہ یعنی تمسک کیا جاتا ہے اس آیت کے ساتھہ حضرت ابابکر رضی اللہ عنہ کی امامت پر
اس لئے کہ یہہ جماعت مہاجرین و انصار کی سب ابی بکر کو اسطرح پر پکارتے تہے کہ ای خلیفے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور حقتعالے شہادت دیتا ہے اونکے صادق ہونے پر پس واجب ہوا کہ یہون وے
صادق اپنے اس قول مین جو حضرت ابابکر کو خلیفہ رسول اللہ کر نام سے پکارتے ہین دیکہو مولف منہج الانصاف
نے صحابہ کو کاذب قرار دینے مین کتنا بڑا ظلم کیا ہے خدا تو اونکو آیت مذکور مین صادق فرماتا ہے اور وہ اپنی
کور چشمی سے اونکو کاذب بتاتا ہے جو اونکی گمراہی اور لوگون کو گمراہ کرنیکا صریح ثبوت ہے۔ پہر پارہ لیعتذرون
کی سورۃ توبہ مین ہے والسابقون الاولون من المہاجرین والانصار والذین اتبعوہم باحسان رضی اللہ عنہم
ورضوا عنہ واعد لہم جنت تجری تحتہا الانہار خالدین فیہا ابداً الآیۃ شیعہ کی معتبر تفسیر عمدۃ البیان مطبوعہ
مطبع یوسفی دہلی کے جلد ا صفحہ ۳۴۵ مین آیت کا ترجمہ اسطرح پر لکہا ہے اور سبقت کرنیوالے پہلے مہاجرین
اور انصار مین سے اور وہ لوگ کہ پیروی کی ہے اونہون نے اون سابقون کے ساتھ نیکی کی یعنی ایمان اور طاعت
مین اور وہ لوگ اصحاب رسولخدا ﷺ کے ہین جو کہ بعد اون سابقین کے ایمان لائے ہین بلکہ کہتے ہین کہ
جو لوگ قیامت تک اونکی پیروی کرین وہ بہی اسمین داخل ہین اور فرماتا ہے کہ رضی اللہ عنہم آہ راضی
ہے خدا اون سے بسبب اونکے ایمان اور طاعت کے اور راضی ہین وہ بہی اوس خدا سے بسبب حصول
نعیم دنیا اور آخرت کے اور تیار کیا ہے خدا نے واسطے اونکے بہشتون کو الخ اور حضرت امام جعفر صادق
علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ خدا تعالے نے پہلے مہاجرین کا ذکر کیا اسواسطے کہ اونکا درجہ سابق ہونیکا ہے اور بعد
اونکے انصار کا ذکر کیا اور بعد اونکے تابعین کا ذکر کیا ہر ایک قوم کو اونکے درجہ اور مرتبہ پر رکہا انتہی ملخصاً من
عینہ یہان بعض شیعہ کہتے ہین کہ اس آیت مین سبقت الی الایمان مراد ہے نہ سبقت الی الہجرت اور پہر سابقین
اولین مین سے صرف حضرت مولانا علی کو ہی شمار کرتے ہین اور کہتے ہین کہ وہ سب سے پہلے ایمان لائے ہین
کہتا ہون کہ منصفین حضرات شیعہ خوب جانتے ہین کہ الف ولام جب صیغہ جمع پر واقع ہو تو وہ استغراق اور
عموم کے معنے دیتا ہے۔ اس حالت مین ثابت ہوگیا کہ اللہ تعالے جملہ صحابہ رضہ مہاجرین اور انصار بلکہ
تابعین کو بہی بشارت اپنی خوشنودی اور جنت کی دیتا ہے پس جب خدا تعالے علام مافی القلوب
اور ازل سے ابد تک کا واقف اسطرح سے فرماوے تو کاذب جاننے والا صحابہ کرام کو مکذب خدا و رسول
کا ہوگا۔ اور بالفرض والتقدیر اگر سبقت الی الایمان ہی مراد ہو تو پہر بہی سابقون اولون کے رئیس

تو حضرت ابابکر صدیق ہی ہونگے کیونکہ وہ جملہ صحابہ سے پہلے ایمان لائے ہین۔ جیساکہ سنن ترمذی مطبع مجتبائی دہلوی کے جلد ۲ صفحہ ۲۰۶ پر لکھا ہے قال اول من اسلم من الرجال ابوبکر الصدیق واسلم علی وہو غلام۔ پھر اسی صفحہ پر لکھا ہے۔ عن زید بن ارقم قال اول من اسلم علی قال عمرو بن مرۃ فذکرت ذالک لابراہیم النخعی فانکرہ وقال اول من اسلم ابوبکر الصدیق ہذا حدیث حسن صحیح انتہی من عینہ پھر پارہ واعلموا ربع اول مین ہے والذین آمنوا وہاجروا وجاہدوا فی سبیل اللہ والذین آووا ونصروا اولئک ہم المومنون حقاً لہم مغفرۃ ورزق کریم۔ شیعہ کی معتبر کتاب تفسیر البہیہ مطبوعہ مطبع گلشن رشیدی لاہور کی جلد ۱ صفحہ ۴۸۵ مین اس آیت کا ترجمہ یون لکھا ہے و آنانکہ ایمان آوردند و ہجرت نمودند باپیغمبر ازمکہ بمدینہ وجہاد کردند در طاعت خدا تعالے و آنانکہ بعد از ایمان مہاجرین راجائے دادند ایشانرا آن گروہ مہاجرین وانصار ایشانند گرویدگان وتصدیق کنندگان مر خدا را ورسول را براستی ودرستی ومر ایشان راست آمرزش وروزی نیکو ایشانرا در تحصیل آن مشقتہا تم کلامہ مین عینہ۔ اب دیکھو شیعہ ذکر کر لے بعض اصحاب مین آیت شریفہ کیا بلکہ اپنی کتب کو بھی پس پشت ڈالدیا اور اپنے گھر کی خبر بھی لی حقتعالے تو ان بزرگوارون کو مومن صادق فرماوے اور شیعہ انکو کاذب کہین اور حقتعالے تو انکو لئے مغفرت ورزق کریم کا وعدہ فرماوے اور یہہ موذی انکو ناری کہین معاذ اللہ۔ پھر سورۃ حدید مین ہے۔ لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل اولئک اعظم درجۃ من الذین انفقوا من بعد وقاتلوا وکلاً وعد اللہ الحسنی الآیۃ۔ یعنے نہین برابر تم مین سے وہ کہ جسنے خرچ کیا مال اپنا پہلے فتح مکہ سے اور جنگ کیا ساتھ کافرون کے وہ جماعت بزرگ ترہین از روئے درجہ ان لوگون سے جنہون نے خرچ کئے مال اپنے بعد فتح ہونے مکہ کے اور قتال کیا ہے انہون نے آہ۔ فی الجملہ حقتعالے نے قتال کنندگان پیش از فتح مکہ کے لیئے قاتلین پس از فتح مکہ سے زیادہ تر درجہ عطا کیا ہے لیکن سبہون کے لئے وعدہ بہشت کا فرمایا بقولہ وکلاً وعد اللہ الحسنی یعنے سب مجاہدین وغازیان پیش وپس از فتح مکہ کے لئے اللہ تعالے نے بہشت کا وعدہ کیا ہے۔ اس آیت کے ذیل مین تفسیر مدارک نسفی کے جلد ۴ اور تفسیر کبیر جلد ۸ کے صفحہ ۳۴ مین بعبارات مختلفہ بیک مضمون لکھا ہے کہ ان ہذہ الآیۃ نزلت فی ابی بکر لانہ اول من اسلم واول من انفق فی سبیل اللہ وخاصم الکفار حتی ضرب ضرباً اشرف بہ علی الہلاک یعنے یہ آیت نازل ہوئی ہے حضرت ابابکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان مین کیونکہ انہون نے پہلے اسلام قبول کیا

اول من اسلم ابوبکر الصدیق آہ

پہلے حضرت ابابکر صدیق رضی اللہ عنہ ایمان لائے ہین

آیت فتح وفضل صدیق اکبر رض

اور پہلی خرچ کیا مال اللہ کی راہ مین اور جنگ کیا کفار کے ساتھ یہان تک کہ مجاہدون مین اپنی ہلاکت کے نزدیک پہونچ جاتی تہے۔ اور اگر شیعہ کہین کہ نفقہ دینا اور قتال کرنا پہلے فتح مکہ سے مولانا علی کا کام تہا تو اسکا جواب یہ ہے جو تفسیر کبیر کے صفحہ مذکور مین لکہا ہے۔ ان ابا بکر کان اول من قاتل علی الاسلام وذالک لان علیاً کان فی اول ظہور الاسلام صبیاً صغیراً ولم یکن صاحب القتال واما ابو بکر فانہ کان شیخاً مقدماً حتی ضرب انتہی من جہتہ۔ پہر پارہ واعلموا ربع اول مین ہے یا ایہا النبی حسبک اللہ ومن اتبعک من المومنین یعنی اے پیغمبر کافی ہے تجہہ خدا اور وہ جو تابع ہوا تیرا مومنون سے۔ تفسیر بیضاوی مطبوعہ مطبع احمدی دہلوی جلد اول صفحہ ۳۲۳ مین لکہا ہے۔ اسلم مع النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ثلثہ وثلثون رجلاً وست نسوۃ ثم اسلم عمر فنزلت ولذالک قال ابن عباس رضی اللہ عنہما ان ہذہ الآیۃ نزلت فی اسلامہ۔ یعنی اسلام لائے آنحضرتؐ کے ساتھہ ۳۳ مرد اور ۶ عورتین پہر اسلام سے مشرف ہوئے حضرت عمر پس نازل ہوئی یہہ آیت اور اسیواسطے فرمایا ابن عباس نے کہ یہہ آیت نازل ہوئی ہے اسلام عمر مین اس تقدیر پر یہہ آیت مکی ہے اس لئے کہ اسلام لانا حضرت عمر کا ہجرت سے پہلے مکہ معظمہ مین ہوا پس جو قتال وجدال آیت فتح لایستوی سے آگے گذرے ہین اون مین حضرت عمر بہی شامل تہے اس لئے وہ بہی من قبل الفتح مین داخل ہو کر اعظم درجہ مین سے ہین ؎ چون

زقدرت شمع افروزد خدا — تف زنندہ خود بسوزد ریش را

پہر پارہ ربما سورۃ النحل مین ہے والذین ہاجروا فی اللہ من بعد ما ظلموا الی قولہ وعلی ربہم یتوکلون۔ شیعہ کی معتبر تفسیر عمدۃ البیان مطبوعہ مطبع یوسفی دہلوی کے جلد ۱ مین صفحہ ۴۴۷ پر اس آیت کا ترجمہ یون لکہا ہے اور جن لوگون نے وطن اپنا چہوڑا خدا کی راہ مین اوسکی رضامندی کیواسطے بعد اوسکے کہ ظلم کئے گئے ہین وہ مراد اس سے وہ اصحاب رسول خدا صلعم ہین جنہون نے قریش کے ظلم سے اپنے وطن مکہ معظمہ کو ترک کیا اور مدینہ منورہ کی سکونت اختیار کی اسواسطے کہ تا کہ جگہہ دین ہم اونکو اچہی اور حسنہ صفت مدینہ منورہ کی ہے اور البتہ ثواب آخرت کا بہت بڑا ہے اونکے واسطے دنیا کے مالون اور فائدون سے کہ وہ چند روز کے ہین اگر ہین وہ کفار جانتے کہ خدا تعالے نے واسطے مہاجرین کے تیار کیا ہے وہ لوگ ہین مہاجرین کہ صبر کیا اونہون نے وطن کی چہوڑنے پر اور اوپر پروردگار اپنے کے توکل کرتے ہین وہ مہاجرین اور سب کام اپنے اوسکے سپرد کرتے ہین تم کلامہ من عندیہ اب اے شیعو ذرہ تو ہوش کرو اور بنظر انصاف وغور اپنی ہی کتب کو ملاحظہ فرماؤ اور چہرہ ندامت سے گریبان مین ڈالو۔ واللہ ہو الہادی۔ پہر سورہ فتح مین ہے۔ لقد رضی اللہ عن المومنین اذ یبایعونک

لو یعنی حضرت ابا بکر رضی اللہ عنہ کو بعد اسلام کے سب سے پہلے قتال کیا اور یہہ اس لئے کہ ہو رہا تہا علی رضی اللہ عنہ ابتدائے اسلام

فضل عمر رض

اسلام مین چہوٹے لڑکے تہے اور نہ ہوئے اوس وقت مین غازی

لیکن حضرت ابو بکر سن رسیدہ وہ پہلے فتح کے تہے

غازیون کے مقدم

اور اونکے پیرو کا نتیجہ احمد الدین عفی اللہ عنہ

بیعت الرضوان

تحت الشجرۃ الآیۃ عمدۃ البیان شیعہ کی تفسیر کے جلد ۲ مین صفحہ ۵۶۴ پر اس آیت کے ذیل مین بعبارت طویل بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہما منقول ہے جسکا خلاصہ یہہ ہے کہ جب رسولخدا مدینہ منورّہ سے کعبہ شریفہ کی زیارت کو آتے تھے اور جنگل حدیبیہ مین اونترپڑے تو ایک مرد جو اس خزاعی نام کو مکّہ معظمہ کیطرف روانہ کیا کہ وہان خبر کرے کہ آنحضرت صلعم کوئی لڑائی کرنے کو نہین آئے ہین بلکہ طواف کعبہ کو تشریف لائے ہین اوس مرد نے یہہ پیغام قریش مکّہ کو پہونچایا اہل مکّہ نے اوسکے قتل کا ارادہ کیا وہ شخص وہان سے بہاگا اور سیّد علیہ السّلام کو اس قصہ سے مطلع کیا آپنے پھر حضرت عثمان بن عفّان کو مکّہ معظمہ کیطرف بھیجا جب عثمان رضی اللہ عنہ نے پیغام مذکور ادا کیا تو کفّار نے کہا کہ ہم محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کو مکّہ معظمہ مین ہرگز نہ داخل ہونے دینگے اگر تم چاہتے ہو تو طواف کرکے چلے جاؤ حضرت عثمان نے کہا کہ مین سیّد عالم علیہ السّلام سے پہلے کبھی طواف نہ کرونگا اور جب واپس ہونیکا ارادہ کیا تو کفّار نے اونکو قید کردیا اور حدیبیہ مین عثمان کے قتل ہونیکی خبر مشہور کرادی اسپر رسولخدا نے صحابہ کو درخت کے نیچے جمع کرکے بیعت لی کہ کفّار سے جنگ کرین اور جدال و قتال سے منہ نہ پھیرین یہان تک کہ مارے جائین یا فتح کرین پس اصحاب نے اسی شرط پر بیعت کی اور وہ ایک ہزار اور پانسو پچیس آدمی تھے اور آنحضرت نے فرمایا کہ تم آج کے دن بہتر اہل زمین کے ہو اس بیعت کو بیعت رضوان کہتے ہین کیونکہ حقتعالے نے اونکے شان مین فرمایا ہے لقد رضی اللہ عن المومنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ فعلم ما فی قلوبہم الآیۃ یعنی البتہ تحقیق راضی ہوا اللہ تعالے مومنین سے جسوقت وہ بیعت کرتے تھے تجہسے یا محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نیچے درخت سمرہ کے پس جانا اللہ نے جو کچھہ ہے اونکے دلون مین یعنی اونکے اخلاص و صدق و وفا سب اللہ جانتا ہے تمّ الکلام من تفسیر الشیعۃ عمدۃ البیان۔ اب اے حضرات شیعہ فرمائیے کہ یہہ پندرہ سو پچیس آدمی بیعت کنندگان جو آپکی کتابون سے ثابت ہوتے ہین جو بیعت موصوفہ سے مشرّف ہوکر جنّت کی بشارت پائے ہین یہہ آپکے نزدیک کون تھے کیا وہی آپکے دو چار بزرگوار تھے یا سب اکابران صحابہ رضی اللہ عنہم۔ اور صحیح بخاری مطبوعہ مطبع احمدی میرٹھ جلد ۲ کے صفحہ ۱۷۰ پر مروی ہے عن جابر رضی اللہ عنہ قال کنا یوم الحدیبیۃ الف و اربعمایۃ یعنی تھے ہم حدیبیہ مین بیعت کرنیوالے ایکہزار چارسو آدمی۔ اور اللہ تعالی نے ماقبل آیت مذکور کے فرمایا ہے۔ من یطع اللہ و رسولہ یدخلہ جنّٰت یعنی جو کوئی اطاعت کرتا ہے اللہ اور اوسکے رسول کی داخل کریگا اوسکو بہشت مین۔ تفسیر کبیر جلد ۷ کے صفحہ ۵۶۹ مین لکھا ہے۔ ان اللہ تعالی جعل طاعۃ اللہ

والرسول علامةٌ لادخال الجنّة ففي هذه الآية بيّن ان طاعة الله ورسوله وجدت من اهل بيعت
الرضوان اما طاعة الله فالاشارة اليها بقوله لقد رضى الله عن المومنين واما طاعة الرسول
فبقوله اذ يبايعونك تحت الشجرة یعنی اللہ نے کی ہے اطاعت اللہ اور رسول کی علامت داخل کرنی
بہشت کی پس اس آیت مین یہہ بیان کیا کہ طاعت خدا اور اوسکے رسول کی بیعت رضوان والون سے
پائی گئی چنانچہ طاعت اللہ کے ثبوت کا تو قول لقد رضی اللہ عن المومنین اور طاعت رسول کے ثبوت کا قول
اذ یبایعونک تحت الشجرۃ مین اشارہ ہے۔ پہر اللہ تعالی نے فرمایا فعلم ما فی قلوبہم علم اللہ قبل الرضا لانہ علم
ما فی قلوبہم من الصدق والصفا فرضی عنہم الخ یعنی علم خدا کا ہے پہلے رضا سے اس لئے کہ جب معلوم کیا
حق تعالی نے جو کچھ اونکے دل مین ہے صدق اور صفائی سے پس راضی ہوا اون سے۔ انتہی۔ پہر پارہ حم
کی سورت فتح مین ہے ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیہم الآیۃ یعنی تحقیق وہ
لوگ جو بیعت کرتے ہین تیری جنگل حدیبیہ مین نہین بیعت کرتے مگر اللہ تعالی کی اللہ کا ہاتھ ہی اونکے ہاتھ
تفسیر کبیر جلد ۷ کی صفحہ ۵۶۳ پر اس آیت کی نیچے لکھا ہے ید اللہ فوق ایدیہم صار حافظا لہم علی البیعت
الی آخرہ یعنی اللہ کا ہاتھ اونکے ہاتھ پر ہوا نگہبان اونکا بیعت پر اور تفسیر مدارک کی جلد ۴ مین ذیل تفسیر
اس آیت کی حضرت جابر سے مروی ہے۔ قال بایعنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تحت الشجرۃ علی الموت
فما نقض منا البیعۃ الا جد بن قیس وکان منافقا۔ پہر پارہ واعلموا سورت توبہ مین ہے الا تنصروہ فقد نصرہ اللہ
اذ اخرجہ الذین کفروا ثانی اثنین اذ ہما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا فانزل اللہ سکینتہ علیہ
الخ یعنی اگر نصرت نہ دو تم پیغمبر خدا صلعم کو تو کیا باک ہے پس تحقیق نصرت دی ہے اوسکو اللہ نے جس وقت
اوسکو نکالا کافرون نے مکہ معظمہ سے دوسرا دو تن کا تہا جب دونون یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
وابوبکر غار مین تہے جس وقت کہنے لگا حضرت محمد صلعم اپنے رفیق حضرت ابوبکر کو تو غم نہ کہا تحقیق اللہ تعالی
ہمارے ساتھ ہے پس اوتاری اللہ نے تسکین اپنی ابوبکر رض پر۔ اس آیت مین حضرت ابابکر کی فضیلتین
وجوہ کثیرہ سے ثابت ہین جنمین سے بوجہ خوف طوالت صرف بعض بطور مشتی نمونہ از خروارے بیان کی
جاتی ہین تفسیر کبیر مطبوعہ مصر کی جلد ۴ کی صفحہ ۶۴۳ پر اس آیت کی تفسیر مین لکہا ہے۔ ان قریشا
ومن بمکۃ من المشرکین تعاقدوا علی قتل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فنزل واذ یمکر بک الذین
کفروا الآیۃ فامرہ اللہ تعالی ان یخرج ہو وابوبکر اول اللیل الی الغار فخرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

قولہ تعالی ید اللہ فوق ایدیہم

آیت و قصہ غار

وابوبکر و أمر علیاً ان یضطجع علی فراشہ یعنی مکہ کے مشرکین نے آنحضرت ؐ کے مار ڈالنے پر ایکدوسرے
سے مشورہ کیا اور رات کے وقت جب سب جمع ہو کر خفیہ رسولخدا ؐ کے گھر مبارک کیطرف نکلے تو یہ
نازل ہوئی آیت واذ یمکر بک الذین آہ جو سورۃ انفال مین ہے اور حق تعالے نے اپنے نبی علیہ السلام کو فرمایا
کہ جھٹ نکلجاؤ اور ابوبکر پہلے حصہ رات مین غار کیطرف پس نکلے آنحضرت علیہ السلام و ابا بکر رضؓ دونو اور
آنحضرت ؐ نے حضرت علی کو فرمایا کہ آپ سو رہو میرے فرش پر کفار کو دفع کرنے اور شرمندہ کرنیکے لئے پھر جب
پہونچے آنحضرت ؐ اور ابوبکر غار پر تو دخل ابوبکر الغار اولاً یلتمس ما فی الغار داخل ہوئے ابوبکر غار مین پہلے تاکہ
ڈھونڈھین جو کچھ ہو غار مین مانند سانپ وغیرہ مضر جانور کے پس فرمایا اونکو آنحضرت ؐ نے کہ کیون تم پہلے غار
مین مجھسے داخل ہوتے ہو حضرت ابوبکر نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میری مان باپ آپ پر قربان ہو وین اگر
غار مین کچھ اشیاء مضر ہو وہ اصابنی ہو وے تک مجھے پہونچے نہ آپکو اور غار مین چند سوراخ تھے جنکو حضرت
ابوبکر نے بند کیا (جیسا مشکوۃ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلوی کے صفحہ ۵۵۶ مین مروی ہے کہ حضرت ابوبکر نے
غار کو صاف کیا اور اوسمین چند سوراخین دیکھین فشق ازارہ وسدہا بہ وبقی منہا اثنان فالقمہا رجلیہ ثم
قال لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ادخل فدخل رسول اللہ صلعم ووضع راسہ فی حجرہ فنام فلدغ ابوبکر
فی رجلہ من الجحر ولم یتحرک مخافۃ ان ینتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فسقطت دموعہ علی وجہ رسول اللہ
صلعم فقال مالک یا ابابکر قال لدغت فداک ابی وامی فتفل الرسول صلعم فذہب ما یجدہ ثم انتقض
علیہ وکان سبب موتہ یعنی کئی سوراخ دیکھنے کے بعد حضرت ابوبکر رضؓ نے اپنی چادر کو پھاڑا اور ان سوراخون
کو چادر کے ٹکڑون سے بند کیا اور باقی رہے اونمین سے دو سوراخ پس دیدیئے اونمین حضرت ابوبکر نے
اپنے پاؤن لقمہ کی مانند تاکہ ہرگز راہ نکلنے موذی جانور کا نرہے پھر آنحضرت ؐ سے کہا کہ آپ اسمین داخل
ہوجئے پس رسولخدا ؐ غار مین داخل ہوئے اور رکھا سر مبارک اپنا حضرت ابابکر رضؓ کی گود مین پس سو گئے
اتنے مین سوراخ سے ایک سانپ نے حضرت ابوبکر کے پاؤن کو کاٹا اسپر حضرت ابوبکر اس خیال سے کہ مبادا حضرت
نہ جاگ اٹھین اپنی جگھہ سے تو متحرک نہ ہوئے مگر شدت درد سے اونکے آنسو ٹپک کر حضرت کے چہرہ مبارک پر
آپڑے جسپر آپ بیدار ہوگئے اور فرمایا کیا ہوا تجھے ای میری جان کے ٹکڑے کس لئے روتا ہے کہا ابوبکر نے
مین کاٹا گیا ہون میرے مان باپ آپ پر قربان ہو وین یا رسول اللہ صلعم اسپر آپنے دہن مبارک سے زخم
پر لب لگا دیا جسسے درد جاتا رہا مگر اخیر عمر مین اسی زہر نے پھر رجوع کیا اور اسی سے اونکی شہادت ہوئی جیسے

(رسول علیہ السلام کو اس زہر اثر سے شہادت ہوئی تھی جو بکری کے گوشت میں خیبر کے دن اونکو کھلایا گیا تھا) جب داخل ہوئے رسولخدا ص معہ ابوبکر رض کے غار مین فبعث اللہ حمامتین فباضتا فی اسفلہ والعنکبوت نسجت علیہ یعنی حقتعالی نے بھیجا دو کبوتروں کو پس انڈے دیئے اونہون نے گندنے کی جگھہ مین اور خدا تعالے کے حکم سے عنکبوت (مکڑی) نے جالا تنا غار کے مونہہ پر۔ اور فجر کے وقت کفار ڈہونڈہتے ہوئے جب غار پر پہونچے اور نزدیک ہوئے تو دیکھا اونکو دونو غار والون نے فبکی ابوبکر رضی اللہ عنہ خوفاً علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال علیہ السلام لاتحزن ان اللہ معنا فقال ابوبکر ان اللہ لمعنا فقال الرسول نعم فجعل یمسح الدموع عن خدہ یعنی روئے ابوبکر خوف ایذا سے آنحضرت پر پس فرمایا آنحضرت نے کہ نہ غم کر تحقیق اللہ تعالی ہمارے ساتھ ہے پس عرض کی ابوبکر نے کہ کیا اللہ تعالی ہمارے ساتھ ہے یا رسول اللہ فرمایا آنحضرت نے ہان پس خشک کیا ابوبکر نے آنسوؤنکو اپنے رخسارہ سے

وروی ان حسن ابن علی رضی اللہ عنہما انہ کان اذا ذکر بکاء ابی بکر بکی واذا ذکر مسحہ الدموع مسح ہو الدموع یعنی حضرت امام حسن اپنی حیاتی مین جب حضرت ابوبکر کا رونا واقعہ غار کا یاد کرتے تہے تو روتے تھے اور جب اونکے آنسون خشک کرنیکو یاد کرتے تہے تو اپنے رخسارہ کے آنسوؤن کو خشک کرتے تہے

فلما طلع المشرکون فوق الغار اشفق ابوبکر ثانیاً علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وقال ان تصب الیوم ذہب دین اللہ فقال رسول اللہ صلعم ما ظنک باثنین اللہ ثالثہما جب چڑہے کفار اوپر غار کے تو خوف کیا ابوبکر رض نے دوبارہ آنحضرت ع پر اور کہا کہ اگر آج کے دن آپکو ضرر پہونچایا گیا تو حقتعالے کا دین زایل ہوجائیگا۔ اسپر حضرت نے فرمایا ای ابابکر کیا ہے گمان تیرا اون دو شخصون کے ساتھ جنکا تیسرا اللہ تعالی ہو

ودلت ہذہ الآیۃ علی فضیلت ابی بکر من وجوہ الاول انہ علیہ السلام لما ذہب الی الغار لاجل انہ کان یخاف الکفار یعنی یہہ آیت دلالت کرتی ہے حضرت ابابکر رض کی فضیلت پر کئی وجہ سے پہلی وجہ یہ کہ رسولخدا ص غار مین خوف کفار سے گئے تہے کیونکہ وہ آنحضرت ع کے قتل پر مستعد تہے پس ایسے خوف شدید اور ہولناک موقعہ پر حضرت ابوبکر کو ساتھ لیا اس لئے کہ انہ علیہ السلام کان قاطعاً علی باطن ابی بانہ من المؤمنین المحققین الصادقین الصدیقین یعنی آنحضرت ع یقین کرنیوالے تہے حضرت ابابکر کے ضمیر منیر پر باین وجہ کہ وہ مومنوں محققون بہت صادقون مین تہا اگر نہ ہوتا ابی بکر صادق القلب تو نہ ہمراہ لاتے اوسکو سید عالم صلعم اس غار مین اور خوف کرتے کہ کافرون کے پہونچنے کے وقت مخبری کرکے

حضرت ابابکر صدیق رض کے فضایل واقعہ غار سے

مجہی مروا ڈالیگا فلما استخلصہ لنفسہ فی تلک الواقعۃ دلّ انہ علیہ السلام کان قاطعاً بانّ باطنہ علی
وفق ظاہرہ والوجہ الثانی وہوان الہجرۃ کانت باذن اللہ تعالیٰ وکان فی خدمت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم جماعۃ من المخلصین وکانوا فی النسب الی شجرۃ رسول اللہ صلعم اقرب من ابی بکر اور وجہ
دوسری یہہ ہی کہ ہجرت حقتعالے کے اذن سے تھی اور رسولخدا ص کی خدمت اقدس مین ایک جماعت صحابہ
خالصین کی موجود تھی حال آنکہ وہ شجرہ نسب مین آنحضرت علیہ السلام کو ابوبکر سے اقرب تہے یعنے حضرت
ابابکر رض کی نسب آنحضرت کے نسب نامہ سے دور جاکر ملتی تھی اور کئی اصحاب مثل حضرت علی وغیرہ کے
رسولخدا ص کی شجرہ نسب کو ابی بکر سے بہت قریبی تہے جنکی نسب کا خلاصہ انشا اللہ باب تعریف اہل بیت
مین بیان کیا جائیگا۔ پس جب ابوبکر جملہ اقربا سے زیادہ عزت اور رتبہ کا مستحق تہا تو اسیواسطے حقتعالے
نے اپنے حبیب کو فرمایا کہ ان یستصحب ابابکر فی تلک الواقعۃ الصعبۃ الہائلۃ ہم رفیق کرے ابوبکر کو
واقعہ غار سخت ہولناک مین وتخصیص اللہ ایاہ بہذا التشریف دل علی منصب عال لہ فی الدین اور اللہ
تعالیٰ کا خاص کرنا ابوبکر کو اس مہربانی سے دلالت کرتا ہے اونکے بلند مرتبہ پر دین مین۔ والثالث انّ کلّ
من سوی ابی بکر فارقوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اماہو فما سبق رسول اللہ صلعم کغیرہ بل صبر
علی موانستہ وخدمتہ وملازمتہ عند ہذا الخوف الشدید الذی لم یبق معہ احدٌ وذالک یوجب الفضل العظیم
تیسری وجہ یہہ کہ بہت لوگ ابی بکر کے بغیر آنحضرت ص سے جدا ہو گئے تہے مدینہ منورہ کیطرف۔ لیکن
ابوبکر رض نے اورون کیطرح آنحضرت ص پر سبقت نہین کی بلکہ صابر رہی آنحضرت کی دوستی وملازمت
پر خدمت اقدس مین ایسے خوف شدید مین جسکی سبب سے کوئی ایک بھی اونکی نزدیک نہین رہا تہا پس
قائم ہونا حضرت ابوبکر کا خدمت عالیہ مین اور نہ جدا ہونا اس نعمت سے اونکی فضیلت کو واجب کرتا ہے۔
والرابع انہ سماہ ثانی اثنین فجعل ثانی محمدٍ احال کونہما فی الغار اور چہارم یہہ کہ اللہ تعالیٰ نے ابوبکر رض
کو ثانی اثنین فرمایا۔ پس خدا تعالیٰ نے کیا اونکو ثانی محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کا غار مین۔ واعلم انہ رضی اللہ
عنہ کان ثانی محمدٍ فی اکثر المناصب الدینیۃ فانّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لما بعث الی الخلق و
عرض الاسلام علی ابی بکر آمن ابوبکر رضی اللہ عنہ ثم ذہب ہو وعرض الاسلام علی جماعۃ احبتہ الصحابۃ
والکل آمنوا علی یدیہ ثم انہ جاءبہم الی رسول اللہ صلعم بعد ایام قلائل فکان ہو رضی اللہ عنہ ثانی اثنین
فی الدعوۃ الی اللہ تعالیٰ یعنی حضرت ابوبکر محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ثانی تھے اکثر مراتب دینیات مین

کہ یعنی پس جب
مخصوص کیا رسول خدا ص
نے حضرت ابابکر کو اپنی
جان مبارک کی نگہبانی
پر اس حال واقعہ مین
تو یہ اسپر دلالت کرتا ہے کہ
ستر یا عمر ابوبکر رضی اللہ
عنہ کا باطنی الصدوس کے
بعینہ دوستی پر تھا کہ
ابابکر صدیق کا باطن
اونکے ظاہر کے موافق
تھا اور وہی کی پیغامبر
ساتھی حضرت ابوبکر کے
نمایت یہ ہی کہ ابوبکر ہی تینوں کی نسبت
وجوہات ثانی اثنین
یعنی پہلی وجہ
الدین

چنانچہ جب رسولخدا صلعم مبعوث کئے گئے اور حضرت ابوبکر پر سب مردون سے پہلے اُنہون نے اسلام کو ظاہر کیا تو ایمان لائے ابوبکر رضی اللہ عنہ پھر ابوبکر نے جاکر ایک بڑی جماعت صحابہ مثل عثمان و زبیر رض وغیرہ پر اسلام کو ظاہر کیا اور وہ سب مشرّف باسلام ہوئے اور چند ہی یوم کے بعد اونکو حضرت ابوبکر آنحضرت صلعم کی خدمت مین لائے۔ پس اسصورت مین ابوبکر خدا کے دین کیطرف لوگون کو بلانے مین آنحضرت صلعم کے ثانی ہوئے۔ وایضاً کلّما وقف النبیّ علیہ السلام فی غزوۃ کان یقف ابوبکر فی خدمتہ ولا یفارقہ فکان ثانی اثنین فی مجلسہ۔ اور نیز جب آنحضرت صلعم قتال و جدال مین کہڑے ہوتے تھے تو اوسوقت بھی ابوبکر اونکی خدمت مین کہڑے رہتے تھے اور اون سے جدا نہین ہوتے تھے۔ فلمّا مرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قام ہو رضی اللہ عنہ مقامہ فی امامۃ النّاس فی الصّلوۃ فکان ثانی اثنین جب مریض ہوئے آنحضرت صلعم تو قایم ہوئے ابوبکر رض اونکی جا بجا لوگونکی امامت کرنے مین۔ پس ہوا ثانی آنحضرت کا۔ ولمّا توفّی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاعطاہ اللہ الخلافۃ بعد رسول اللہ صلعم فکان ثانی اثنین۔ اور جب فوت ہوئے رسولخدا صلعم تو حقتعالی نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلافت حسنہ و جمیلہ عطا کی۔ پس بعد وفات سرور کائنات ہوئے رضی اللہ عنہ ثانی محمد علیہ السلام کی۔ ولمّا توفّی ہو رضی اللہ عنہ دُفِنَ بجنب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فکان ثانی اثنین ہناک ایضاً اور جب حضرت ابوبکر فوت ہوئے تو دفن کئے گئے آنحضرت صلعم کی پہلوے مبارک کے تئین سو آپ وہان بھی یعنی روضہ مبارک مین بھی ہوئے ثانی محمد علیہ وآلہ الصلوۃ والسلام کے حشر تک۔ **طعن شیعہ** ثانی اثنین ہونا حضرت ابوبکر کا رسول علیہ السلام کے ساتھ کچھ فضیلت نہین رکھتا اللہ تعالی کے رابع و خامس ہونے سے ہر ثلثہ و اربعہ پر دیکھو سورۃ مجادلہ مین مَا یَکُوْنُ مِنْ نَّجْوٰی ثَلٰثَۃٍ اِلَّا ہُوَ رَابِعُہُمْ وَلَا خَمْسَۃٍ اِلَّا ہُوَ سَادِسُہُمْ الآیۃ۔ اور یہہ آیت عام ہے ہر مومن و کافر کو۔ پس جب حقتعالی کی معیّت انسان کی فضیلت پر دلالت کنندہ نہوئی تو رسول علیہ الصلوۃ والسلام کی معیّت کسطرح انسان کی فضیلت پر دلالت کرتی ہی **جواب**۔ اس طعن کا یہہ ہی کہ آیت سورہ مجادلہ مین اللہ تعالی کا رابع و سادس ہونے سے یہہ مراد ہی کہ اللہ تعالے انہی علم غیب سے اہالیان نجوی کی دلون کی باتون کو جانتا ہی اور قول ثانی اثنین سے اللہ تعالی کا حضرت ابوبکر کو مخصوص کرنا مراد ہے اور اوس وصف سے موصوف ہونا تعظیم مین داخل ہی۔ اور پہلے گذرا ہی کہ آنحضرت کا ابابکر کو ہمراہ لینا اسواسطے ہوا تھا کہ رسولخدا اونکو صادق القلب و معتمد علیہ جانتے تھے فاین احد الجانبین من الآخر۔ **طعن دوم**۔ ان علیاً و فاطمۃ والحسن والحسین رضی اللہ عنہم کانوا قد احتجبوا تحت عباءۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فجاء جبریل علیہ السلام

اشکال شیعہ بقولہ ثانی اثنین

فجعل نفسہ سادساً لہم وذالک اوجب الفضل العظیم علی ابی بکر رضی اللہ عنہ۔ **جواب**۔ یا قوم یہدیکم
اللہ کیف ہو خیر منہ لقولہ ماظنک باثنین اللہ ثالثہما ولقولہ ان اللہ معنا۔ یعنی اے قوم تمہین خدا
تعالیٰ ہدایت کرے ان بزرگوارون کا چادر عصمت مین داخل ہونا کسطرح افضل ہے اُس فضیلت سے
جو رسول خدا صلعم نے حضرت ابابکر کو فرمایا۔ باثنین اللہ ثالثہما اُن دو شخصون کے ساتھ یعنی ہم دونون کے
ساتھ تیسرا اللہ تعالیٰ ہے اور فرمایا کہ ان اللہ معنا تحقیق اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔ پس اگر مولا علی اور
جناب فاطمہ ومرحومین حسنین علیہم الرضوان نے معہ جبریل علیہ السلام کے چادر عصمت کے سایہ کے نیچے
داخل ہوکر رتبہ عالیہ پایا تو حضرت ابابکر رضؓ نے غار مین داخل ہوکر ثانی اثنین اور ان اللہ معنا کا رتبہ عالی
پایا اب ثابت ہوگیا کہ دخول غار جو ایک سخت ہولناک جگہ تھی اوسمین حقتعالیٰ کی معیّت دخول چادر بیباک
موضع ومعیّت جبرائیل علیہ السلام سے بہت غالب ہے۔ واللہ ہو الہادی فافہم۔ **طعن شیعہ**۔ ابوبکر کو

اذ یقول لصاحبہ پر شیعہ کا اعتراض

رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صاحب کہنا لقولہ اذ یقول لصاحبہ اسمین کیا تعظیم ہے دیکھو کئی ایک
مقام مین کافر کو بھی صاحب مومن کا کہدیا گیا ہے جیساکہ سورہ کہف مین ہے۔ قال لہ صاحبہ وہو یحاورہ
اکفرت بالذی خلقک من تراب الآیۃ۔ **جواب**۔ اللہ اکبر شیعہ کا ذہن بہت کھل گیا ہے یہہ نہین
جانتے کہ سورہ کہف مین لفظ صاحب کے بعد اللہ تعالیٰ اہانت اور خواری کو ذکر کرتا ہے۔ جیسا
اکفرت بالذی آہ اور آیت غار مین لفظ صاحب کے بعد اجلال اور تعظیم کو ذکر کرتا ہے۔ جیسا لاتحزن ان اللہ
معنا فای مناسبۃ بین البابین لولا فرط العداوۃ۔ پس کیا مناسبت ہے درمیان بابین مذکورین کے

حضرت ابابکر رضؓ کی فضیلت لقولہ ان اللہ معنا

اگر زیادتی اور غلبہ عداوت کا نہ ہونا۔ والخامس فی دلالۃ ہذہ الآیۃ علی فضل ابی بکر رضی اللہ عنہ قولہ
ان اللہ معنا فنقول لعبارۃ اخری ان ابابکر کان اللہ معہ وکل من کان اللہ معہ فانہ یکون من المتقین
المحسنین لقولہ تعالیٰ ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ہم محسنون والمراد منہ الحصر والمعنی ان اللہ
مع الذین اتقوا لا مع غیرہم وذالک یدل علی ان ابابکر رضی اللہ عنہ من المتقین المحسنین یعنی وجہ
پنجم حضرت صدیق اکبر کی فضیلت پر یہہ ہے جو فرمایا اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے پس اب ہم دوسری
وجہ سے ذکر کرتے ہین کہ حقتعالیٰ ابوبکر رضؓ کے ساتھ تھا اور جسکا ساتھی اللہ تعالیٰ ہو تو وہ پرہیزگارون
سے ہوتاہے جیساکہ پارہ سُبحان الذی کی آیت مین فرمایا۔ ان اللہ مع الذین اتقوا الی آخرہ۔ یعنے
تحقیق اللہ تعالیٰ اُن لوگون کے ساتھ ہے جنھون نے خوف کیا ہے اوسکا۔ اور یہی لوگ ہین محسن۔ اور

مراد اس سے حصر کی معیت ہے جسکے معنے یہہ ہین کہ حقتعالےٰ پرہیزگارون کے ساتھہ ہے نہ غیر پرہیزگارون کی۔ اور یہہ صریح ثبوت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی پرہیزگار ہونے پر ہے۔ والسادس من ہذہ الآیۃ دلیل علی فضل ابی بکر انہ اشتری الراحلۃ لرسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم وعلی ان عبد الرحمن بن ابی بکر و اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہم ہما الذان کانا یاتیانہما بالطعام کما روی ان جبریل علیہ السلام اتاہ وہو جائع فقال ہذہ اسماء بنت ابی بکر قد اتت بالطعام ففرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم واخبر بہ ابا بکر یعنی وجہہ ششم دلیل ہے اس آیت سے حضرت ابی بکر رض کی فضیلت پر بدینوجہہ کہ اونہون نے اونٹ واسطے سواری رسولخدا ص کے خریدا تہا اور عبد الرحمن بن ابی بکر اور اسماء بنت ابی بکر علیہم الرضوان پر یہہ دونو آتے تھے اونکی پاس غار مین طعام لیکر جیسا کہ مروی ہے کہ حضرت جبرئل ع آنحضرت پر غار مین نازل ہوے۔ بحالیکہ وہ بہت گرسنہ تہے پس کہا وحی نے یا رسول اللہ صلعم ابھی اسماء بنت ابی بکر طعام لیکر آتی ہے۔ جسسے آپ خوش ہوئے اور ابوبکر رض کو اسکی خبر دی۔ پہر جب حقتعالےٰ نے اپنے حبیب کو تین روز کے بعد حکم دیا کہ آج غار سے نکلو اور مدینہ منورہ کیطرف جاؤ۔ تو رسولخدا ص نے یہ امر حضرت ابا بکر پر ظاہر کیا۔ فامر ابنہ عبد الرحمن ان اشتری جملین ورحلین وکسوتین۔ پس فرمایا صدیق اکبر نے اپنے جگر گوشہ عبد الرحمن کو کہ خرید لاوے دو اونٹ اور دو کجاوے۔ اور دو پوشاک پس خرید کر لائے عبد الرحمن یہ سب اشیاء اور پہنا رسولخدا ص نے لباس غریبہ پہر دونو سوار ہوئے اونٹون پر اور روانہ ہوئے مدینہ منورہ کیطرف الخ۔ واعلم ان الروافض قد احتجوا بہذہ الآیۃ وبہذہ الواقعۃ علی الطعن فی ابی بکر من وجوہ ضعیفۃ حقیرۃ۔ یعنی شیعہ اس آیت اور اس واقعہ سے حضرت ابی بکر پر چند وجوہ پوچ اور واہیات سے حجت پکڑتے ہین۔ اور کوشش کرتے ہین یہ قزلباش اخفاء الشمس بکف من الطین پوشیدہ کرنے آفتاب کو ایک تہوبے کیچڑ سے۔

عبد الرحمن و اسماء رض عنہما کا غار مین طعام لانا۔

عبد الرحمن کا رسولخدا ص کی سواری کی لئے اونٹ خرید نا اور غار مین پہونچانا

طعن اوّل

طعن شیعہ بقولہ لاتحزن

قالوا انہ علیہ السلام قال لابی بکر رض لاتحزن فذالک الحزن ان کان حقا فکیف نہاہ الرسول عنہ وان کان خطاء لزم ان یکون ابو بکر ہذہ عاصیا فی تلک الحزن یعنی رسولخدا ص نے منع کیا تہا ابا بکر رض کو غار مین کہ لاتحزن نہ غم کر پس یہہ غم جو ابوبکر نے کیا تہا اگر حق اور بجا تہا تو اونکو رسولخدا نے کیون منع کیا تہا۔ اور اگر یہہ غم خطا و ناجائز تہا تو اس غم کرنے مین ابوبکر ضرور عاصی و گنہگار ہوئے۔ **جواب**۔ قلنا قال اللہ تعالیٰ لموسیٰ علیہ السلام لاتخف انک من الآمنین یعنی اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو فرمایا کہ نہ خوف کر تحقیق تو امن پانیوالون سے

ہے - دیکھو سورۃ قصص مین پس بزعم شیعہ لازم ہوا کہ انہ کان عاصیاً فی خوفہ موسی علیہ السلام گنہگار ہوئے اپنے خوف کرنے مین معاذ اللہ اور وذالک طعن فی الانبیاء یہہ طعن ہے پیغمبرون پر استغفر اللہ اور نیز سورۃ عنکبوت مین ہے لاتخف ولاتحزن انا منجوک الآیۃ یعنے نہ خوف کراے حضرت لوط علیہ السلام اور نہ غم کر تحقیق ہم تجھے نجات دینے والے مین - پس اب لازم ہوا کہ حضرت لوط علیہ السلام بھی اس خوف کرنے مین عاصی شمار کئے جاوین - نعوذ باللہ منہا - فنقول ان ہذا السوال رکیک و ذالک یدل علی انہم لا یطلبون الحق و انما مقصودہم محض الطعن والافساد فی الدین واحفظ لنا یا ربنا من شر الضالین - **طعن دوم** - آنحضرت علیہ السلام حضرت ابوبکر کو غار مین اس لئے ہمراہ لائے کہ انہ کان یخاف منہ سید عالم خوف کرتے تھے کہ اگر چھوڑ جاوین ہم اسکو مکہ معظمہ مین تو خبر دیگا کافرون کو اس راز سے فاخذہ مع نفسہ ودفع لہذا الشر - **جواب** - اس طعن باطل کا یہہ ہے کہ اگر حضرت ابوبکر صادق الصدوق خالص مومن نہ ہوتے تو البتہ قوم کفار کو عند وصولہم الی باب الغار اونکے پہونچنے کے وقت غار کے نزدیک خبر دیدیتے اور اوسوقت کفار کو کہدیتے نحن ہہنا ہم یہان بیٹھے ہین اور اونکا بیٹا عبدالرحمن وحضرت اسماء رضی اللہ عنہا کفار کو خبر دیتے کہ نحن نعرف مکان محمد فندلکم علیہ یعنے ہم رسولخدا کا مکان جانتے ہین پس تمہین وہان لیجاتے ہین فنسئال اللہ العافیۃ من شر الذی یوسوس فی صدور الناس ویحمل علی مثل ہذا الطعن الرکیک - **طعن سوم** - یہہ راست گو کہتے ہین کہ رسولخدا کا ارشاد مولا علی کو کہ ان یضطجع علی فراشہ میرے فرش پر سو رہو - سو یہہ سو رہنا اونکا سید المرسلین کے فرش ایسی ہولناک رات کو سرور عالم کا بدلہ ہوا - پس اگر کافرون کے پہونچنے پر علی مرتضی رضی اللہ عنہ باشتباہ رسولخدا قتل ہو جاتے تو ہوتے بدلہ رسولخدا کا اصورت مین یہہ عمل سونے کا فرش پر جو علی رض سے ہوا ہے ابوبکر کے غار مین جانے سے اعلی مرتبہ رکھتا ہے - **جواب** اسکا تین طرح پر ہے - پہلا یہ کہ مولا علی کا فرش مذکور پر ایسی ہولناک رات مین سونا البتہ فضیلت عظیم پر دال ہے - لیکن اگر غور سے بچشم انصاف دیکھا جاوے تو حضرت ابوبکر کو بسبب حضوری کے اعلی رتبہ حاصل ہے - ان ابابکر بمصاحبتہ کان حاضراً فی خدمتہ الرسول وعلیا کان غائباً فالحاضر اعلی حالاً من الغائب - دوسرا یہ کہ حضرت علی نے صرف ایک ہی رات کو مصیبت دیکھی اور اوسکے بعد لما عرفوا ان محمداً غاب ترکوہ جب جانا کافرون نے کہ محمد غائب ہو گئے ہین تو حضرت علی کے درپے نہ ہوئے یعنے چھوڑ دیا اونکو اور حضرت ابابکر رض - رسولخدا کے ساتھ

یعنے حضرت ابابکر آنحضرت کی خدمت مین حاضر تھے اور حضرت علی غائب پس حاضر اعلی مرتبہ رکھتا ہے - غائب سے ۱۲ فافہم منہ

ثلثة ایام فی الغار فی اشد اسباب المحنة تین دن غار مین سخت مصیبت اور سختی مین رہی فکان بلآءہ اشد من
بلآء علی پس سختی اونکی بہت بڑی تھی حضرت علی کی سختی سی کیونکہ مولی علی نی صرف ایک ہی رات مین مصیبت دیکھی اور
ابابکر نے تین روز تک بلکہ مدینہ منورہ کی پہونچنے تک مصیبت دیکھی - تیسرا یہ کہ ان ابابکر کان مشہوراً فیما بین الناس بانہ
یرغب الناس فی دین محمد علیہ السلام - صدیق اکبر رضی اللہ عنہ لوگون مین مشہور تہی اسبات مین کہ وہ رغبت
دیتے ہین لوگونکو رسول خدا ص کے دین کیطرف وکان یخاصم الکفار بقدر الامکان وکان یذب عن الرسول
بالنفس والمال - اور بقدر طاقت جدال وقتال کرتے تہے کفار سی اور دور کرتے تہے ضرر آنحضرت ص سے اپنی
جان اور مال کی ساتھ - واما علی ابن ابیطالب رض فانہ کان فی ذالک الوقت صغیر السن وما ظہر منہ دعوة
لا باللسان والحجة ولا جہاد بالسیف والسنان لانہ محاربتہ مع الکفار انما ظہرت بعد انتقالہم الی المدینة
بمدة مدیدة فحال الہجرة ماظہر منہ شئی من ہذہ الاحوال - یعنی علی المرتضی ہجرت کیوقت چھوٹی عمر کے تہے
اور نہین ظاہر ہوئی اون سی دعوت دین کی اور نہ جہاد کیا ہے اونہون نے تلوار اور نیزہ کے ساتھ - کیونکہ
جدال اونکا کفار سے مدینہ منورہ کو تشریف لانے پر ایک مدت دراز کی بعد ظاہر ہوا ہی - پس بوقت
ہجرت اون سی حالات مذکورہ بالا مین سے کچھ بھی ظاہر نہین ہوا - فکان غضب الکفار علی ابی بکر لا
محالة اشد من غضبہم علی علی - پس ہوا کفار کا غضب ابی بکر رضی اللہ عنہ پر خواہ مخواہ نہایت سخت
حضرت علی سے ولہذا السبب لما عرفوا ان المضطجع علی ذالک الفراش ہو علی لم یتعرضوا لہ البتة ولم
یقصدوہ بضرب ولا الم - اور اسیواسطے جب جانا کافرون نے کہ سونیوالا اس فرش پر علی ابن ابی طالب
ہے تو ہرگز اوسکے درپئے نہ ہوئے اور نہ اونکے ایذا پہونچانیکا قصد کیا فعلمنا ان بلآء ابی بکر رض علی النفس
فی خدمة النبی صلعم اشد من بلآء علی فکانت تلک الدرجة افضل واکمل - یعنی پس بہ تقریر مذکورہ بالا ہمنی
جانا کہ حضرت ابوبکر رض کے نفس پر آنحضرت ص کیخدمت مین بہت ہی سختی تہی - حضرت علی کی سختی
سے اور یہہ درجہ افضل واکمل واولی کالشمس فی الکونین ہے علی رغم انف الضالین - ان وجوہات کے
سوا اور بہت سی وجوہات تفسیر کبیر کی جلد ۴ مین درج ہین جسکو تفصیل مطلوب ہو وہان سے دیکھ لیوے
ازانجملہ سورة فتح مین ہے - محمد رسول اللہ والذین معہ اشدآء علی الکفار رحمآء بینہم تراہم رکعا سجدا
یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا الی آخرہ - یہہ آیت صحابہ کرام کے شان مین نازل ہوئی ہے - والذین
مبتدا ہے اور اسکی خبر اشدآء علی الکفار ہے - اور مراد اس سی رسول خدا ص کی صحابہ علیہم الرضوان ہین - اور

بعض مفسرین مثل صاحب حسینی وغیرہ نے کہا کہ والذین معہ سے مراد حضرت ابوبکر رض ہین اور جمع کا لفظ
تعظیم کے لئے کہا گیا ہے - اور شیعہ کی معتبر کتاب تحفہ احمدیہ مطبع بستان مرتضوی جلد ا کے صفحہ ۵۳۰ پر یون
لکھا ہے کہ عرب اور عجم مین لفظ جمع من باب تعظیم یا کسی غرض و فائدہ خاص کے لئے شخص واحد کے
واسطے بھی بولتے ہین اور قرآن مین اسکی نظیر اکثر مقام پر موجود ہے - تم کلامہ من عینہ - پس جب
باتفاق فریقین ثابت ہوگیا کہ لفظ جمع من باب تعظیم شخص واحد پر بولنا جائز ہے - تو والذین معہ
سے آیت مذکور مین حضرت ابابکر مراد ہونا کیا تعجب ہے - اور محدثین اسپر متفق ہین کہ پہلے اسلام لانیوالے
آنحضرت علیہ السلام پر ابوبکر رض ہین - جیسا کہ صحیح بخاری کی جزو ۱۵ فی ذکر ایام الجاہلیۃ مین لکھا ہے
حدثنا عبداللہ عن یحیی ابن معین قال حدثنی اسمعیل بن مجالد عن بیان عن عروۃ عن ہمام بن الحارث
عن عمار بن یاسر قال رائیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم وما معہ الا خمسۃ اعبد وامرأتان و
ابوبکر یعنی کہا عمار رض نے کہ دیکھا تھا مینے رسولخدا ص کو ابتدا نبوۃ مین اور نہین تھا کوئی اونکی ساتھ مگر
پانچ غلام اور دو عورتین اور ابوبکر صدیق رض - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ والذین معہ سے مراد حضرت
صدیق اکبر ہی ہین - دیکھو تفسیر حضرت ابن عباس رض عنہما مین اس آیت کے ترجمہ مین مسطور ہے
محمد رسول اللہ والذین معہ یعنی ابابکر اول من آمن بہ وقام معہ بدعوۃ الکفار الی دین اللہ اشداء
علی الکفار بالغلظۃ وہو عمر کان شدیداً علی اعداء اللہ قویاً فی دین اللہ ناصراً لرسول اللہ - رحماء بینہم
متوادون فیما بینہم باردون وہو عثمان ابن عفان کان باراً علی المسلمین بالنفقۃ علیہم رحیماً بہم
تراہم رکعاً سجداً فی الصلوۃ وہو علی ابن ابی طالب کان کثیر الرکوع والسجود - یعنی حضرت محمد ص خدا تعالے
کا رسول ہے اور جو لوگ اوسکے ساتھ ہین مومنون سے یعنے ابابکر صدیق کہ پہلے ایمان لائے آنحضرت پر - اور
قایم ہوئے اوسکے ساتھ دعوۃ کفار مین بطرف دین اللہ تعالی کی - نہایت سخت ہین کافرون پر زور و
قوت مین اور وہ حضرت عمر ہین کہ بہت سخت تہے خدا تعالے کے دشمنون پر قوی تھے خدا کے دین مین
مددگار تہے رسولخدا ص کے - رحمت کرنے ہین یعنی محبت اور احسان کنندہ ہین آپسمین - اور وہ حضرت
عثمان ہین کہ تہے محسن مسلمانون پر خرچ کرنے مال کی ساتھ - دیکھتا ہے تو اونکو رکوع سجود کرنیوالے نماز
مین اور وہ مولی علی ہین کہ تہے کثیر الرکوع والسجود - اور پہر اللہ تعالے تمثیلاً فرماتا ہے - کزرع وہو النبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اخرج اے اللہ شطاہ سنبلۃ ہو ابوبکر اول من آمن بہ وخرج معہ علی اعداء اللہ

فآذرہ فاعانہ وہو عمر اعان النبی صلعم بسیف علی اعداء اللہ فاستغلظ فتقوی بمال عثمان ابن

عفان علی الغزو والجہاد فی سبیل اللہ فاستوی علی سوقہ فقام علی اظہار امرہ فی قریش بعلی ابن

ابی طالب یعجب الزراع اعجب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لیغیظ بہم الکفار الآیۃ - اور شیعہ کی معتبر

تفسیر عمدۃ البیان مطبوعہ مطبع یوسفی دہلوی کے جلد ۲ مین صفحہ ۶۵۴ پر آیت مذکور کا ترجمہ

بعبارت طویل لکھا ہے جسکا خلاصہ یہہ ہے - کہ رسولخدا ؐ اور اونکے اصحاب ابتدا حال مین تو

ضعف مین تھے - اور بعد اوسکے قوت پکڑ کر رفتہ رفتہ تمام جہان پر غالب اور باعث تعجب خلقت کا

ہوئے یا یہہ کہ یہہ تمثیل واسطے رسولخدا ؐ کی ہے - کہ ابتدا حال مین تو بے یار و مددگار تھے اور بعد اوسکے

صحابہ کے سبب سے قوت پیدا کی - پس کہیتی رسولخدا سے مراد ہے اور شاخین اونکی صحابہ سے مراد

ہین - کہ انہون نے قوی دست کیا جیسے کہ کہیتی ابتدا مین باریک اور سست ہوتی ہے اور بعد اوسکے

رفتہ رفتہ موٹی اور مضبوط ہوتی ہے اور شاخین اوسکی پہیلتی ہین اسطرح سے کہ بونیوالی اوسکے تعجب کرتی ہین او پیغمبر

خدا بھی ابتدا مین بسبب نہونے یار اور مددگار کے کمال ضعف اور بیچارگی مین تھے اور بعد اوسکے خدا تعالی نے اونکو مومنین کی

جہت سے قوی دست کیا حاصل یہ ہے کہ خدا تعالی نے واسطے مومنین کے یہ مثال بیان کی لیغیظ بہم الکفار - تاکہ غصہ مین

لائے بسبب اون مومنین کے کفار کو اور وہ کفار اونکی قوت اور کثرت دیکھکر رنج کرین اور اپنے دلون مین

جلین اور کہین کہ محمد ؐ اور اوسکے اصحاب کیسے قوی اور کثرت سے ہوگئے اور فرماتا ہے خدا کہ - وعد اللہ

الذین آمنوا - وعدہ کیا ہے خدا نے اون لوگون سے جو ایمان لائے ہین خدا اور پیغمبر پر - وعملوا الصالحات

اور عمل کئے ہین اونہون نے نیک - منہم مغفرۃ - اونہین سے یعنے جنکا ذکر ہوا ہے بخشنے کا گناہون سے

واجرا عظیما ؕ اور اجر بڑے کا کہ وہ بہشت کی نعمتین ہین - تم کلامہ ملخصاً من عینہ - جناب من ذرہ تو

فرمائیے کہ یہہ صحابہ جنسے سید عالم ؐ کے دین متین کو اسقدر تقویت ہوئی - کون تہے - کیا آپکے دو چار بزرگوار

تہے یا جملہ اکابران صحابہ - افسوس ایسے اولی العزم اور دیانت دارون سے تو شیعہ کا ماتہا ٹہنکا - اور

اُلٹے اون صادقین کے صدق و دیانت کی برخلاف بے بنیاد اعتراض وطعن کرنے شروع کردیئے - اب ہم

صحابہ کرام کے فضائل کتب صحاح فریقین مین سے ذکر کرتے ہین - دیکہو شیعہ کی اصح الکتاب اخبار

ماتم مطبوعہ مطبع حسینی رامپوری مجلس چہارم کے صفحہ ۲۷ پر منقول ہے - حدث ابو یعقوب یوسف

بن الجراح عن رجالہ عن حذیفۃ بن الیمان قال بینما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی جبل

اظُنّہٗ حرّی او غیرہ و معہ ابوبکر و عمر و عثمان و علیؓ و جماعۃ من المہاجرین والانصار والانس حاضر لہذا الحدیث

وحذیفۃ یحدث بہ - یعنی ابو یعقوب نے اپنی محدثین اور حذیفہ سے روایت کی کہ کہا حذیفہ نے کہ تہے

ہم آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ایک روز پہاڑ پر مین گمان کرتا ہون - یعنی بہول گیا ہون

کہ وہ کوہ حرّی تہا یا اور کوئی - اور رسولخدا ص کے ساتھ ابوبکر - عمر - عثمان اور علی کے علاوہ ایک جماعت

صحابہ مہاجرین وانصار سے جمع تھی - اور حضرت انس حاضر تھے - وقت بیان اس حدیث کے یعنے روبرو

انس کے حذیفہ اس حدیث کو بیان کر رہا تھا - آہ - اور زبانی انس رضؓ کی معلوم ہوتا ہے کہ اوسدن یعنی جسکو

راوی بہولا ہے آنحضرت ص جبل اُحد پر تھے - جیسا مشکوٰۃ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلوی کے صفحہ ۵۶۳

پر مروی ہے - عن انس رضی اللہ عنہ قال انّ النّبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صعد اُحدا وابوبکر و عمر و

عثمان فرجف بہم فضربہ برجلہ فقال اثبت اُحُد فانّما علیک نبیٌّ وصدیقٌ وشہیدان رواہ البخاری

یعنے کہا انس نے کہ رسولخدا ص چڑھے تہے کوہ اُحد پر اور یاران مذکورین بھی چڑہے آنحضرت کے ساتھ

پس ہلا اُحد یعنی لرزہ کرنے لگا بسبب خوشی تشریف لانے آنحضرت ع کے - پس مارا اوسکو رسولخدا

نے ساتھ پاؤن اپنے کے اور فرمایا ٹہر جا تو ای اُحد کہ نہین تجہپر مگر نبی وصدیق اور دو شہید - دو شہید سے

مراد حضرت عمر اور عثمان رضی اللہ عنہما ہین جنہون نے شہادت علانیہ پائی تھی - اور صدیق سے مراد

رسولخدا ص نے حضرت ابوبکر کو لیا ہے - کیونکہ انہون نے سب سے پہلے صدق نبوۃ آنحضرت ابو القاسم کو مانا

جسکا اجمالاً ذکر ہو چکا ہے اور کچھہ یہان بہی تبرّکاً بیان کیا جاتا ہے - دیکھو عینی شرح صحیح البخاری

مطبوعہ مطبع دار الطباعۃ العامرہ جلد ۷ کی صفحہ ۵۸۷ پر لکھا ہے - انّ ابابکر کان اسمہ فی الجاہلیۃ

عبد الکعبۃ وسمّی فی الاسلام عبد اللہ وکانت اُمّہ سلمی رضی اللہ عنہا بنت صخر بن مالک بن

عامر بن عمرو بن کعب بن سعد القرشیّ وکانت تکنی ام الخیر وابوہ ابی قحافۃ عثمان اسلم ابواہ - واُمّہ

ایضاً ہاجرت وذالک معدود من مناقبہ لانّہٗ انتظم اسلام ابویہ وجمیع اولادہ - وسمی ایضاً الصدیق

وجہ تسمیہ صدیق

فی الاسلام لتصدیقہ النّبیّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم وذکر ابن السعد انّ النبیّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

لما اسری بہ قال لجبرئیل علیہ السلام ان قومی لا یصدقونی فقال لہ جبرئیل ع یصدقک ابوبکر وہو الصدیق

آہ ملخصاً من عینہ - قولہ - وسمی ایضاً الصدیق آہ یعنی حضرت ابوبکر نیز باسم صدیق موسم کئے گئے کیونکہ

اونہون نے رسولخدا ص کی رسالت کو تصدیق کیا اور ابن سعد رضی اللہ عنہ ذکر کرتا ہے کہ شب معراج

رسول ع نے جبرائیل ع کو کہا کہ میری قوم مجھے تصدیق نہ کریگی - پس حضرت جبریل ع نے جواب مین کہا کہ آپکی ابوبکر رض تصدیق کرینگے - اور وہ صدیق ہین - آب اور حدیث صحابہ کے فضائل اور ادلہ خلافۃ ثلثہ پر سنو - مشکوۃ مطبوعہ مطبع محمدی بمبئی کے صفحہ ۵۵۵ پر مروی ہے - عن جابر انّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال اُریٰ اللیلۃ رجلٌ صالحٌ کان ابابکر نیط برسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ونیط عمر بابی بکر ونیط عثمان بعمر قال جابر فلما قمنا من عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قلنا امّا الرجل الصالح فرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وامّا نوط بعضہم ببعض فہم ولاۃ امر الذی بعث اللہ بہ نبیّہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رواہ ابوداود - یعنے حضرت جابر سے مروی ہے کہ فرمایا رسولخدا ص نے کہ دکہلایا گیا - آج کی رات ایک مرد صالح یعنے مینے خواب مین دیکھا ہے کہ گویا ابوبکر علیہ الرضوان لٹکائے گئے ساتھہ نبی ع کے یعنی میرے ساتھہ اور پیوست کئے گئے ہین - حضرت عمر ابوبکر سے اور حضرت عثمان حضرت عمر سے چسپان کئے گئے - کہا جابر نے جو اس حدیث کا راوی ہے جب اوٹھے ہم آنحضرت ص کی مجلس سے تو کہا ہم سب نے اجتہاد سے کہ مرد صالح خواب دیکھنے والے تو رسولخدا ہین اور تعلق اور اتصال بعض یارون کا ساتھ بعض کے اس سے یہ مراد ہے کہ یہہ والی امر مرسل الیہ الرسول کے ہین یعنے آنحضرت ع کے خلفاء ہین - جاری کرنے احکام دین اور شریعت مین بہ ترتیب مذکور اور صحیح بخاری جلد ا جزو ۱۴ کے نسخہ قلمی مین ہی - حدثنا الولید بن صالح قال حدثنا عیسیٰ عن یونس - عن ابن عباس رض قال انّی لواقف فی قوم فدعوُ اللہ لعمر رضی اللہ عنہ وقد وُضِعَ علی سریرہ اذا رجل من خلفی قد وضع مرفقہ علی منکبی یقول یرحمک اللہ انّی لارجوان یجعلک اللہ مع صاحبیک لانّی کثیراً ما کنت اسمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول کنت والوبکر وعمر وفعلت والوبکر وعمر وانطلقت والوبکر وعمر ودخلت والوبکر وعمر وخرجت والوبکر رض وعمر رض فالتفت فاذا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ یعنی کہا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہ مین کہڑا تھا ایک قوم مین حضرت عمر کی وفات کے دن اور وہ لوگ حضرت عمر کے لئے خیر کی دعا کرتے تہے بحالیکہ رکہے گئے تھے حضرت عمر اپنے تختہ پر غسل دینے کے لئے اور حاضر تھی وہان ایک جماعت کہ ناگہان ایک شخص نے رکہی اپنی کہنی میرے مونڈہے پر اور کہنے لگا وہ شخص مخاطب ہوکر حضرت عمر کو کہ رحمت کرے تجہے اللہ تعالیٰ - مین اُمید کرتا ہون کہ ملائیگا تجہہ خدا تعالیٰ دونون یارون کے ساتھ - (یعنے رسولخدا ص اور ابوبکر رض) کیونکہ مین بہت ہی سُنتا تہا آنحضرت ص سے کہ فرماتے تہے یہہ

کلمات - تہا مین اور ابوبکر وعمر فلان مکان مین اور کیا ہے مینے اور ابوبکر وعمر نے فلان کام اور چلا مین
اور ابوبکر وعمر بطرف درگاہ خدا - اور داخل ہوا مین ابوبکر وعمر مسجد وغیرہ مین اور نکلا مین اور ابوبکر وعمر
گہر وغیرہ سے - کہا ابن عباس نے جو راوی اس حدیث کے اور ابن عم رسولؐ کے ہین کہ جب پہر کر دیکھا
مینے تو یہ اوصاف کرنیوالے جنہون نے میرے مونڈہے پر اپنی کہنی رکھی ہوئی تہی - وہ حضرت مولی علیؑ
ہین - اور یہہ حدیث بچند الفاظ کم وبیش صحیح مسلم مین بہی مروی ہے - اور شیعہ کی معتبر کتاب تحفۃ الاثنا عشریہ
مطبوعہ مطبع یوسفی دہلوی کے مقصد اول صفحہ ۲۲۷ پر بروایت کشف الغمہ عن معرفت الآئمہ جو شیعونکی
اصح الکتب ہے یون منقول ہے - سُئل الامام ابوجعفر علیہ السلام عن حُلیۃ السیف ہل یجوز فقال
نعم قد حلّی ابوبکر الصدیق سیفہ فقال الراوی التقول ہکذا فوثب الامام عن مکانہ فقال نعم الصدیق
نعم الصدیق نعم الصدیق فمن لم یقل لہ الصدیق فلا صدق اللہ قولہ فی الدنیا والآخرۃ ط یعنے امام
ابوجعفر محمد باقر علیہ السلام سے کسی نے پوچہا کہ تلوار کے قبضہ پر چاندی سونیکا کچھہ نقش ونگار درست
ہے یا نہین آپنے فرمایا کہ ہان درست ہے - کیونکہ ابوبکر صدیق نے اپنی تلوار پر چاندی کا زیور لگایا تہا
راوی نے کہا کیا آپ ابوبکر کو صدیق فرماتے ہین - آپ غصہ مین آئے اور جگہہ سے اُچک بیٹھے اور فرمانے
لگے ہان صدیق - ہان صدیق - ہان صدیق - اور جو اونہین صدیق نہ کہے اللہ تعالیٰ اوسکی بات کو
دنیا اور آخرت مین سچی نہ کرے - سبحان اللہ اس روایت سے یہ بہی ثابت ہوگیا کہ حضرت ابوبکر
صدیق ہین اور جو اونکو صدیق نہ کہے اوسپر حضرت امام باقرؑ نے بددعا کی ہے اور معلومات مین سے
ہے کہ ایسے بزرگون کی بددعا کو حقتعالے جلدی قبول فرماتا ہے شیعون کو امام موصوف کا قول
مذکور پڑہکر خوب شرمندہ ہونا چاہیئے - کہ باوجود دعوی محبت اہل بیت کے پہر ائمہ معصومین کی احادیث
پر عمل نہین کرتے - اور برعکس اونکے صحابہ رضوان اللہ علیہم کو برا کہتے ہین - شاید شیعہ کے نزدیک
محبت اسی کا نام ہے کہ محبوب کے اقوال کی پیروی نہ کرنی چاہیئے - اگر شیعہ کہین کہ صاحب کشف
الغمہ نے یہ روایت محدثین اہل سنت سے نقل کی ہے تو اسکا جواب یہہ ہے کہ مولوی علی بن عیسی
اُردبیلی جامع کشف الغمہ کا جو شیعونکا بڑا مجتہد - جید محدث اور روایت مین معتمد علیہ ہے اور سب شیعہ
اوسکے فضل وعلم پر متفق ہین جب اوسنے اس حدیث کو تصدیق کیا تو ہمارے لئے یہہ کتنی بڑی حجت
قاطع اور دلیل ساطع شیعہ کو ذلیل کرنیوالی ہے - اور آپ لوگون کا یہہ اعتراض باطل کہ اونہون نے

صدیق ہونا ابابکر رضہ کا بزبانی امام ابوجعفر رضہ

کسی محدث اہل سنت سے اس حدیث کو نقل کیا ہے۔ یہہ خود اونہین پر ہوگا۔ کیونکہ اگر یہہ حدیث معتمد علیہ نہ تھی تو مولوی علی اثنا عشری نے کیون نقل کی۔ پس اس صورت مین یا تو تم اپنے مجتہدین کو کاذب کہوگے اور یا اقوال عترت کو محض فترت گنوگے۔ آپ لوگون کی مجتہدین خواہ کسی یہودی سے ہی کوئی قول نقل کرین ہم تو بموجب قول قوی دع ما کدر خذ ما صفا کے تمہاری ہی کتب سے تمکو شرمندہ کرینگے۔ لیکن افسوس جب ضمائر تمہارے کالحجارۃ او اشد قسوۃ ہوگئی تو روایات آئمہ طاہرین علیہم السلام تمہارے دلون پر کب اثر کر سکتی ہین۔ شعر سعدی بلبل شیرازی تمہارے حال پر صادق ہے ۔ وعند ہبوب الناشرات علی الحمی ۔ تمیل غصون البان لا الحجر الصلد ۔ مشکوۃ کے صفحہ ۵۵۲ پر ترمذی سے منقول ہے۔ عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما من نبیّ الّا ولہ وزیران من اہل السمآء ووزیران من اہل الارض واما وزیرای من اہل السمآء فجبرائیل ومیکائیل واما وزیرای من اہل الارض فابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما یعنے فرمایا آنحضرت ؐ نے کہ ہر ایک پیغمبر کے لئے دو وزیر ہوتے ہین اہل آسمان مین سے اور دو وزیر اہل زمین مین سے۔ سو وزیر میرے اہل آسمان سے جبرائیل ومیکائیل ہین اور وزیر میرے اہل زمین سے۔ پس ابوبکر وعمر ہین۔ اور سنن ترمذی مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلوی کے جلد ۲ صفحہ ۲۰۸ مین مروی ہے۔ عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خرج ذات یوم فدخل المسجد وابوبکر وعمر احدہما عن یمینہ والآخر عن شمالہ وہو آخذ بایدیہما فقال ہکذا نبعث یوم القیمۃ۔ نیز اسی جلد کتاب مذکور مین صفحہ ۲۳۰ پر مروی ہے۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انا اوّل من تنشق عنہ الارض ثم ابوبکر ثم عمر الخ یعنے فرمایا آنحضرت ؐ نے کہ مین پہلا وہ شخص ہون کہ پہٹ جائیگی اوس سے زمین پہر حضرت ابوبکر کی قبر میرے بعد پہٹ جائیگی۔ پہر حضرت عمر کی یعنی قیامت مین سب سے پہلے میری قبر کھلجائیگی اور اوس سے بعد حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کی قبرین کہلینگی۔ اور مشکوۃ مطبوعہ مطبع احمدی دہلوی مین صفحہ ۵۵۴ پر منقول ہے۔ قال رسول اللہ اتانی جبرائیل فاخذ بیدی فارانی باب الجنۃ الذی یدخل منہ امتی فقال ابوبکر یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وودت انی کنت معک حتی انظر الیہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اما انک یا ابابکر اوّل من یدخل الجنۃ من امتی۔ یعنی فرمایا رسولخدا ص نے کہ آیا میرے پاس جبرئیل ؑ اور پکڑا میرا ہاتھ اور دکھلایا مجھے بہشت کا دروازہ جس سے میری امت قیامت مین داخل ہوگی حضرت ابوبکر

کہ یعنے ترمذی مین ابن عمر سے مروی ہے کہ ایک دن رسولخدا ص گہر سے نکلکر مسجد شریف مین داخل ہوئے اور ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما دونون اونکی داہنین و بائین طرف تھے حال آنکہ آنحضرت ؐ دونون کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔ اور ارشاد کیا کہ اسیطرح ہم قیامت مین اوٹھائے جاوینگے

۱۲ منہ

سب امت سے پہلے ابابکر رض بہشت مین داخل ہونگے

نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین چاہتا ہون کہ اگر ہوتا مین بھی ہمراہ آپکے تو دیکھ لیتا مین بھی اوس
دروازہ کو۔ پس فرمایا رسولخدا ص نے اے ابابکر رض تو وہ شخص ہی جو بہشت مین میری امت سے سب سے
پہلے داخل ہوگا۔ اور کتب صحاح مین مصرح ہے کہ رسولخدا ص نے حضرت عمر رض کا محل بہشت مین دیکھا اور اونکو
جنت کی بشارت دی۔ چنانچہ انشاء اللہ ہم اس حدیث کو ساتوین باب مین مفصل نقل کرینگے ؀

تیسرا باب اُن آیات کے بیان مین جو شیعہ نے صحابہ رض کے حق مین لکھی ہین

دینداروں پر مخفی نہ رہے کہ مخالف نے منبع الانصاف کے صفحہ ۶۰۷ پر عوام مسلمانون کے بہکانے
کے لئے اصحاب ثلثہ کے حق مین لکھا ہے کہ ایسے اصحابونکی پروردگار نے حضرت کو پیشتر خبر دیدی تھی
بہت مگر انکی تحریر سے یہ رسالہ طول ہوجاتا ہے اور گنجایش نہین رکھتا مگر مشتے نمونہ خروار۔ پھر چند
آیات کو جو منافقون اور بعض سُست دل مومنون کے حق مین وارد تہین۔ اونکو صحابہ کرام کے حق مین
حسب ذیل لکھا ہے۔ پہلی آیت۔ اذا جاءک المنٰفقون قالوا نشہد انک لرسول اللہ واللہ یعلم انک
لرسولہ ط واللہ یشہد ان المنافقین لکذبون۔ دوسری آیت۔ یقولون بافواہہم مالیس فی قلوبہم واللہ
اعلم بما یکتمون۔ تیسری آیت۔ منکم من یرید الدنیا ومنکم من یرید الآخرۃ ط چوتھی آیت۔ تریدون عرض الدنیا
واللہ یرید الآخرۃ ط پانچوین آیت بل تؤثرون الحیوۃ الدنیا والآخرۃ خیر وابقی۔ چھٹی آیت۔ ان الذین
یؤذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والآخرۃ ط ساتوین آیت۔ لایحزنک الذین یسارعون فی الکفر
آٹھوین آیت۔ یخدعون اللہ والذین آمنوا ومایخدعون الا انفسہم۔ نوین آیت۔ وما محمد الا رسول ط الآیۃ
دیکھو یہہ شیعہ دیدہ و دانستہ سب گمراہ کنندون سے بڑہگیا۔ لکھتا ہے کہ اللہ تعالے نے یہہ نو آیات مرقومہ
بالا اصحاب رسول مہاجرین و انصار کے حق مین نازل کی ہین۔ اے شیعو ذرا اس اپنے مجتہد گندہ فہم کو سمجھاؤ کہ
علاوہ کتب اہل سنت کے کتب تفاسیر شیعہ کو دیکھکر باتین کرے اور ایسی بہتانات اور کذب صریح سے پرہیز
کرے جنکی نسبت شیعہ کی کتاب تحفہ احمدیہ جلد اول باب گیارہ مطبوعہ مطبع بستان مرتضوی کے صفحہ
۲۲ پر منقول ہے کہ حضرت ع نے فرمایا کہ مینے شب معراج ایک عورت کو دیکھا کہ سر اوسکا مثل سر خوک
کی اور بدن اوسکا مانند بدن خر کی تھا اور ہزار ہزار طرح کے عذابون مین معذب تھی صحابہ نے عرض کی
کہ عمل اوس عورت کا کیا تہا حضرت نے فرمایا کہ وہ سخن چین اور جھوٹ بکتی تھی۔ انتہی من عینہ سوا اسنے

لے جیسا اس شیعہ نے اللہ تعالی کی آیات کے ساتھ افترا کیا ہے ایسا افترا کنندہ سخت کافر ہوتا ہے دیکھو حق تعالی سورہ لقمان مین فرماتا ہے ان الشرک لظلم عظیم اور سورہ انعام مین فرماتا ہے ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا او کذب بآیاتہ ۱۲م

آیات نوشتہ شیعہ بحق صحابہ رض

ط فجعلنا ان الافتراء والتکذیب بآیات اللہ تعالی اعلی حالا من الشرک فافہم ۱۲ احمد الدین عفی عنہ

محاربۂ بنی مصطلق بارسولخدا وشان نزول سورۃ منفقون

یہہ صریح کذب لکھکر مومنون کو دہوکہ دیا ہے اور یہ خیال نہین کیا کہ یہہ آیات کس موقعہ پر نازل ہوئی ہین - اور کن لوگون کے حق ہین - اب یہہ نیازمند بہ لحاظ ترتیب کتاب ہذا التقدیم و تاخیر پر ان سب آیات کی تشریح کرتا ہے - آنکھون مین انصاف کا سرمہ لگا کر غور سے سنو - پہلی آیت کا بیان اذا جاءک المنفقون آہ شیعہ کی تفسیر عمدۃ البیان مطبوعہ مطبع یوسفی دہلوی جلد ۲ سورۃ منافقون صفحہ ۵۶۹ پر بعبارت طویل تحریر ہے - جسکا خلاصہ یہہ ہے کہ پانچوین سال ہجرت کے بنی مصطلق نے رسولخداؐ سے لڑائی کرنے پر اتفاق کیا اور آنحضرتؐ بھی ہمراہ صحابہ کے مدینہ سے باہر نکلے اور اون لوگون سے لڑنا شروع کیا - بعض اونمین سے مارے گئے اور کئی بھاگ گئے اور عبد اللہ بن اُبیؔ کے نزدیک جو ایک مشہور منافق تہا - اوسکی قوم مین سے ایک جماعت کھڑی تھی اور اونمین زید بن ارقم بھی تھا جو اون دنون مین نوجوان تہا - عبد اللہ بن اُبیؔ نے کہا کہ قسم ہے خدا کی لئن رجعنا الی المدینۃ لیخرجن الاعز منھا الاذل - یعنی اگر ہم پھرینگے مدینہ کیطرف تو البتہ زیادہ عزت دار زیادہ خوار کو مدینہ سے نکالدیگا مراد اس ملعون کی زیادہ عزت دار سے تو اپنی ذات کمینہ تھی - اور زیادہ ذلیل سے مراد رسولخداؐ تھے یعنی مین آنحضرتؐ کو مدینہ سے نکالدونگا - زید بن ارقم کو یہہ کلام سنکر غصہ آیا اور اوسکو کہا کہ تو ہی اپنی قوم مین بمقدار ہے اور محمدؐ خدا کی طرف سے عزت دار ہین - خدا کی قسم ہے کہ اسکے بعد درمیان ہمارے اور تیرے دوستی نہ ہوگی - عبد اللہ بن اُبیؔ نے کہا کہ خاموش ہو مین تو تمسخر کرتا تہا - زید نے رسولخداؐ کو اس قصہ سے مطلع کیا - اوسوقت حضرت عمرؓ حاضر تھے - اونہون نے کہا کہ یا رسول اللہؐ اگر فرماؤ تو ہم عبد اللہ کو مار ڈالین - حضرت نے فرمایا کہ اے عمر مار ڈالنا مناسب نہین کیونکہ ایک جماعت مسلمانون کی اوس سے تعلق رکہتی ہے - اسکے بعد عبد اللہ بن اُبیؔ کو بلا کر حضرتؐ نے پوچہا تو اوسنے قسمین کہائین کہ مینے ایسا نہین کہا اور گواہی دی کہ تو بیشک رسول خدا کا ہے لوگون نے زید کو ملامت کی اور کہا کہ تو ابھی لڑکا ہے جھوٹ کہتا ہے زید یہ حال لوگون کا دیکھکر بہت رنجیدہ ہوا اور کہا کہ خدا تو جانتا ہے کہ مینے جھوٹ نہین کہا - جب حضرتؐ مدینہ منورہ مین آئے تو زید رنجیدہ ہو کر اپنے گھر مین بیٹھ رہا - اللہ تعالےٰ نے واسطے سچا کرنے زید کے اور جھوٹھا کرنے عبد اللہ بن اُبیؔ منافق کے یہہ سورۃ نازل کی - اذا جاءک المنفقون قالوا نشھد انک لرسول اللہ الی آخرہ تم الکلام من عمدۃ البیان مختصراً من عینہ - اب اے متعصبین اگر نجات کی طلبگار ہو تو اس شان نزول مرقومہ بالا

کے مان لینے میں شرم کرو نہیں تو خدا جلّ و علا کو کیا مونھ دکھاؤ گے۔ اگر تمھیں اس روایت میں کچھہ شک و شبہ ہے تو کتاب مذکور میں دیکھ لو۔

دوسری آیت کا بیان

دوسری آیت۔ یقولون بافواھھم مالیس فی قلوبھم واللہ اعلم بما یکتمون۔ یعنی کہتے ہیں ساتھ منھ اپنے کے جو کہ نہیں بیچ دلوں اونکے کے۔ اور اللہ جانتا ہے اوس چیز کو جو پوشیدہ کرتے ہیں منافقین۔ تفسیر کبیر جلد ۳ کے صفحہ ۱۳۴ پر لکھا ہے۔ کہ عبداللہ بن اُبَی نے اُحد کے دن اپنے ہمراہیوں کو ہمراہ لیکر اور جدال چھوڑ کر مدینہ کا راستہ پکڑا اونکو صحابہ نے کہا کہ آؤ اور قتال کرو اللہ کے راہ میں جسکے جواب میں اونہوں نے کہا کہ ہمکو معلوم ہے کہ آنحضرتؐ صلح کرینگے ورنہ ہم جنگ سے کبھی مونھ نہ پھیرتے۔ اسپر اللہ تعالیٰ نے پارۂ لن تنالوا میں خبر دی کہ یقولون بافواھھم الآیۃ۔ یعنی یہ لوگ منافق ہیں زبان سے اقبال کرتے ہیں اور دل میں نفاق رکھتے ہیں۔ اور شیعوں کی تفسیر عمدۃ البیان جلد ا کے صفحہ ۲۰۳ پر اس آیت کی ترجمہ میں لکھا ہے کہ جب عبداللہ بن اُبَی معہ تین سو منافقین کے پھر گیا تو اون سے عبداللہ بن عمر انصاری نے باواز بلند کہا تھا کہ تم آجاؤ۔ اور مخالفت نہ کرو۔ اوسکے جواب میں قالوا کہا ابن اُبَی اور اوسکے ہمراہیوں نے لو نعلم قتالاً لا اتبعنٰکم آہ۔ پس اللہ تعالے نے اونکے نفاق کو ظاہر کیا اور فرمایا یقولون بافواھھم مالیس فی قلوبھم آہ تم کلامہ من عینہ۔

لہ یعنی جو لوگ جانتے ہیں قتال تو البتہ تمہارا اتباع کرتے ہمکو ہماری دانست میں معلوم ہے کہ یہ جدال نہ ہو جائیگا اور آنحضرت صلح کرینگے ورنہ ہم جدا نہ ہوتے منہ

تیسری آیت کا بیان

تیسری آیت۔ منکم من یُرید الدنیا و منکم من یرید الآخرۃ ط ثم صرفکم عنھم لیبتلیکم ولقد عفا عنکم واللہ ذو فضل علی المومنین۔ کوئی تم میں سے چاہتا تھا دُنیا کو اور کوئی چاہتا تھا آخرۃ کو پھر باز رکھا تمکو اللہ نے مغلوبوں سے واسطے آزمایش تمھاری کے اور البتہ معاف کیا تم سے احوال گذشتہ کو اور اللہ تعالے صاحب فضل کا ہے مومنوں پر۔ تفسیر کبیر جلد ۳ صفحہ ۹۸ پر اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ رسولؐ نے اُحد کے دن ایک جماعت کو فرمایا کہ ہرگز جُدا نہ ہووین مکان جنگ سے اور حضرت عبداللہ بن جبیر مغفور کو اونکا امیر بنا کر معہ سامان کے ایک درہ پہاڑ پر تعینات کر دیا۔ پس جب مشرک ظاہر ہوئے تو اہل اسلام نے اونپر تیروں کی ایسی بارش چلائی کہ وہ بھاگ گئے جسپر بعض لوگ اوس جماعت سے غنیمت غنیمت پکار کر اونکے پیچھے دوڑے۔ ہر چند ابن جبیر رضؓ نے اونکو جُدا ہونے سے روکا اور کہا کہ اپنی مقتل سے جُدا نہ ہووین۔ مگر بعض نے اونکی بات کو نہ سُنا اور طلب غنیمت میں چلے ہی گئے۔ جبتک اوس درہ میں عبداللہ کے ساتھ ایک طائفہ قلیل باقی رہا۔ اور کفار نے پھر لوٹکر اور زور پاکر ابن جُبیر کو شہید کر دیا۔ اسپر اللہ تعالیٰ نے پارۂ لن تنالوا کے ربع دوم میں خبر دی۔ منکم من یرید الدنیا و منکم من یرید الآخرۃ ط

اور یرید الدنیا سے وہ لوگ مراد ہین۔ جو طلب غنیمت مین درہ مین سے گئے تھے۔ لیکن اونکو بھی حقتعالے نے معاف کیا بقولہ ولقد عفا عنکم آہ۔ اور شیعہ کی تفسیر عمدة البیان مطبوعہ مطبع یوسفی دہلوی کے جلد امین صفحہ ۱۹۸ پر ذیل آیت مذکورہ کے لکھا ہے کہ ولقد عفا عنکم آہ یعنی اور البتہ تحقیق معاف کیا تمسے اوس خطا کو بسبب اپنے تفضل اور رحم کے اور خدا تعالیٰ صاحب فضل کا ہے مومنون پر اللہ تعالے نے اس بھاگنے کی خطا کو ساتھ اس آیت کی معاف کیا ہے۔ انتہی من عینہ۔ وقال صاحب المرقاة علی المشکوة صفحہ ۵۵۴۔ انّ العفو خارج من المعیبتہ۔ یعنی جو چیز معاف ہو وہ باہر ہے عیب مین شمار کرنے سے۔ پس جب اللہ تعالے نے معاف کر دیا تو اللہ کی معافی کو عیب ناک جاننے والا خود ہی معیوب اور خارج از ایمان ہوگا۔ سو اب دیکھو اس صفت سے شیعہ ہی موصوف ہین جو اللہ تعالے کی معافی کو عیب ناک جانتے ہین۔ واللہ ہو الہادی۔ چوتھی آیت کا بیان۔ تریدون عرض الدنیا واللہ یرید الآخرة ط شیعہ کی گستاخی دیکھو کہ اس آیت سی صحابہ کرام پر ناحق اعتراض کیا حالانکہ تفسیر کبیر جلد ۴ مطبوعہ مصر کے صفحہ ۵۶۸ اور بیضاوی مطبوعہ دہلی جلد ا کے صفحہ ۳۲۳ پر بعبارات مختلفہ بیک مضمون مروی ہے کہ رسول ع نے بدر کے دن ستر کافر قید کئے۔ جنمین حضرت عباس رض چچا آنحضرت صلعم اور عقیل بن ابی طالب علیہ الرضوان بھی تھے پھر آنحضرت صلعم نے صحابہ سے اون اسیرون کے مار ڈالنے یا رہا کرنے مین مشورہ کیا حضرت ابوبکر رض نے عرض کی کہ یا رسول اللہ مال کے بدلے انکو رہا کیجئے کیونکہ آپکے اقربا ہین اُمید ہے کہ حقتعالی انکو توبہ کی توفیق دیگا۔ حضرت عمر رض نے کہا کہ یا رسول اللہ ص انکی گردن مار دیجئے۔ کیونکہ یہ کفر مین سردار ہین اور آپکو جھوٹھا جانتے ہین اور مکہ معظمہ سے انہون نے آپکو نکالدیا ہے۔ اسپر رسولخدا ص نے فرمایا۔ انّ مثلک یا ابابکر کمثل ابراہیم ع انّہ قال فمن تبعنی فانّہ منّی ومن عصانی فانّک غفور رحیم ط وانّ مثلک یا عمر کمثل نوح علیہ السلام انّہ قال رب لاتذر علی الارض من الکٰفرین دیارا ط یعنی تیری مثال ای ابابکر رضی اللہ عنہ حضرت ابراہیم ع کی سی ہے جنہون نے خدا سے عرض کیا کہ جو کوئی میرا تابعدار ہے وہ مجھسے ہے اور جو کوئی میرا بیفرمان ہو۔ پس تحقیق تو اوسکو بھی بخشنے والا ہے۔ جسکا ذکر سورة ابراہیم مین ہے۔ ورای عمر تیری مثال حضرت نوح ع کی سی ہے جنہون نے اپنی رب کو کہا کہ اے میرے پروردگار نہ چھوڑ کافرون سے زمین پر ایک گھر بسنے والا اور کل کفار کو ہلاک کر جسکا ذکر سورہ نوح مین ہے۔ پھر آنحضرت ع نے حضرت ابوبکر رض کے

چوتھی آیت کا بیان

کہنے کے موافق لعوض مال سب قیدی رہا کر دیئے اوسوقت یہہ آیت نازل ہوئی جو پارہ واعلموا کی ربع اول مین ہے

ماکان للنبی ان یکون لہٗ اسریٰ حتی یثخن فی الارض تریدون عرض الدنیا واللہ یرید الآخرۃ
یعنے نہین لائق کسی پیغمبر کو کہ ہووین اوسکے لئے قیدی یہانتک کہ سخت مارے اونکو زمین مین چاہتے ہو تم
متاع دنیا کی اور اللہ تعالےٰ چاہتا ہے تمہارے لئے درجہ آخرت ۔ کا والآیۃ دلیل علی ان الانبیاء
یجتہدون وانہ قد یکون خطاءً ولکن لایقرون علیہ تم عبارت البیضاوی ۔ یعنے یہ آیت اثبات
کی دلیل ہے کہ انبیاء علیہم السلام اجتہاد کرتے ہین اور کبھی وہ اجتہاد خطا ہو جاتا ہے لیکن اوسپر
قرار نہین پکڑتے ۔ یعنے پیغمبران علیہم السلام بھی مجتہد تھے اور اونکا اجتہاد بھی کبھی اصل مراد کو نہین
پہونچتا تھا لیکن معلوم کرنیکے بعد اوس سے رجوع کر جاتے تھے شیعہ نے اِس آیت سے اعتراض کیا ہے کہ
مہاجرین و انصار نے دنیا کی خواہش پر قیدیون کو چھوڑ دیا ۔ سو یہہ اعتراض صحابہ رضی اللہ عنہم پر
کرنا سخت کم فہمی ہے معلوم نہین کہ یہہ شیعہ کچھہ علم بھی جانتا ہے یا نہین بلکہ اتنا بھی نہین سمجھتا کہ
اگر یہہ قیدی صحابہ کے طمع سے رہا ہوتے تو حقتعالی اپنے نبی صلعم کو کیون جھڑک دیتا ۔ سائل کو اگر عقل ہو
تو ماکان للنبی آہ کے معانی سمجھنے کیا اسکے معنے ماکان للصحابۃ کریگا یا کچھہ اور نعوذ باللہ منہا ۔

پانچوین آیت کا بیان

پانچوین آیت کا بیان جو پارہ عم کی سورہ اعلی مین ہے ۔ بل تؤثرون الحیوۃ الدنیا والآخرۃ خیر وابقی
یعنی بلکہ تم اختیار کرتے ہو حیاتی دنیا کو اور آخرت بہتر ہے دنیا سے اور ہمیشہ رہنے والی ہے ۔ تفسیر
بیضاوی جلد ۲ کے نسخہ قلمی مین ذیل اس آیت کے لکھا ہے ۔ کہ الخطاب عام للاشقین ۔ یعنے یہہ
خطاب عام ہے تمام بدبختون کو یعنے جو کوئی ایسی باتون پر عمل کرے جو ذیل مین درج ہین ۔ ۵

کٹا داڑھی رکھا مچھان طریقہ یہہ فقیرون کا ❊ پیالہ بھنگ کا پی لے یہی ہے راہ امیرون کا
بھلی ہے خمر کی مستی بھلا ہے فجر کا سونا ❊ پکڑ یہہ راستہ واہ واہ جو ہے آئین بصیرون کا
نہ دے سجدہ نہ رکھ روزہ نہین ہے فایدہ آمین ❊ یہہ احمد دین اور علمائونکا کام ہے نہ پیرون کا

جیسا ایک قزل باشونکا فرقہ تکیون مین بیٹھ کر ایسے بیہودہ خیالات مین عمر بسر کرتا ہے اور آخرت
کے ثواب و عذاب اوسکے سینہ مین کیا بلکہ کانون تک بھی نہین پہونچتے اون شقیون کو حقتعالےٰ
نے خطاب کیا ہے ۔ اور شیعہ کا اپنی خوش فہمی سے اس آیت کو صحابہ پر حمل کرنا محل عجب ہے کیونکہ اون
بزرگوارون کا جنتی ہونا اور خدا و رسول کی رضامندی کا خواہشمند ہونا دوسرے باب مین بخوبی بیان

چہٹی آیت کا بیان

ہو چکا ہے اور انشاء اللہ پھر بھی کچھ بیان کیا جائیگا۔ چہٹی آیت کا بیان جو پارہ ومن یقنت کی سورہ
احزاب مین ہے۔ ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والآخرۃ ط یعنی تحقیق جو لوگ
ایذا دیتے ہین اللہ اور اوسکے رسول کو لعنت کی ہے اونکو اللہ تعالے نے دنیا اور آخرت مین۔ اور یہ حکم
عام ہے کہ جو موذی اللہ اور رسول ص کو ایذا دیویگا ہر دو جہان مین اوسکو خدا کی لعنت اور عذاب دردناک
ہوگا۔ پس اب جاننا چاہئیے کہ کون فعل موجب ایذاء اللہ اور اوسکے رسول کا ہوتا ہے۔ ففی المشکوۃ المطبوعۃ
فی المطبع الاحمدی الدہلوی صفحہ ۵۴۶۔ عن عبد اللہ بن مغفل قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم اللہ اللہ فی اصحابی لا تتخذوہم غرضاً من بعدی فمن اذاہم فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ
ومن اذی اللہ فیوشک ان یاخذہ رواہ الترمذی۔ یعنی رسولخدا ص نے ارشاد کیا کہ ڈرو اللہ سے میرے
اصحاب کو عیب کرنے مین تین بار تاکیداً فرمایا اور نہ پکڑنا اونکو نشانہ کیطرح میرے پیچھے پس جسنے اونکو
ایذا دی اوسنے مجھے ایذا دی اور جسنے مجھے ایذا دی اوسنے اللہ تعالے کو ایذا دی پہر شتاب ہے کہ اوس
موذی کو حقتعالیٰ پکڑیگا۔ آب زبان درفشان خیر البریہ سے واضح ہوگیا کہ جو مردود صحابہ کرام پر

صحابہ کو ایذا دینا موجب ایذا اللہ ورسول ہے

طعن کرے وہ بسبب ایذا دینے اللہ اور رسول ص کے لعنتی ہوا جیسا حق سبحانہ وتعالی فرماتا ہے۔ ان الذین
یؤذون اللہ ورسولہ آہ۔ **سوال شیعہ** فاطمہ معصومہ کو ایذا دینا بعینہ رسولخدا کو ایذا دینا ہے کیونکہ
وہ دختر نیک اختر جگر گوشہ رسولخدا ص ہے۔ اور یہہ بہت ظاہر ہے کہ اولاد کے ایذا پہونچنے سے والدین
ضرور دردمند ہوجاتے ہین خصوصاً ایسی اولاد معصوم۔ سو اب ہم پوچھتے ہین کہ صحابہ جو نہ اولاد رسولخدا
اور نہ جگر گوشہ آنحضرت ص کے تھے۔ پھر صحابہ کی ایذا رسانی کسطرح موجب ایذا رسول ہے۔ جواب
شافی دو۔ ورنہ ہمارے نزدیک تو حدیث اللہ اللہ فی اصحابی۔ اور ایسی ہی اور روایات موضوع شمار
ہونگی۔ **جواب** شیعہ کی بہت معتبر تفسیر لوامع التنزیل مطبوعہ مطبع گلشن رشیدی لاہور جلد اول کے صفحہ
۹۰ مین ذیل آیت یخدعون اللہ والذین آمنوا آہ یہ عبارت لکھی ہے کہ فعل نائب فعل منوب عنہ میباشد
چنانچہ اگر وزیر پادشاہ ما کسے فریب دہد یا بدبگوید باو در عرف میگویند کہ پادشاہ را بد گفتہ وفریب دادہ است
وباین مشیر است آیت ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ یعنی بیعت کنندہ تو بیعت کنندۂ خداست
تم عبارتہ من عینہ۔ یعنی نائب کا فعل بعینہ اوسکے افسر کا فعل ہوتا ہے۔ جیسا پادشاہ کے وزیر کو جب کوئی
فریب دیوے یا برا کہے تو اوسکو از روئے عرف کہینگے کہ اسنے پادشاہ کو فریب دیا اور برا کہا ہے آہ۔ اور ظاہر

ہے کہ صحابہ رضہ سید البشر کے یار غار اور لیل ونہار مین مددگار حضر جگہ وار و اسفار مین آپکے انصار اور
ولدار تھے کئی تو آنحضرت کے داماد اور کئی اونکے اصہار تھے پس اونکے ایذا سے رسول کے ضمیر منیر کو کس لئے
ایذا نہ پہونچی۔ بڑا افسوس ہے کہ آدمی جان بوجھ کر ایسی تخییل باطلہ مین پھنس جاوے اور جو کچھ زبان
پر آوے بک لیوے واللہ ہو الہادی۔ ساتوین آیت کا بیان جو پارہ لن تنالوا مین ہے۔ ولا یحزنک الذین

ساتوین آیت کا بیان

یسارعون فی الکفر آہ۔ یعنی نہ غمناک کرین تجھ کو وہ لوگ جو دوڑتے ہین بیچ یاری دینے کفر کے یعنے سعی کرتے
ہین بیچ محکمیت کفر اور ابطال اسلام کے۔ تفسیر کبیر مطبوعہ مطبع عامرہ مصری جلد ۳ کی صفحہ ۸۴ مین لکھا
ہے۔ ان ہذہ الآیۃ نزلت فی کفار قریش واللہ تعالے جعل رسولہ آمنا من شرہم فقال لا یحزنک الذین
یسارعون ای یقصدون جمیع العساکر لمحاربتک وان مقصودہم من جمیع العساکر ابطال ہذا الدین وازالۃ
ہذہ الشریعۃ فہذا المقصود لا یحصل لہم فانہم بہذا الصنیع انما یضرون انفسہم ولا یضرون اللہ والنبی
واصحابہ شیئا آہ من یمینہ۔ یعنی خلاصہ اسکا یہ ہے کہ نازل ہونا اس آیت کا کفار مثل ابوجہل وغیرہ کی
نسبت ہے جو رسول خدا کے مقابلہ کے لئے لشکر جمع کرنیکا ارادہ کرتے تھے۔ اور اللہ تعالے نے اپنے حبیب کو انکی
شر سے سلامت رکھا اور فرمایا لا یحزنک الذین آہ یعنی اے میرے پیارے حبیب تمہارے مقابلہ مین
لشکر جمع کرنیکا ارادہ کرتے ہین مگر یہ مطلب اونکو حاصل نہین ہو سکتا کیونکہ اس سے وہ اللہ اور رسول
واصحاب رسول کو کچھ ضرر نہین پہونچا سکتے بلکہ اپنے نفسونکو ضرر دیتے ہین۔ اب دیکھو شیعہ کا اپنے واہی عقیدہ
سے اس آیت کو صحابہ کے حق مین محمول کرنا سراسر حماقت نہین تو اور کیا ہے۔ ہم آپ سے پوچھتے ہین کہ اگر
بالفرض صحابہ آپکے سوء ظن کے موافق ایسے ویسے تھے تو مخبر صادق ؐ کیون اونکے ایمان کامل کی تصدیق
کرتے ہے اور امام محمد باقر علیہ وعلی آبائہ السلام سے باب ۲۲ مین کیا گذرا وہان تو نظر مارو۔ اور خدا سی قدر
اور اللہ تعالی مافی الصدور کا واقف بھی اونکو نعیم جنت او مغفرت کا وعدہ کرتا رہا ہے۔ کیا کبھی کفار
بھی اجر عظیم کے موعود لہم بن سکتے ہین۔ آٹھوین آیت کا بیان۔ یخدعون اللہ والذین آمنوا وما یخدعون

آٹھوین آیت کا بیان

الا انفسہم الآیۃ۔ یعنی فریب دیتے ہین اللہ کو اور اون لوگون کو جو ایمان لائے ہین یعنی صحابہ کو اور نہین
فریب دیتے مگر اپنے نفسونکو آہ۔ شیعونکی معتبر تفسیر لوامع التنزیل مطبوعہ لاہور جلد ۱ کی صفحہ ۷۰ مین مسطور
ہے۔ بدانکہ در ابتدا، ذکر مومنین وعقب آن ذکر کافرین ومتصل بایشان ذکر منافقین است۔ انتہی من عینہ
یعنی اللہ تعالے نے ابتداء سورت بقر سے مومنین مخلصین کا ذکر کیا۔ پھر ان الذین کفروا سے کافرین کو یاد کیا

اور اوسکے بعد رکوع ومن الناس من یقول سے منافقین کا ذکر کیا۔ پس مومنون سے مراد وہ لوگ ہین جنہون نے رسولخدا ص کی نبوت کو صدق دل سے مانا۔ جنکا ذکر مکرر سہ کرر اوپر کی تحریرات مین مفصل گذر گیا ہے۔ عاقل کو صرف ایک ہی آیت کا اشارہ اور حوالہ کافی ہے اور بدآئین کو صدہا آیات کیا بلکہ رسولخدا ص کا روبرو دیکھنا بھی عبث ہے۔ اور کافرون سے مراد وہ لوگ ہین جو ظاہر و باطن سر سے پاؤن تک کفر مین مستغرق رہی مثل ابوجہل وغیرہ اور جو لوگ زمانہ موجودہ مین بھی انکی مانند ہون وہ بھی اسمین داخل ہین۔ اور منافقین سے مراد وہ لوگ ہین جو مومنون کی خوف سے ظاہراً مطیع اسلام اور باطناً کفر رکھتے تھے۔ جیسا عبداللہ بن اُبی اور ذوالخویصرہ اور آجد بن قیس وغیرہم۔ اور اب بھی جو انکی مانند بظاہر اسلام کے مطیع ہون۔ وہ انہین مین شامل ہونگے۔ اور شیعہ کی معتبر تفسیر عمدۃ البیان جلد ا کے صفحہ ۲۰ پر لکھا ہے کہ عبداللہ بن اُبی سلول اور اوسکے تابعین نے آپسمین مشورہ کیا کہ زبان سے اسلام کو ہم ظاہر کرین۔ اور دل مین اپنی اعتقاد پر رہین اور جسطرح کہ مسلمانون کو پیغمبر خدا ص کی قربت اور مصاحبت حاصل ہے۔ ہمکو بھی حاصل ہو۔ تاکہ ہم مسلمانون کے راز سے مطلع ہوکر کفار کو اوس سے واقف کرتے رہین۔ پس متفق ہوکر سب رسولخدا ص کے پاس آئے۔ اور اپنا مسلمان ہو جانا ظاہر کیا۔ خدا تعالی نے یہہ آیات نازل کین۔ ومن الناس من یقول آمنا باللہ وبالیوم الآخر وما ہم بمومنین یخدعون اللہ والذین آمنوا الی آخرہا تم کلامہ من عینہ والحمد للہ الذی اجری الصدق علی لسانہ واظہر الحق من قلمہ۔ اور ان آیات سے واضح ہوگیا کہ اہل تشیع جو تقیہ واہیہ کی آڑ محکم پکڑے بیٹھے ہین وہ ایسی لوگون متذکرہ بالا مین ہی داخل ہین۔ یہہ نیازمند آخر رسالہ مین مفصل ذکر اونکی تقیہ بدعیہ محرمہ کا کریگا۔ انشاءاللہ تعالے

نوین آیت کا بیان

نوین آیت کا بیان۔ جو پارہ لن تنالوا مین ہی۔ وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افائن مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم ومن ینقلب علی عقبیہ فلن یضر اللہ شیئاً وسیجزی اللہ الشاکرین۔ یعنی نہین محمد علیہ السلام مگر رسول خدا کا تحقیق گذر گئی ہین۔ آگے اس سے پیغمبران علیہم السلام۔ کیا اگر مر جائے محمد ص یا قتل کیا جائے تو تم پھر جاؤگے اپنی ایڑیون پر اور جو کوئی پھر جائے اپنے ایڑیون پر پس نہین ضرر دیتا ہے۔ اللہ کو کسی چیز مین اور شتاب ہے کہ حقتعالی بدلہ دیگا شاکرون کو۔ پس یہہ آیت بھی اُحد کے غزوہ مین نازل ہوئی ہی۔ دیکھو شیعہ کی معتبر کتاب تفسیر عمدۃ البیان

مطبوعہ مطبع یوسفی دہلوی جلد اکی صفحہ ۱۹۵ مین اس آیت کی شان نزول مین لکھا ہے کہ جسوقت
رسولخدا کا جنگ اُحد مین کفار سی مقابلہ ہوا تو عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کو جیسی کہ پہلے مذکور
ہوا ہے۔ کوہ اُحد کی درہ پر معہ پچاس تیرانداز کے متعین کیا کہ دشمن کو درہ کی جانب سی نہ آنے
دیوین جب اہل اسلام نے بڑی بڑی نامی دلاور کفار کی قتل کئے۔ اور مشرکین بہاگ گئے تو اس اثنائے
بعض اہل اسلام لوٹنی مین مشغول ہوئی۔ اور خالد ابن ولید جو ابھی مسلمان نہین ہوا تھا۔ درہ کو
خالی پاکر درہ سے باہر نکلا۔ اور مسلمانون پر اوسنی پیچھے سے حملہ کیا جسمین بہت سی مسلمان قتل ہو گئے
اور رسولخدا کے دندان مبارک شہید ہوئی۔ اور مسلمان کافرون کی مقابلہ سی بہاگ نکلے۔ ابلیس
لعین نے ندا کی کہ محمدؐ قتل ہو گیا ہے۔ اور جناب امیر علیہ السلام نے بہادری کرکے کفار کو مغلوب
کیا۔ اور شکست دی اور یہہ سنکر اصحاب جو بھاگ گئی تھے اولٹی پہر کر چلے آئے۔ اور رسولخدا نے انکو
ملامت کی اور کہا کہ تم کس واسطے بہاگ گئی تھے۔ صحابہ نے عذر کیا کہ ہمنی آپکے قتل ہو جانیکی آواز
سنی تہی۔ اسواسطے ہم پریشان ہوکر بھاگ گئی تھے۔ تم عبارتہ۔ اب کتب اہل سنت کی روایت سنو کہ
اوسمین اور شیعہ کی روایت مین کتنا فرق ہی۔ تفسیر کبیر مطبوعہ مطبع عامرہ مصری جلد ۳ صفحہ ۸۵
مین لکھا ہے کہ اُحد مین ابن جبیر کی شہادت کی بعد رسولخداؐ نے معہ صحابہ کافرون پر حملہ کیا
جسمین عبداللہ ابن قمیہ حارثی نے (جو کفار مین نامی تہا) آنحضرتؐ کو ایک پتھر سخت مارا جسکی
ضرب سے دانت مبارک آپکا شہید ہو گیا۔ ابن قمیہ نے تہوڑا آگے ہوکر فوراً رسولخداؐ پر تلوار اوٹھائی
جسپر حضرت مُصعب مغفور رضی اللہ عنہ نے جو رسولخداؐ کا عَلَم بردار تھا۔ ابن قمیہ کو دفع کیا۔ ابن
قمیہ نی آنحضرت سی ٹلجانے مین اوسی پر ضرب چلادی۔ اور حضرت مصعب اوسکی ایک ہی ضرب سے
جان بحق تسلیم ہوئی۔ اوسوقت عَلَم یعنے رسولخدا کا نشان گر پڑا۔ جسپر شیطان علیہ اللعنت نے آواز دی
کہ محمد صاحب قتل ہو گئی ہین۔ اس جانکاہ آواز کو سنکر اہل اسلام کی صف کو شکست ہوئی۔ اکثر صحابہ
رسولخدا کو انبوہ عظیم مین ہونے سے نہ دیکھ سکے۔ اور کئی لوگ منحرف ہونے لگے۔ اوسوقت عبداللہ بن اُبی وغیرہ
منافقین نے مسلمانون کو کہا کہ ان کان محمدٌ قتل فالقلبتم علی اعقابکم ای صرتم کفار البعد ایمانکم و
الحقوا بدینکم فقالوا بالجواب ان کان محمدٌ قتل فان رب محمد لم یقتل۔ یعنے اگر محمد صاحب قتل ہو گئی
ہین۔ تو پس پہر تم اپنی ایڑیون پہ یعنی ہو جاؤ تم کفار بعد ایمان کے۔ اور اپنے پہلے دین لات و عزی

غزوہ اُحد مین شہید ہونا دانت مبارک آنحضرتؐ کا

رسولخداؐ کی شہید ہونیکی کاذب ندا سننے سے کئی لشکریون کا بہاگ جانا

کیطرف رجوع کرو۔ مسلمانون نے اوسکے جواب مین کہا کہ اگر محمدؐ قتل ہوگئے ہین تو محمدؐ کا خدا تو نہین
قتل ہوا۔ وہ تو زندہ پایندہ ہے۔ اسپر اون منافقین گمراہ کنندون کی توبیخ مین آیت وما محمدٌ
الا رسول نازل ہوئی۔ اور اہل اسلام کے منحرفین لوگون نے جب معلوم کیا کہ محمدؐ زندہ ہین تو جھٹ
قدمبوسی کے لئے واپس آئے اور خدمت اقدس مین پہونچے اور سید عالم صلعم کو حضرت ابوبکر و علی
و طلحہ وغیرہم تینتیس ۳۳ نفر صحابہ رضؓ کی ساتھ دیکھا او سوقت آنحضرت عؐ کیخدمت مین نہایت گریہ وزاری سے
کہنے لگے۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فدیناک بآبائنا وامہاتنا اتانا خبر قتلک فاستولی
الرعب علی قلوبنا فولینا مُدبرین ط یعنی یارسول اللہؐ قربان کرتے ہین ہم آپ پر اپنے مان باپ۔ پہونچی
تھی ہمین آپکے قتل ہوجانیکی خبر جسنے غالب ہوا ہمارے دلونپر خوف۔ پس پیٹھ پہیری ہمنے۔ تمّ عبارتہ
بتقدیمہ وتاخیرہ ملخصاً من عینہ۔ اور تفسیر بیضاوی مین بھی بالفاظ کم وبیش اسیطرح لکھا ہے۔
اب دیکھو اس روایت اہل سنت اور شیعہ کی روایت مذکورہ بالا مین صرف الفاظ کا ہی فرق ہے مگر
مطلب تو دونون کا ایک ہی ہے۔ اور شیعہ نے بعض اصحاب مین اپنی روایات کو دوسرے طرف پھینک
دیا۔ خیر شیعیونکی تو عادت ہی ہے کہ یا الفاظ مین تحریف کردیتے ہین یا معانی متغیر کردیتے ہین۔ اس شیعہ
نے بھی اس آیت کے معانی بگاڑ دئیے ہین۔ خدا اِس مفتری سے سمجھے۔ اور زیادہ تر تماشہ کی یہ بات ہے
کہ وہ ضعفاء مسلمین جو اُحد مین رسولخداؐ کا قتل ہوجانا سنکر بھاگے تھے۔ خدا تعالی نے تو اپنے فضل و ترحم
سے اونکو معاف کردیا۔ اور یہہ معترض کچھہ اور ہی راگ گاتا ہے چنانچہ خود شیعہ کی تفسیر عمدۃ البیان مطبوعہ
دہلی جلد ا پارہ لن تنالوا کے صفحہ ۱۹۹ مین لکھا ہے کہ خدا تعالی جنگ اُحد سے بھاگنے والون کا ذکر کرتا ہے

واپس آنا بھاگنے والون کا اُحد مین

ان الذین تولوا منکم یوم التقی الجمعٰن انما استزلھم الشیطٰن ببعض ما کسبوا ولقد عفا اللہ عنھم ط ان اللہ
غفور رحیم ط یعنی تحقیق وہ لوگ کہ پیٹھہ دی اونہون نے جہاد مین تم مین سے اور بھاگ گئے وہ جسدن
کہ ملین آپسمین سے دو جماعتین مومنین اور کفار کے واسطے لڑائی کے جنگ اُحد کے روز سوائے اسکے نہین
کہ ڈگا دیا تھا اونکو شیطان نے وسوسہ ڈالکر راہ حق سے اور موںھ اونکے دشمنون کے مقابلہ سے پھیر دیئے
بسبب شامت بعض اوس چیز کے کہ کسب کیا تھا اونہون نے کہ شیطان کے بہکانے سے طمع مال غنیمت
کی کرکے درہ سے باہر چلے گئے تھے۔ اور البتہ بتحقیق معاف کیا خدا نے اون سے اس بھاگنے کو اونکی توبہ
کرنیکی جہت سے خدا بخشنے والا بردبار ہے۔ تمّ عبارتہ من عینہ۔ نیز شیعہ کی معتبر تفسیر البہیہ مطبوعہ مطبع

معاف ہونا قصور بھاگنے اُحد کا

گلشن رشیدی لاہور کی جلد اول کے صفحہ ۴۷ امین جو تفسیر لوامع التنزیل کے حواشی پر طبع ہوئی ہے اسیطرح جیسا کہ عمدۃ البیان سے مذکور ہوا منقول ہے ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی۔ کاین راہ کہ تو میروی بکفرستان است ۔ اور تفسیر کبیر جلد ۳ کے صفحہ ۱۰۸ مین لکھا ہے کہ اللہ تعالی نے اُحُد والون کا بھاگنا شیطان کی طرف منسوب کر دیا۔ بقولہ انما استزلہم الشیطن یعنی سوا اسکے نہین کہ لغزش دی اونکو شیطان نے جیسا آدم علیہ السلام کا دانہ کھانا شیطان کیطرف منسوب کیا۔ بقولہ فازلہما الشیطن عنہا یعنی پس ڈگایا اونکو شیطان نے بہشت سے اور جیسا یوسف ع کے بھائیونکی خطا اوسکے جدا کرنے مین شیطان کیطرف منسوب کردی۔ بقولہ ان نزغ الشیطن بینی وبین اخوتی جو سورۃ یوسف مین موجود ہے۔ اور مرقاۃ شرح مشکوۃ مین سے تیسری آیت کے بیان مین گذرا ہے کہ ان العفو خارج من المعصیۃ یعنی جو چیز معاف ہوئی وہ عیب مین شمار کرنیسے باہر ہے۔ اب بخوف طوالت ہم اس مسئلہ کو زیادہ نہین چھیڑتے ۔ حضرات شیعہ کو کتب فریقین مین سے بخوبی جواب مل گیا ہے واللہ الہادی ؞

چوتھا باب اُن حدیثونکے بیان مین جو شیعہ نے صحابہ رض کے حق مین لکھی ہین

شیعہ نے منبع الانصاف کے صفحہ ۷۰ و ۸ مین بعد اون آیات کے جو تیسرے باب مین مذکور ہوئی ہین چند احادیث صحابہ علیہم الرضوان کے حق مین لکھین اور اپنے زعم باطل اور خیال فاسد مین اُن حدیثون سے معاذ اللہ اصحاب کی ضلالت ثابت کی ہے۔ اسلئے ہم اُن حدیثون کو مفصل لکھکر عوام کو شیعہ کی اس افترا پردازی سے مطلع کرتے ہین۔ تاکہ سب چھوٹون بڑون کو شیعہ کی صدق گوئی روشن ہوجاوے

پہلی حدیث مشکوۃ کے صفحہ ۳۱۲ مین منقول ہے۔ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال انکم ستحرصون علی الامارۃ وستکون ندامۃ یوم القیامۃ آہ رواہ البخاری۔ یعنی ابوہریرہ سے مروی ہے کہ رسولخدا صلعم نے فرمایا کہ نشتاب ہے کہ تم امارت کی حرص کروگے۔ اور عنقریب قیامت مین تمہین یہ حرص موجب ندامت ہوگی۔ شیعہ نے اسکا خطاب راجع بہ صحابہ خصوصاً ثلثہ کیطرف کیا اور کلمہ حق سے روگردانی کرنے مین شرم نہ کیا۔ حالانکہ سیدنا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عموماً امت مرحومہ کو آگاہی دی کہ امارت اور حکومت پر حرص کرنی موجب

پہلی حدیث کا بیان

پشیمانی ہے۔ قیامت مین اور یہہ اوسوقت فرمایا کہ حضرت ابی ذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الاتستعملنی فضرب بیدہ علی منکبہ ثم قال یا اباذر انک ضعیف وانہا امانۃ وانہا یوم القیمۃ ندامۃ۔ آہ جیسا کہ مشکوٰۃ کے صفحہ مذکور پر منقول ہے۔ یعنی کہا ابی ذر رضی اللہ عنہ نے یارسول اللہ کیا آپ مجھے عامل نہین کرتے۔ اور امارت نہین عطا فرماتے۔ تاکہ مین عدل کرون اور ثواب پاؤن۔ رسولخدا نے اوسکے مونڈھے پر ہاتھ مارا (یعنی کمال اشتیاق محبت مین) پھر فرمایا اے اباذر تو عاجز اور ناتوان ہی اور حکومت خدا کیطرف سے ایک امانت ہے۔ اوسکی خیانت کرنیسے قیامت مین سخت ندامت ہوگی۔ اوسکے بعد آنحضرت صلعم نے بطریق عموم لوگون کو ارشاد کیا۔ انکم ستحرصون علی الامارت الخ کما مرّ عن ابی ہریرۃ۔ یہان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ شبعہ علم حدیث مین بڑی مہارت رکھتا ہے۔ کاشکے اگر اسکو کچھہ بھی کتب احادیث مین سے کسی ادنی کتاب مین مطالعہ ہوتا تو اوسکی اشکال کا عقدہ اوسکی اپنی ہی لیاقت کھولدیتی دیکھو مشکوٰۃ مین ہی صفحہ مذکور پر وہی ابوہریرہ صاحب روایت کرتے ہین کہ رسولخدا صلی اللہ علیہ

سیاست بنی اسرائیل و خلافت خلفاء

وآلہ وسلم فرماتے ہین۔ کانت بنو اسرائیل تسوسہم الانبیاء کلما ہلک نبی خلفہ نبی وانہ لانبی بعدی وسیکون خلفاء قالوا فما تامرنا قال فوا ببیعۃ الاول فالاول اعطوہم حقہم متفق علیہ یعنی بنی اسرائیل باہم دیگر بدینوجہ سیاست اور سرداری کرتے تھے کہ جب ایک پیغمبر اون سے انتقال کرتا تھا تو اوسکی جگہہ دوسرا نبی قائم ہو جاتا تھا۔ اور میرے بعد کوئی نبی نہین ہوتا ہے کہ میرے پیچھے خلیفے میرے ہونگے صحابہ نے عرض کیا کہ آپ ہمین کیا فرماتے ہین سید عالم نے ارشاد کیا کہ وفا کرو بیعت خلیفہ اول پر۔ پھر خلیفہ ثانی پر پہلی کی مثل وفا کرو۔ یعنی ہر ایک خلیفہ کو پہلی کی مثل وفا کرنا اور اونکا حق ادا کرنا۔ اب بتاؤ کہ جنکی خلافت کی خبر مخبر صادق صلعم نے دی ہے وہ کون خلیفہ تھے۔ آنحضرت صلعم کی بعد اور یہہ پیشگوئی کس پر جاری ہوئی۔ وہ یہی چار خلیفہ تھے یا کوئی اور۔ دیکھی آپ اسکا جواب کیا دیونگے۔ واللہ الہادی۔

۲ دوسری حدیث کا بیان

دوسری حدیث۔ معترض نے اس حدیث کو بروایت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے الٹ پلٹ کر کے لکھا اور اصل مین یہہ حدیث باسناد صحیح یون ہی۔ دیکھو مشکوٰۃ مطبوعہ دہلی صفحہ ۴۵۳۔ بروایت متفق علیہ۔ عن حذیفۃ قال قلت یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انا کنا بشر فجاء نا اللہ بہذا الخیر

رسول خدا کا طریقہ چھوڑ دینے میں اہل سادات کا شرف سیادت میں سے خارج ہونا

فہل بعد ہذا الخیر من شر قال نعم قلت وہل بعد ذالک الشر من خیر قال نعم وفیہ دخن قلت وما دخنہ
قال قوم یستنون بغیر سنتی ویہدون بغیر ھدای قلت فہل بعد ذالک الخیر من شر قال نعم دعاۃ
علی ابواب جہنم قلت یارسول اللہ صفہم لنا قال ہم من جلدتنا (ای یزعمون انہم من ذریتنا)
ویتکلمون بالسنتنا قلت فما تامرنی ان ادرکنی ذالک قال تلزم جماعۃ المسلمین وامامہم قلت فان
لم یکن لہم جماعۃ ولا امام قال فاعتزل تلک الفرق کلہا ولوان تعض باصل شجرۃ حتی یدرکک الموت
وانت علی ذالک - یعنی کہا حذیفہ نے کہ مینے رسول خدا سے پوچھا کہ ہم ایک شر مین تھے - جس سے ہمین
پروردگار نے خیر دکھلائی - یعنی ضلالت سے ہدایت پر لایا - کیا اس خیر کے بعد پھر بھی شر ہوگی - آنحضرت
نے فرمایا ہان پھر مینے کہا کیا اوس شر کے بعد دوبارہ بھی خیر ہوگی کہ اسلام پھر رواج پائیگا - فرمایا ہان اور
اس خیر مین جو شر کے بعد آویگی - کدورت اور تاریکی ہوگی - مینے کہا کیا ہوگی کدورت - فرمایا ایک قوم
پیدا ہوگی جو میری سنت کی بغیر ایک اور راستہ پکڑیگی - اور میری راہ کی سوائے ایک اور راہ لوگون کو
بتائیگی (یعنی روافض وخوارج وغیرہ جنکی تشریح ہم انشاءاللہ آگے کرینگے) اور بلانے والے ہونگے دوزخ
کے دروازہ پر - یعنی گمراہی کیطرف - کہا مینے اونکا احوال ہمین فرمایئے کہ وہ کون ہونگے - فرمایا وہ ہماری
قوم مین سے یعنی دعوی ہماری ذریت اور اولاد کا کرینگے - اور ہماری زبان سے کلام کرینگے - یعنی ہمارا نام اور
حدیث زبان پر لائینگے اور دل سے یقین نہ کرینگے - مینے پوچھا کیا فرماتے ہین آپ اگر پاوے مجھے زمانہ فرمایا
رسول خدا نے کہ لازم پکڑ جماعت مسلمانون کو جو قرآن اور سنت پر ہون - یعنی اہل سنت کی طریقہ پر رہنا
مینے کہا اگر مسلمانون کے لئے جماعت متفقہ اور امام نہووے تب کیا کرون - فرمایا یکطرف اور برکنار
ہوجیو ان سب فرقون سے اگرچہ ہو یکطرف ہونا کاٹنے اور کہانے چھپل درختون کے ساتھہ یعنی گمراہ
فرقون سے بہر صورت کنارہ کشی کرنا اگرچہ تیرا گذارہ مشکل سے ہووے درختون کی جڑہ اور پتے کہانیکے
ساتھ جنگل مین اوسوقت تک کہ تجھے موت پاوے - اس حذیفہ کی روایت نے سب گمراہ کنندون کی خوب
خبر لی ہے - جس سے یہہ بھی ثابت ہوا کہ مدعی ذریت رسول ص عدم اطاعت خدا ورسول کے سبب سے شرف سیادت
سے خارج کر دیا جاتا ہے اور اسکی نظیر مین قول تعالی انہ لیس من اہلک انہ عمل غیر صالح مندرجہ سورۃ
ہود موجود ہے - اگرچہ مظاہر حق شرح مشکوۃ کی جلد چہارم وغیرہ مین اس آیت کی عمدہ تشریح لکھی ہے لیکن
شیعہ کے جواب مین اونکی ہی کتب سے دندان شکن مناسب ہے - پس دیکھو شیعہ کی تفسیر عمدۃ البیان مطبوعہ

مطبع یوسفی دہلوی جلد ا سورۃ ہود مین صفحہ ۶۰۷ پر ذیل آیت متذکرہ بالا حضرت امام رضاء سے
مروی ہے کہ کنعان حقیقت مین نوح ؑ کا بیٹا تہا۔ لیکن اوسنے خدا تعالی کی نافرمانی کی۔ خدا نے
اوسکی نفی اوسکے باپ سے کی کہ جسوقت دین کا مخالف ہوا تو اہل سے خارج ہے۔ ایسے ہی جو شخص کہ ہم
مین سے ہو اور خدا تعالی کی فرمانبرداری نہ کرے تو وہ ہم مین سے نہین ہوگا۔ یعنی جو شخص کہ سادات مین
سے ہو اور فرمانبرداری خدا تعالی کی نہ کرے اور ہماری طریق پر نہ ہو تو شرف سیادت کا اوسمین سے
جاتا رہتا ہے تم کلامہ ملخصاً من عینہ۔ شیعہ نے امام معصوم کی اس روایت کو من گھڑت بناکر اپنی نیک
نیتی سے عمدہ پیرایہ مین لکھا۔ ان قزلباشون کی عادت ہے کہ آئمہ مغفورین کے اقوال کیا۔ بلکہ قرآن
کی آیات تک بھی اپنے مدعا کے موافق بنانے مین فرق نہین کرتے۔ خیر عدم گنجایش کی سبب سے ہم زیادہ
اس مسئلہ کو یہان نہین چھیڑتے۔ دانشمندون کو اتنا ہی کافی ہے۔ واللہ ہو الہادی +

تیسری حدیث کا بیان

تیسری حدیث۔ عن ابی ذر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کیف انتم وآئمۃ من بعدی لیستاثرون بہذا الفئی قلت اما والذی بعثک بالحق اضع سیفی علی
عاتقی ثم اضرب بہ حتی القاک قال اولا ادلک علی خیر من ذالک تصبر حتی تلقانی رواہ ابو داؤد۔
یعنی رسول خدا صنے فرمایا کہ میری بعد آئمہ یعنی بادشاہ ظالم بھی ہونگے اوسوقت تم کیا کروگے سب
مجلس سے پہلے ابوذر نے کہا کہ واللہ مین اپنے مونڈھے پر تلوار رکھونگا۔ پہر اونکو مارونگا۔ یہان تک کہ
آپکی ملاقات کرون فرمایا مین تجھے اس سے بہتر صلاح دیتا ہون اور وہ یہہ ہے کہ صبر کرے تو تا وقتیکہ
میری ملاقات کرے تو یعنی اگر تو اوس زمانہ کو پاوے تو تیرا خاموش رہنا بہتر ہے کیونکہ تو اونکے مقابلہ
سے عاجز ہوگا۔ محققین نے کہا کہ ایسے سلاطین جور سے مراد یزید پلید اور عبید اللہ بن زیاد اور انکے
پیرو کار علیہم اللعنت تہے۔ جو اپنے زمانہ مین مال زکوٰۃ اور بیت المال کو اپنے لئے مخصوص کرنیکی خواہش
رکہتے تھے معترض کی تقریر کا خلاصہ یہ ہے کہ شیخ عبد الحق دہلوی نے ترجمہ مشکوۃ مین تصریح کی ہے کہ ابوذر
رضی اللہ عنہ کا انتقال عثمان کے زمانہ مین ہوا۔ پس آئمہ جور جو ابوذر کے عہد مین تھے وہ ثلثہ مین آ۔
فالعجب کل العجب شیعہ نے اپنے دعوے کے اثبات مین اس روایت کو تشریح کرنیسے کیا عمدہ حلیہ پہنایا جسمین
اوسکی لیاقت اور علمدانی کی خوب ہی قلعی کہلتی ہے۔ کاشکے اپنے یہ کیون نہ لکھا کہ شیخ صاحب نے فلان
جگہ تصریح کی ہے۔ سلمنا ابوذر کی وفات اگر حضرت عثمان کے زمانہ مین ہی ہوئی ہو تو کیا مضائقہ

ہوگا۔ حالانکہ آنحضرت ؐ کا صرف ایک ابوذر کو ہی خطاب کرنا محض آپکی یاوہ گوئی اور بدنسقی ہین داخل ہی۔ کیونکہ اِس حدیث مین کیف انتم جمع حاضرین کو خطاب ہے اگر ایک شخص مخاطب ہوتا توکیف انت ہوتا۔ انت اور انتم مین کتنا بڑا فرق ہی۔ اگر کچھ بھی علمی لیاقت ہوتی تو آپ سمجھتے افسوس رسولخداؐ تو عموماً ایک زمانہ کی آئمہ جور کی خبر دیوین اور آپ خوش فہمی سے اون سے خلفاء ثلاثہ سمجھ لین۔ واہ کیا فہم و فراست ہی۔ اب آپکو چاہئیے کہ اپنے دعوی کے ثبوت مین کوئی اور حدیث پیش کرین۔ جسمین آپکے قول کی تصدیق ہو اور ہمین یقین ہی کہ ایسی حدیث کتب صحاح مین سی تو آپکو کبھی نہ ملیگی جو آپکے دعوی کی مؤید ہو۔ ہان البتہ آپ افترا کرنے پر تو بڑی شجاعت دکھائینگے۔ مگر یاد رہے کہ ان روبہ بازیون سی کبھی آپ کامیاب نہین ہوسکینگے کیونکہ آپ استعارہ گھڑنے اور حیلہ سازیون سی جن اصحاب کی ضلالت ثابت کرتے ہین اونکی ہدایت اور صدق خلافت کی دلائل تو اِس کتاب مین چند جگہ آیات وحدیث سی مذکور ہوگئی ہین اگر کچھ بھی لیاقت کہتے ہو تو دیکھ لو۔ علاوہ اونکے ہمارے علماء کرام بارہا لکھ چکے ہین منجملہ اونکے دیکھو کتاب ہدایۃ الشیعہ مطبوعہ مطبع ہاشمی صفحہ ۹ مین الفصول الامامیہ سی جو اہل شیعہ کی اصح الکتب ہے لکھا ہے۔ عن ابی جعفر محمد بن علی الباقر علی آبائہ وعلیہ السلام انہ قال لجماعۃ فاحفوا فی ابی بکر وعمر وعثمان اما تخبرونی انتم من المہاجرین الذین اُخرجوا من دیارہم الی قولہ ہم الصّٰدقون قالوا الاقال فانتم من الذین تبوّؤ الدار و الایمان الی قولہ ہم المفلحون قالوا الا قال اما انتم فقد برأ تم ان تکونوا احد ھذین الفریقین وانا اشہد انکم لستم من قال اللہ والذین جاؤا من بعدھم یقولون ربنا اغفرلنا الی قولہ رؤف الرحیم۔ یعنی امام ابوجعفر محمد باقرؑ نے فرمایا اوس قوم کو جو خوض کیا تہا اونہون نے شان ابی بکر اور عمر اور عثمان مین کیا نہین تم مہاجرین مین سی جنکے حق مین آیت الذین اخرجوا من دیارہم آہ نازل ہوئی ہی کہا اونہون نے نہین فرمایا پہر تم اون لوگون مین سی ہو جنکے حق مین آیت والذین تبوّؤ الدار والایمان من قبلہم۔ نازل ہوئی یعنی انصار مین سے کہا اونہون نے نہین پہر فرمایا امام معصوم نے سو تم تو بری ہوئے اِس سے کہ ہو تم مہاجرین اور انصار سے اور مین گواہی دیتا ہون کہ بیشک تم نہین وہ لوگ جنکے حق مین اللہ تعالی فرماتا ہے۔ والذین جاؤا من بعدھم یقولون ربنا اغفرلنا الآیۃ۔ یعنی تابعین مین سی۔ اور یہہ معلومات مین سی ہے کہ حضرت امام محمد باقرؑ کے ہمزمان تابعین اور تبع تابعین مین سے تہے پس قوم مذکورہ نے مہاجرین اور انصار مین سی ہونیکی

خلفاء ثلاثہ کی طاعنون کو امام محمد باقرؑ کا تنبیہہ کرنا

نفی تو اپنی اصلیت پر کی اور امام ممدوح نے خلفاء ثلثہ کی گلہ کرنیکی وجہ سی بطور قسم تابعین مین سے بھی اونکی نفی کردی - اب اس روایت سی صحت ایمان کل صحابہ خصوصاً حضرات ثلثہ کی خوبی اور اونکی طاعنون کی برائی سب لوگون کو معلوم ہوگئی اور باقی اقوال آئمہ طاہرین بخوف طوالت ترک کر دیئے ہین - یہان اس شیعہ اور اسکے ہم مذہبون کو چشم کہولکر دیکھنا چاہیئے اور اگر شیعہ اسمین عذر تقیہ واہیہ پیش کرین تو ہم اس عذر کو بہی انشاءاللہ آخر رسالہ مین قطع کر دینگے - آؤ اب ہم حذیفہ رض کی اصح الروایت تمہین دکھلائین مشکوۃ باب الانذار صفحہ ۴۵۳ مین منقول ہی - عن النعمان بن بشیر عن حذیفۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تکون النبوۃ فیکم ماشاء اللہ ان تکون ثم یرفعہا اللہ تعالی ثم تکون خلافۃ علی منہاج النبوۃ ماشاء اللہ ان تکون ثم یرفعہا اللہ تعالی ثم تکون ملکاً عاضاً فیکون ماشاء اللہ ان یکون ثم یرفعہا اللہ تعالی ثم یکون ملکاً جبریۃ فیکون ماشاء اللہ ان یکون ثم یرفعہا اللہ تعالی ثم تکون خلافۃ علی منہاج نبوۃ ثم سکت قال حبیب فلما قام عمر ابن عبد العزیز کتبت الیہ بہذا الحدیث اذکرہ ایاہ وقلت ارجو ان تکون امیر المومنین بعد الملک العاض والجبریۃ فسر بہ واعجبہ یعنی عمر ابن عبد العزیز رواہ الاحمد والبیہقی - یعنے فرمایا رسولخدا صلعم نے باقی رہیگا نبوۃ کا وجود درمیان تمہارے یہان تک کہ اللہ تعالی چاہیگا پہر نبوت کی اوٹہائے جانے پر خلافت طریقہ نبوت پر ہوگی پہر اوسکے اوٹہائے جانے پر بادشاہت گزندہ ہوگی (چنانچہ ادسمین بعض بعض کو کاٹیگا اور وہ امیر معاویہ کا زمانہ ہی جسمین باہم سخت جدال ہوئے) پہر بادشاہت مذکور خداوند کریم کی مرضی سی اوٹہائے جانے کے بعد حکومت اور پادشاہت ظلم اور تکبر کی ہوگی آہ اور وہ یزید پلید علیہ اللعنت کا زمانہ ہی جسکی تشریح کی ضرورت نہین - بسواب ہمارے بالغ النظر ذی علم ناظرین پر شیعہ کی بہتانات اور مصنوعی خیالات بخوبی واضح ہوگئے -

خلافت صحیحہ و پادشاہت گزندہ و پادشاہت ظلم

قصیدہ

پیارے یار شیعہ کی لیاقت کو بہلا کہیئے — مناسب اسکو خوش فہمی سی ہر دم مرحبا کہیئے
مہارت کذب مین کتنا ہی بڑا اہل شیعہ سے — قیاسی چہانٹنی منطق مین سب کا پیشوا کہیئے
نہین ہی حیلہ گر آتا ہمارے فکر مین ایسا — اگر چہ ہو تعصب مین تو سب مین سی بڑا کہیئے
ضلالت کیطرف لیجاتا ہی بس گر بہ بازی سے — جہالت مین بھی بیشک آشکارا بر ملا کہیئے

اگر بدگوئی سے اپنا دہن سیتا تو بہتر تھا	نہین لائق سخن جھوٹھا طریق آلِ عبا کہیۓ
جو اپنی گندہ مغزی سے کہی نافہ کو بدبوئی	پڑا ہے گندگی مین خود او سے بانی خطا کہیۓ
کجا معلوم شہد و زہر صفراوی طبیعت ہین	زبان اپنی بنا خلفا کو پہر اہلِ جفا کہیۓ
اجی صنا اگر سمجھو تو دنیا پر نہین رہنا	مناسب ہے خدا کا خوف حق بہر خدا کہیۓ
بجز حق اور کچھہ کونین مین نہین کام آویگا	وہی کام آئیگا واعظ جو با صدق و صفا کہیۓ

پانچوان باب تعریف اہل بیت مین

اس باب مین دو فصل ہین

پہلا فصل اہلبیت کی شناخت مین

آیت تطہیر

پارۂ ومن یقنت - رکوع ا - اِنَّمَا یریداللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیراً - سوائی اسکے نہین کہ ارادہ کرتا ہے اللہ تعالی کہ دور کرے تم سے پلیدی - اے اس گھر والو اور پاک کرے تمہین خوب پاک کرنا شیعہ نے منبع الانصاف کے صفحہ ۵ پر اپنی نہایت دیانتداری سے لکھا ہے کہ اہل بیت محمد و علی و فاطمہ اور حسنین علیہم السلام ہین فقط یعنی دوازدہ امام اگر کوئی صاحب اسمین اعتراض کرے کہ اہل بیت محمد مین ازواج و خلفاء ثلثہ بھی داخل ہین - ہم جواب دینگے کہ نہین ہین - اگر کسیکو شک ہے تو تفسیر معالم تنزیل - تفسیر درمنثور تفسیر نیشاپوری - تفسیر زاہدی - تفسیر مدارک نسفی تفسیر بیضاوی - تفسیر ثعلبی - تفسیر کبیر امام فخر رازی تفسیر حافظ بن موسی شیرازی تفسیر کشاف - تفسیر حسینی - اور باقی کتب صحاح مین یعنی ابی داؤد اور صحیح بخاری کی جزو چہارم مین بی بی عائشہ رض سے روایت ہے اور نیز صحیح مسلم وغیرہ مین الخ - یہان تک لعینہ شیعہ کی عبارت ہے سو دیکھو اب ہم کہان تک اس کوتہ اندیش مذہب کے مفاسد لکھین - اس نالائق فرقہ کا دستور ہے کہ کذب کو بعوض زر کثیر بھی خرید کر اپنی بیت سینہ مین بڑی شوق سے بٹھائینگے - دروغ گوئی سے نہ تو حق تعالی کا خوف کرتے ہین اور نہ رسول خدا ص سے شرماتے ہین حالانکہ انھین کی کتاب تحفہ احمدیہ

مطبوعہ مطبع بستان مرتضوی کے جلد ا باب ا مین لکھا ہے کہ جھوٹ بولنا گناہان کبیرہ سے ہے -

اور جھوٹ بولنا غیر مزاح و خوش طبعی و ہزل مین سب حرام ہین - اور حرمت کذب مین آیات و

احادیث بکثرت وارد ہین - انتہی من عینہ - آور یہہ مدعی مؤدت اہلبیت - عترت کی محبت مین غرقاب کیا ہوا کہ ایمان سی بھی جاتا رہا - آپ جانتے ہین کہ ایسی بہتان بندی سے بجز زوال ایمان کے اور کیا حاصل ہوتا ہے ؟ اگر کتب تفاسیر و احادیث مذکورہ بالا مین سی اپنی دعوی کو ثابت کردیوی تو شیعہ ہے ورنہ شنیعہ - آب مین موجودہ کتب مذکورہ مین سی علیحدہ علیحدہ عبارات و روایات اہل بیت کی تعریف مین بیان کرتا ہون اور مشت نمونہ خروارے غیر موجودہ سے بھی شیعہ کی صدق گوئی روشن ہو جائیگی - شیعہ کی مستند کتب مین سی تفسیر معالم التنزیل مطبوعہ مطبع حیدری بمبئی جلد ۳ کے صفحہ ۱۶۷ پر آیت تطہیر کے ذیل مین لکھا ہی - واراد باہل البیت نساء النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم لان ہن فی بیتہ وہو روایۃ سعید بن جبیر عن ابن عباس رضی اللہ عنہم یعنی حق تعالی نے اہلبیت مین سے رسولخدا ؐ کی بی بیون کا ارادہ کیا ہے کیونکہ وہی اونکے گہر مین ہین - اور حضرت سعید نی جو ایک معتمد علیہ راوی ہین حضرت ابن عباس سی اسیطرح نقل کیا - وعن ام سلمۃ رضی اللہ عنہا قالت فی بیتی نزلت انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت الآیۃ قالت فارسل رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم الی فاطمۃ وعلی والحسن والحسین فقال ہؤلآء اہلبیتی قالت فقلت یارسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اما انا من اہل البیت قال نعم تم الکلام من معالم التنزیل ملخصاً من عینہ - یعنی حضرت بیوی ام سلمہ رض زوجہ مخبر صادق صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرماتے ہین کہ میرے گہر مین آیت تطہیر نازل ہوئی پہر آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام نے حضرت علی و فاطمہ و حسنین علیہم الرضوان کو اپنی حضور مین طلب کرکے ارشاد کیا کہ یہ میری اہل بیت ہین تب مینی گذارش کی یعنی بطریق استفہام پوچھا کہ کیا مین اہلبیت مین سے ہون آنحضرت ؐ نی فرمایا ہان - تسواب شیعہ کو چاہئیے کہ اس عبارت کو دیکھکر چھنی مین پانی ڈالکر ڈوب مری - اور آیندہ کج روی سی باز آوی اور تفسیر دُرِّ منثور و نیشاپوری اور زاہدی مین جو اہل سنت کے نزدیک چندان معتبر بھی نہین ہین - اگر اونہون نی کسی لغت مین بحوالہ غیر کتاب کے کچہہ کہدیا ہو گا کہ فلان کتاب مین یہہ لفظ بدین معنی آیا ہے - تو ایسی خیالات پر اپنا دعوے ثابت کرنا محض شیعہ کی خوش فہمی ہے - بہلا آپ اگر ان تفاسیر مین ہمین روبرو ہو کر دیکھا دین تو تب آپکا صدق اور کذب بر سر اجلاس ہویدا ہو ورنہ ہم نقارہ کی چوٹ پر کہتی ہین کہ آپنی دُرِّ منثور وغیرہ دیکھی بھی نہین ہین - اور تفسیر ثعلبی کی بارہ مین آپکو خصوصاً اور شیعون کو عموماً یہہ جان لینا چاہیے کہ تفسیر ثعلبی بھی ہرگز اہل سنت کے نزدیک

آغاز عبارات کتب مستند شیعہ بہ تعریف اہلبیت

آیت تطہیر ازواج کے گہر مین نازل ہوئی

معتبر نہین کیونکہ اوسکی روایات اکثر روافض سے منقول ہین۔ پس کتب مخالفین سے اہل سنت حجت لانا محض فضول ہی۔ اول تو اس تفسیر مین سنی شیعہ کا خوابی خیال پایہ ثبوت کو پہونچنا ہی مشکل ہی۔ اور تسلیما اگر ہو بھی تو پہر شغال برادر سگ۔ زردسی ہمپر کیا اعتراض ہوسکتا ہے۔ اسیطرح تفسیر کشاف قاضی جاراللہ معتزلی کی مشہور کتاب ہے۔ مگر تاہم تفسیر کشاف مطبوعہ مطبع مصری جلد ۲ کے صفحہ ۲۱۲ پر منقول ہے۔ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت آہ وفی ہذا دلیل بیّن علی ان نسآء النبی صلعم من اہل بیتہ یعنی اس آیت مین دلیل قوی ہے کہ رسولخدا ص کے ازواج مطہرات اونکی اہلبیت ہین۔ اور معترض جو صریح عبارت کو اولٹا کر لکھتا ہی معلوم نہین کہ اسکو زوال ایمان کا بہی کچہہ خوف ہے یا نہین۔ اور تفسیر مدارک نسفی جسکا وہ حوالہ دیتا ہی اوسکی جلد ۲ سورۃ احزاب مین ذیل آیت تطہیر بعینہ یہہ مسطور ہی۔ الآیۃ دلیل علی ان نسآءہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من اہل بیتہ وقال عنکم لانہ اُرید الرجال والنسآء من آلہ انتہی۔ یعنی یہ آیت اسپر دلیل ہے کہ رسولخدا ص کے ازواج اونکے اہلبیت مین سے ہین۔ اور حق سبحانہ وتعالی نے عنکم فرمایا اس ضمیر مذکر مین اہل بیت کے مردون اور بی بیونکا ارادہ کیا گیا ہے۔ اور تفسیر بیضاوی کی جلد ۲ مین آیت تطہیر کی تفسیر مین بعبارت طویل لکہا ہے جسکا خلاصہ یہ ہی۔ وتخصیص اہل الشیعۃ ان اہل البیت علی وفاطمۃ وابناہما وہذا التخصیص بہم لا یناسب ماقبل الآیۃ ومابعدہا والحدیث یقتضی انہم اہل البیت لا انہ لیس غیرہم انتہی ملخصاً من عینہ۔ یعنی اہل تشیع مخصوص کرتے ہین کہ صرف آل عبا ہی اہلبیت ہین اور یہہ تخصیص کہ یہی چار اُن حضرت ص کے اہلبیت ہین۔ ماقبل ومابعد آیت کے مناسب نہین کیونکہ آیت تطہیر کے ماقبل اور مابعد ازواج مطہرات کا ذکر ہے۔ پس درمیانہ جملہ مین سے بی بیونکا نکال دینا قواعد کے برخلاف ہے اور حدیث مروی عائشہ رضی اللہ عنہا وغیرہ کا یہ مقتضی ہی کہ یہ چار بزرگوار بھی اہلبیت ہین نہ یہ کہ غیر انکا اور کوئی اہلبیت نہ ہو۔ دیکہو صاحب تفسیر بیضاوی تو شیعہ کے قول کی تردید کرے۔ اور یہہ شیعہ ؎ برعکس نہہند نام زنگی کافور۔ اس تردید سے اپنا دعوی ثابت کرے۔ سبحان اللہ یہ کیسی اُلٹی سمجہہ ہی جو بالکل مضحکۂ طفلان بکتب ہی۔ اور تفسیر کبیر مطبوعہ مطبع عامرہ مصری کے جلد ۶ مین صفحہ ۷۸۳ پر آیت تطہیر کے ذیل مین لکہا ہے۔ اِنّ اللہ تعالی ترک خطاب المؤنثات وخاطب بخطاب المذکرین بقولہ لیذہب عنکم الرجس لیدخل فیہ نسآء اہلبیتہ ورجالہم واختلف الاقوال فی اہل البیت والاولی ان یقال ہم اولادہ وازواجہ والحسن والحسین منہم وعلی منہم لانہ کان من اہلبیتہ

بسبب معاشرتہ بنت النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام وملازمتہ للنبی صلعم - یعنی اللہ تعالیٰ نے اس درمیانہ جملہ مین خطاب مستورات کو ترک کردیا اور بقولہ منکم بخطاب مذکرین مخاطب کیا تاکہ اہلبیت کی مستورات اور مرد سب اسمین داخل ہوجائین - اور اہلبیت مین مختلف الاقوال ہین - اولیٰ یہ ہی کہ حضور علیہ السلام کی اہلبیت اونکی اولاد شریف اور ازواج مطہرات ہین آہ - اب معترض کو بنظر انصاف دیکھنا چاہیئے کہ اوسکی کتب مستند مین سے کوئی ایسی کتاب نہین جو اوسکے قول کی مؤید ہو - البتہ تفسیر حسینی کے مفسر نے چند روایات صحیحہ کے بعد لکھا ہے - کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا زوجہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتی ہین - کہ آنحضرت صلعم نے میرے گھر مین طعام کھاکر حضرت سیدہ زہرا و حضرت مرتضیٰ و حضرات حسنین علیہم السلام کو چادر مبارک کے نیچے کرکے انکے لئے دعا مانگی تو آیت تطہیر نازل ہوئی انتہی ملخصاً من الحسینی - اس روایت سے معترض نے نہایت ہی شور مچایا باوجودیکہ یہ روایت باقی تفاسیر و احادیث کی کتب سے بالکل مخالف ہی - پس تفاسیر مین سے تو تفسیر معالم التنزیل کی روایت مرقومہ بالا پر سب تفاسیر کا قیاس کرلینا چاہیئے اور کتب احادیث مین سے سنن ترمذی مطبوعہ مطبع مجتبائی جلد ۲ کی صفحہ ۱۶۹ مین ابواب التفسیر کو دیکھو جسمین باسناد مروی ہے - عن عمر ابن ابی سلمتہ ربیب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لما نزلت ھذہ الآیتہ علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اہل البیت الآیتہ فی بیت ام سلمتہ رض فدعا فاطمتہ وحسناً وحسیناً وعلیٌ خلف ظہرہ فجللھم بکساء ثم قال اللھم ھؤلاء اہل بیتی فاذھب عنھم الرجس وطہرھم تطہیراً الیٰ آخرہ من عینہ - یعنی عمر ابن ابی سلمہ رض جو ایک معتمد علیہ صحابی ہے اور سید الکونین علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ربیب ہے روایت کرتا ہے کہ بی بی ام سلمہ رض کے گھر مین آنحضرت صلعم پر آیت تطہیر نازل ہوئی اور بعد از نزول حضرت ع نے ان چار شرفاء کو چادر شریف کے نیچے کیا اور انکے لئے دعا مانگی - اب ہر خاص و عام پر واضح ہوگیا کہ آیت تطہیر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے گھر مین پہلی نازل ہوئی اور ان چار معصومین کو رسول ع نے اوسکے نزول کے بعد چادر شریف کے نیچے کرکے اونکے لئے دعا کی - پس ثابت ہوا کہ یہ آیت ازواج کے حق مین ہے خصوصاً اور اولاد کے حق مین ہے عموماً ورنہ نص جلی کی صراحت کے بعد آنحضرت ع کو انکے لئے دعا کی کیا حاجت تھی فافہم ولا تکن من الغافلین - اب تفسیر حسینی اور اور کتب کی روایات کی کیفیت

استدلال شیعہ بتفسیر حسینی اور اسکا جواب

بھی جملہ ناظرین پر روشن ہوگئی اور معترض کا دعوی لغو ہوا۔ اوسکے کاذب مدعا پر مرحبا کہنا چاہیئے اور معترض جو صحیح بخاری کی جزو چہارم کا حوالہ دیتا ہے مین کہتا ہون کہ صحیح بخاری کی جزو چہارم کیا بلکہ تمام بخاری مین ایسی کوئی حدیث عالیشہ رضؓ سے مروی نہین کہ جسنے اہلبیت کا اطلاق آل عبا پر ہی منحصر ہووے یہ محض معترض کی یاوہ گوئی اور بیہودہ سرائی ہے جو بحوالہ صحیح بخاری ازواج مطہرات کو جو پہلے درجہ کی اہلبیت مین اہلبیت ہونیسے خارج کرتا ہے۔ دیکھو صحیح بخاری مطبوعہ مطبع احمدی جلد ۲ کی کتاب التفسیر مین صفحہ ۷۰۶ پر مروی ہے۔ حدثنا ابو معمر قال حدثنا عبد الوارث عن عبد العزیز عن صہیب عن انس بن مالک قال بنی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بزینب بنت جحش آہ۔ یعنی رسول صلعم نے حضرت زینب سے عقد کیا۔ اور طعام وگوشت پکایا جسکو طعام ولیمہ کہتے ہین اور طعام کھلانے کے لئے مجھے لوگونکی طرف بھیجا۔ پس میرے بلانے سے سب جمع ہوئے اور نوبت بنوبت کھاکر چلے گئے۔ حتی کہ چند آدمی گھر مین رہے۔ اور سید الکونین وہان سے نکلکر حضرت عالیشہ صدیقہ کے بیت شرف مین تشریف لائے۔ فقال السلام علیکم اہل البیت فقالت وعلیک السلام ورحمت اللہ کیف وجدت اہلک ترید زینب بارک اللہ لک فتقری حجر نساءہ کلھن لقول لھن السلام علیکم اہل البیت الحدیث ملخصاً ومختصراً من عینہ۔ یعنی پس حضرت ام المومنین عالیشہ کے گھر مین قدم رنجہ فرماکر ارشاد کیا کہ سلام ہو تمپر اے اہلبیت اور عالیشہ رضؓ نے بجواب سلام حضرت زینب کے نکاح جدید کی آنحضرت صلعم کو مبارکباد دی۔ پھر رسول صلعم زینب کی خوشی سے سب بی بیون کے گھرون مین رونق افروز ہوئے اور اونکو فرماتے تھے سلام ہو تمپر اے اہلبیت۔ اب صحیح بخاری کے حوالہ سے صحیح ابی داؤد کی حقیقت بھی ظاہر ہوگئی۔ اور معترض نے صحیح مسلم کی ظاہر تو کوئی عبارت نہین لکھی اور نہ کسی راوی کا نام لکھا کہ فلان راوی کی روایت سے ازواج کو اہلبیت نہین کہا جاتا۔ الا صحیح مسلم کا نام لکھنے سے ہمین معلوم ہوتا ہے کہ فقرات مندرجہ صحیح مسلم جو زید بن ارقم سے مروی ہین۔ غالباً معترض کا اون سے استدلال ہوگا اور اس استدلال سے صرف فاضلان اہل سنت وجماعت کو اونکے اس دعوے پر کہ ازواج مطہرات بھی اہلبیت مین سے ہین الزام دینے کا ارادہ ہوگا (کیونکہ معترض ایک شیعی المذہب ہے) مگر ان فقرات مندرجہ صحیح مسلم سے اپنا دعوی ازواج مطہرات کا اہلبیت سے نہ ہونا ہرگز ثابت نہین کرسکتا۔ اسلئے کہ اسکے رواۃ

لکھ تو ولیمہ طعام ولیمہ کو یعنی طعام شادی کو بغیر اڈلی اور اس صحیح روایت سی یہ بھی

ذکر طعام ولیمہ اور آنحضرت صلعم کا ازواج کو اہلبیت کہنا

ثابت ہوگیا کہ شادی مین اپنی استطاعت کے موافق طعام پکانا اور اوسمین اقربا وہمسایون کو جمع کرنا اور بافرت کہلانا انبیاء علیہم السلام کے طریقہ مسنون

استدلال شیعہ بہ صحیح مسلم اور اسکا جواب

یہ بات ہے ۱۲ واعظ عفی عنہ

غیر آئمہ معصومین کے ہین جنکی روایت شیعہ کے ہان قابل اعتبار نہین ہی۔ پھر اہل سنت کو الزام دینا اوسوقت صحیح ہوسکتا ہے کہ جب سائل اُن قواعد سے جو اصول حدیث اہل سنت مین درج ہین ثابت کرے کہ فقرات مندرجہ صحیح مسلم جو زید بن ارقم سے مروی ہین۔ اہل سنت پر اونکی فلان فلان قاعدے کے سبب سے واجب التسلیم تھے جو اونہون نے نہین کئے۔ تب الزام عائد ہوسکتا مصنف مذکور نے اِس الزام کی صحت کا کوئی اہتمام نہین کیا۔ اور کسی موجہ دلیل سے ثابت نہین کیا کہ کیون اہل سنت اُن فقرات پر عمل نہین کرتے قواعد علم الخلاف وعلم الجدل کے رو سے فرض تھا کہ پہلے وہ قواعد مسلّمہ اہل سنّت پیش کئے جاتے جنپر اس الزام کی بنا تھی تا کہ وہ فقرات الزاماً تحریر مین آتے۔ پس جب ایسا نہین ہے تو قاعدہ کے رو سے وہ ہمسے کوئی جواب لینے کا مستحق نہین ہی۔ الا تبرعاً واستحساناً عرض کیا جاتا ہے کہ فقرات مندرجہ صحیح مسلم ایک صحابی غیر مجتھد کی رائے ہے کیونکہ زید بن ارقم دوسرون کے سوال پر جواب دیکر ازواج مطہرات کی نفی اہلبیت مین سے کرنیکی وجہ بیان کرتا ہے کہ حضرت ع کے ازواج اس لئے اونکی اہلبیت نہین ہین کہ مرد کے ساتھ ایک مدت تک عورت رہتی ہے پھر مرد اوسکو طلاق دیتا ہے اور وہ اپنی قوم مین لاحق ہو جاتی ہے۔ سو واضح ہے کہ زید بن ارقم کا ازواج مطہرات کو اہلبیت سے باہر رکھنا اس بنا پر نہین ہے کہ اوسنے حضرت ع سے یہہ بات سُنی تھی بلکہ اوسنے اپنے قیاس سے جسکو اوسنے پیش بھی کردیا یہہ امر سمجھا تھا پس اب یہہ ایک صحابی غیر مجتھد کی رائے ثابت ہوئی جسکا خلاف بھی کیا گیا جیسا کہ اوپر کی تحریرات سے ثابت ہے۔ اور اکثر مفسرین ومحدثین کا یہی مذہب ہے۔ اب یہ بات ٹھری کہ کیا غیر مجتہد صحابی کا قیاسی مسئلہ جسکا خلاف بھی صحابہ مین کیا گیا ہو۔ اہل سنت کے قواعد مین واجب التقلید ہوتا ہے یا نہین۔ سو اسکا فیصلہ کتب اصول حدیث اہل سنت کے دیکھنے سے ہو جاتا ہے۔ یعنی اس طور پر کہ اگر صحابہ کرام مین سے ایک مجتہد صحابی ایک قول پیش کرے اور باقی تمام صحابہ اوسکی تسلیم مین آجائین تو یہہ اجماع صحابہ بالاجماع واجب التقلید ہے۔ اور اگر مجتہدین صحابہ مین سے ایک نے اجتہاداً ایک قول پیش کیا اور اوسپر صحابہ کا اجماع نہین ہوا۔ بلکہ اختلاف کی صورت پیدا ہوئی جیسے ہزارون مسائل مین ہوئی ہے مثلاً جدمع الاخوۃ کا مسئلہ اور ردالمال علی اہل الفرائض کا مسئلہ وغیرہ وغیرہ تو اس صورت مین کسی صحابی کی رائے واجب التقلید نہین ہے۔ تمام اہل سنت وجماعت کا اسپر اتفاق ہے۔ بلکہ اس

صورت مین جو قول مجتہدین اہل سنت کو اوفق بکتاب اللہ و سنت الرسول ؑ معلوم ہوگا وہ اسپر عمل کرینگے اور یہہ بھی نہ اس وجہ سے کہ صحابی مجتہد کا قول ہے بلکہ اس وجہ سے کہ کتاب اللہ یا سنت الرسول کا مسئلہ ہی۔ اور اگر ایک مجتہد صحابی کا قول ہمین ملا ہی اور معلوم نہین ہوتا کہ دوسرے صحابہ اس قول کو تسلیم کرتے ہین یا نہین اور کتاب اللہ یا سنت الرسول ؑ مین اوسکے برخلاف یا اوسکے موافق کوئی دلیل نہین ملتی ہے تو اس قول کی تقلید کرنے مین قدرے اختلاف ہے۔ اگر یہہ قول اجتہادی ہی یعنے اس مسئلہ مین قیاس کو دخل ہے تو بجز ابو سعید بردعی کے تمام اہل سنت اسکو غیر واجب التقلید سمجھتی ہین۔ اور اگر قیاس کو اسمین دخل نہین ہی تو کرخی بھی ابو سعید مذکور کے ساتھ ہے۔ دیکھو التوضیح والتلویح کے صفحہ ۲۳۷ پر لکھا ہے

تقلید الصحابۃ رضی اللہ عنہم یجب فیما شاع فسکتوا المسلمین ولا یجب اجماعاً فیما ثبت الخلاف بینہم واختلف فی غیرہما وہو مالم یعلم اتفاقہم ولا اختلافہم۔ وعند ابی سعید البردعی رح یجب وعند الکرخی یجب فیما لا یدرک بالقیاس۔ علامہ تلویح صفحہ مذکورہ پر اسکی تشریح کرتا ہے۔ (قولہ واختلف فی غیرہما۔ محل الخلاف قول الصحابی المجتہد ہل یکون حجۃ علی مجتہد غیر صحابی ولم یظہر لہ دلیل من کتاب او سنۃ۔ پس یہہ ثابت ہوا کہ اگر زید بن ارقم صحابی مجتہد بھی ہوتے اور دوسرے صحابہ کا ان سے اس مسئلہ مین مخالف ہونا ہمین معلوم بھی نہ ہوتا۔ اور انکا یہ قول کہ ازواج مطہرات اہلبیت نہین ہین صرف اپنی عقلی دلیل مذکورہ بالا پر مبنی بھی نہوتا بلکہ سماع من الرسول ؑ پر مبنی ہوتا اور انکا یہہ قول کتاب اللہ کی صریح منطوق انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت الخ کے برخلاف بھی نہوتا۔ اور انھین سے دوسرا فقرہ نساءہ من اہلبیتہ۔ یعنی حضرت ؑ کے ازواج اونکی اہلبیت ہین۔ اسی صحیح مسلم مین بروایت ابو حیان مروی بھی نہ ہوتا تب بھی اہل سنت مین سے صرف ابو سعید بردعی رح پر الزام عاید ہوسکتا تھا۔ الّا جبکہ زید بن ارقم مجتہد بھی نہین ہین۔ اور دوسرے صحابہ ازواج کے اہلبیت ہونیکے قائل بھی ہین اور زید رضہ کا یہہ فرمانا صرف عقلی استخراج پر ہی مبنی بھی ہے۔ اور کتاب اللہ انکی اس قول کے برخلاف ازواج مطہرات ہی کو خطاب کرکے اہل البیت فرما رہا ہے۔ اور رسولخدا ؐ سے بھی مرفوع حدیث بالا مین ازواج کو اہل البیت کہنا گذر چکا ہی اور اسی صحیح مسلم مین اسی زید کا دوسرا فقرہ ازواج کو داخل کررہا ہے۔ تو پھر کیون منبع الانصاف

استدلال شیعہ بآیت مباہلہ ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم اور اسکا جواب

کا مصنف آنکھیں بند کرکے ان فقرات سے اہل سنت پر الزام دہرتا ہے۔ اور حضرات شیعہ امامیہ آیت مباہلہ یعنی فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم سے یون استدلال کرتے ہین کہ لفظ انفسنا حضرت مولانا علی رضہ پر شامل ہے۔ اور یہ شمول اونکے افضل من بعد الرسول ہونیکی دلیل ہے۔ اور یہہ اونکی خلافت بلا فصل پر شاہد ہے۔ پہر یہہ کہ ابناءنا ونساءنا سے مراد صرف حسنین ع اور فاطمہ علیہما السلام ہین۔ پس وہی اہلبیت ہین۔ فقط

ہم اسکے جواب مین لعبارۃ لبسط البسیط لکہتے ہین اور شیعہ کے اس ڈہکوسلے کا جواب دیتے ہین کہ سلمنا لفظ انفسنا مین حضرت امیر ع شامل ہین۔ پر اس شمول مین امیر ع کی جملہ صحابہ سے افضل من بعد الرسول ہونیکی کوئی دلیل نہین ہے۔ تحقیق یہ ہے کہ انفس جمع کا کلمہ ہے۔ اور نا متکلم مع الغیر کے لئے ہے۔ پس مرکب اضافی مین چند احتمال ہین (۱) نا کا کلمہ تثنیہ کے لئے ہو اور حضرت ع نے تکلم کے وقت حضرت علی رضہ کو بہی تکلم مین اپنے ساتھ شامل کرلیا ہو اور انفس سے مراد بہی ہردو نفس ہو اور جمع کا کلمہ بنا بر قاعدہ متعارفہ ہو۔ جیسا کہ وقد صغت قلوبکما مین۔ اور علوم عربیۃ مین اسکی تصریح ہے کہ تثنیہ اور جمع تکریر لفظ کے حکم مین ہوتا ہے۔ پس انفسنا کا معنی اس وجہ سے نفس محمد ص ونفس علی ٹہرا۔ اب نفس محمد ص کے تحت مین نفس علی شامل نہ ہوا اور شیعہ کے استدلال کی بنیاد گر گئی۔ یہان شیعہ کو مرحبا کہنا چاہئے۔ (۲) نا سے مراد جمع ہو اس بنا پر کہ رسول ع نے تکلم کی حالت مین اپنے ساتھ حضرت مولا مرتضی اور بضعۂ خود حضرت زہرا علیہما السلام کو شامل کرلیا ہو اور انفس بہی جمع کا معنے ادا کرے۔ اور مراد نفس محمد ص اور نفس علی اور نفس بضعۃ الرسول ع رکہا جاوے اور جب جمع کا جمع سے مقابلہ کیا جاوے تو بنا بر قاعدہ اصول عربیۃ انقسام آحاد بر آحاد لازم آئیگا۔ اور معنی یہ ہوگا ندع نفس محمد ونفس علی ونفس فاطمۃ علیہم السلام۔ دیکہو اہل تشیع کا جید مجتہد رضی شرح کافیہ کے باب الجمع مین لکہتا ہے جسکی صریح عبارت کا یہ مضمون ہے کہ جمع اور تثنیہ اصل مین الفاظ متکررہ کی حکم مین ہین۔ صرف اختصار لفظی کی رعایت سے چند الفاظ کو سمیٹ کر ایک لفظ مین دیا جاتا ہے اور معنی وہی تکرار کا ادا کرتا ہے۔ پس حضرت ع کے لئے نفس کا لفظ علیحدہ قرار پایا اور حضرت علی ع کے لئے جدا۔ اور حضرت سیدہ زہرا ع کے لئے الگ.

(۳) انفس سے مراد تثنیہ ہو اور نا متکلم مع الغیر کا کلمہ واحد متکلم مین مستعمل ہو جیسے کہ متکلم واحد ین

بنابر تعظیم نا کا استعمال کرنا عرب کا عام محاورہ ہے۔ پس اَنْفُسَ سے مراد نفس محمدؐ اور نفس علی ہوگا۔ کیونکہ اس تقدیر پر انفس اصل مین نفس نفس کے حکم مین ہی۔ پس نفس محمدؐ اور نفس علی ضمیر نا کیطرف مضاف ہونگے جو حضرت محمدؐ سے عبارت ہے۔ پس یہان صرف نفس علی کی حضرتؑ کی طرف اضافت پیدا ہوئی اور مضاف ہمیشہ مضاف الیہ سے معنے اور لفظ مین مغائر ہوا کرتا ہی پس یہان سے صرف تغائر نا بین نفس علی و نفس محمدؐ ثابت ہوا (۴) اَنْفُسَ سے مراد جمع اور نا سے صرف حضرتؑ ہون۔ پس لفظ انفس اصل مین نفس۔ نفس۔ نفس۔ کے حکم مین ہوکر محمدؐ اور علی اور فاطمہ علیہم السلام سے مراد ٹھہرا۔ پس یہان پر بھی نفس علی اور نفس فاطمہ علیہم السلام کی اضافت رسولخداؐ کیطرف قرار پائی اور اضافت صرف ادنی مناسبت پر بھی ہوسکتی ہے۔ پیر اتحاد کیسا۔ (۵) اَنْفُسَ اور نا ہر دو مجازاً واحد متکلم مین مستعمل ہون اور معنے نفسی کا ادا کرین۔ اور نفسی سے مراد حضرت محمدؐ اور مولانا علیؑ ہون۔ اور واحد متکلم کا کلمہ تثنیہ مین مستعمل ہو۔ یہ احتمال من حیث اللفظ والمعنی بہت بعید ہی۔ کیونکہ مجاز در مجاز ہے۔ اوّل یہ کہ جمع کا استعمال واحد مین بھی مجاز ہے۔ دوم یہ کہ واحد معین یعنی نفس محمدؐ تثنیہ مین یعنی نفس محمد اور نفس علی علیہما السلام مین مستعمل ہے۔ پس یہ مجاز در مجاز اگر اختیار کرلیا جائے تو شیعہ کی کم علمی شاید یہ سفارش کریگی کہ جب نفس محمدؐ سے امیرؑ بھی مراد لئے گئے ہین تو امیرؑ بھی نفس محمد ہین۔ اور نفس محمد تمام صحابہ سے افضل ہین۔ پس امیرؑ بھی تمام صحابہ سے افضل ہین۔ الّا یہ کسی وجہ سے اتحاد پر دال نہین ہی۔ نفس محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نفس علی علیہ الرضوان مراد رکھنا استعارہ کے طور پر ہے اور استعارہ مین کسی وصف کا اتحاد ضروری ہے اور ہم مانتے ہین کہ نبیؑ اور امیرؑ مین کئی اوصاف مشترک ہین۔ جیسے ایک نسب یعنی ایک جد کی اولاد ہونا۔ اور اسلام مین اعلی مراتب سے ہونا۔ وغیرہا۔ پس یہہ استعارہ کسی وصف کی اشتراک سے بھی ہوسکتا ہے۔

ہذا ما ظہر لی فافہم والنصف ان الانصاف من خیر الاوصاف عند الفریقین۔ واللہ ہو الہادی

قرآن مین اور جگہ بھی اہلبیت کا لفظ آیا ہے جہان مرد کی عورتین ہی مراد ہین

اور قرآن مین کئی ایک اور جگھہ مین بھی اہلبیت کا لفظ آیا ہے۔ اور وہان بھی مرد کی عورتین ہی مراد ہین۔ دیکھو پارہ وما من دابۃ کی سورۃ ہود مین رحمۃ اللہ وبرکاتہٗ علیکم اہل البیت ط انہٗ حمید مجید ط اور باتفاق علماء ومجتہدین فریقین اس آیت مین مراد اہلبیت مین سے حضرت

بیوی سارہ زوجہ حضرت خلیل اللہ علیہ و علی نبیّنا الصلوۃ والسلام ہین۔ پس اب بتاؤ کہ جب قرآن کی دوسری آیات مسطورہ بالا مین اہلبیت سے مرد کی عورتین مراد ہین تو سیّد الکونین کے ازواج کے ساتھ شیعہ کا کیا جھگڑی عناد ہی جو اونکی بی بیون کو اہل بیت سے نکالتا ہے۔ اہلبیت کے اگر لغوی معنی دیکھے جاوین تو باشندگان خانہ کی ہین۔ یعنی گھر کے لوگ جو گھر مین سکونت رکہتے ہون پھر جبکہ یہ حالت ہی تو معترض آنکھین کھولکر دیکھے کہ حضرت ؑ کے گھر مبارک مین کون لوگ سکونت پذیر تھے۔ کیا آیت لیذہب عنکم الرجس اہل البیت کی نزول کے دن اور اوسکے بعد سیّد البشر کے ازواج مطہرات رضؓ کہین دوسری جگہ چلے گئے تھے یا کیا آنحضرت ؑ کے گھر مین نہین رہتے تھے یا کیا یقین ہی اسکے جواب مین معترض کے پاس کوئی پوچ سے پوچ قول بھی نہوگا۔ خیر ازواج نبی ؑ کو نبی ؑ کے اہلبیت سے نکالدینا تو شیعیون کی ہان کوئی بڑی بات نہین ہے۔ کیونکہ اونکے نزدیک تو حضرت فاطمۃ الزہرا دختر نبی ؑ بھی نبی ؑ کے اہلبیت سے خارج ہین۔ جیسا جناب مولانا مولوی خلیل احمد صاحب کتاب ہدایات الرشید مطبوعہ مطبع قدوسی دہلوی کے صفحہ ۱۱۳ مین لکھتے ہین کہ صاحب ارغام نے بروایت شافی شرح کافی نقل کیا ہے۔ انّ اہل بیت کل نبی اوصیائہ وعلی ہذا یمکن دخول فاطمۃ علیہا السلام فی اہل بیتہ باعتبار انہا وسیلۃ وصایتہ اہل البیت (الی ان قال) ویمکن ان لاتکون داخلۃ فی اہل البیت یعنی ہر نبی کے اہلبیت اوسکے اوصیا ہوتے ہین تو اس اعتبار سے حضرت فاطمہ رضؓ کا اہلبیت مین داخل ہونا ممکن ہے۔ کیونکہ آپ اہلبیت کی وصایت کا واسطہ ہین (یہان تک کہ کہا) اور ممکن ہے کہ حضرت فاطمہ ؑ اہلبیت مین داخل نہون۔ تم عبارتہ من عینہ۔ پس جب حضرات شیعہ نے جناب بضعۃ الرسول علیہا السلام کو اہلبیت سی نکالدیا تو رسول صؐ کے ازواج کو اہلبیت سے خارج کرنا اونکے نزدیک چندان مشکل بات نہین ہی۔ معترض نے تو دوازدہ امام علیہم الرضوان کو ہی اہلبیت کہا پر اس پاک مذہب شیعہ کے اختلافات کا کون ذمہ وار ہوگا۔ کیونکہ دوازدہ امام کے منکر بھی انہین حضرات کے لوگ ہین۔ دیکھو جامع عباسی شیعہ کی بہت معتبر کتاب مطبوعہ مطبع نولکشور جلد ۲ باب ہفتم کے صفحہ ۲۶ پر منقول ہی کہ خاصان شیعہ جماعتے اند کہ بامامت دوازدہ امام قائل اند چہ جماعت ناؤسیّہ کہ تا حضرت امام جعفر صادق ؑ امام می دانند و واقفیّہ کہ تا امام موسی کاظم ؑ امام میدانند و کیسانیّہ کہ بامامت محمد بن حنفیہ قائل اند و غیر آنہا از فرق شیعہ زیارت حضرت امام حسین ؑ

شیعہ کے نزدیک حضرت فاطمہؓ اہلبیت سے خارج ہین +

می کنند - و زیارت حضرت امام رضاؑ نمی کنند - انتہی من عینہ - اب بتاؤ کہ فرق شیعہ آئمہ طاہرین
کے منکر ہین یا نہین - اہلبیت کہنا تو بجائے خود رہا آئمہ کے ماننے اور اونکی زیارت کرنیمین بھی اہل
تشیع کے درمیان تردد پیدا ہوگیا - واللہ ہوالہادی - الغرض روایات و عبارات مندرجہ باب
ہذا کا خلاصہ یہ ہو کہ حضرت محمدؐ کے اہلبیت دو قسم ہین (۱) قسم اہلبیت حقیقی جنکی شان ہین آیت
تطہیر نازل ہوئی پھر وہ اپنی جگہہ دو فریق ہین - پہلا فریق وہ جنپر صدقہ حرام نہین ہے جیسے ازواج
مطہرات اور دوسرا فریق وہ جنپر صدقہ حرام ہی - جیسے بنی ہاشم اور بنی المطلب اور بعض مجتہدین
فریقین سے مروی ہے کہ تمام قوم قریش جو ایمان لائے اونپر صدقہ حرام ہے - پس بشرط صحت اس
روایت کے آنحضرتؐ کے ازواج جو قریش سے ہین یعنی حضرت عائشہ صدیقہ - حفصہ ام سلمہ
سودہ - ام حبیبہ رضی اللہ عنہن پر بھی صدقہ حرام ہوگا جیسا کہ نووی شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے (۲)
قسم اہلبیت مجازی جنکی شان مین علاوہ آیت تطہیر کے کئی آیات نازل ہوئین اور وہ اصحاب کبار ہین
جو پیغمبر خداؐ کی خدمت اقدس مین اسلام سے مشرف ہوئے - اور محبت دین حقہ مین پیغمبر خداؐ کے ساتھ
تکالیف اوٹھا کر جنت کی بشارات پائین - دور کیون جاتے ہو - بیعت الرضوان کی کیفیت سے سمجھ لو
جو اسی رسالہ کے صفحہ ۱۰ پر گذر چکا ہے کہ بروایت شیعہ پندران سو پچیس آدمی بیعۃ الرضوان مین شامل
ہوئے جنکی شان مین لقد رضی اللہ عن المومنین الآیۃ نازل ہوئی اور باتفاق اجماع فریقین یہ
مسئلہ مسلمہ ہے کہ جنہون نے رسولؐ کی بیعت کی - اونہون نے حقتعالی کی بیعت کی - جیسا کہ بجائے
ہاتھہ آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کے ید قدرت اللہ تعالی کا اونکی ہاتھ پر ہے - چنانچہ قولہ تعالی
ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیہم جو اس کتاب کے صفحہ ۱۹ پر گذرا ہے اسکا
شاہد ہے - پس مجازاً اصحاب کبار کو نبیؐ کا اہلبیت یعنی اونکے گھر کے ہی لوگ کہا جائیگا - اگر حضرات
شیعہ بنظر انصاف دیکھین تو جو تکالیف اصحاب کبار رضی پیغمبر خداؐ کے ساتھ اوٹھائین کسی شیعہ
مخفی نہین - خصوصاً حضرت صدیق اکبرؓ اور عمر فاروق رضؓ کے فتوحات سے ہی اسلام ملکون مین
پہیلا - اور معلومات مین سے ہے کہ بیت یعنی خانہ تین قسم کا ہوتا ہے - اول بیت نسب - دوم بیت
سکنی - سوم بیت ولادت - پس واضح ہوگیا کہ رسول خداؐ کے ازواج مطہرات اونکے اہلبیت سکنی ہین
اور اہلبیت کا اطلاق مرد کی عورتون پر اخص و اشہر ہے اور لغوی معنے مذکور اہلبیت سے بھی یہی یادہ

اہلبیت دو قسم ہیں حقیقی و مجازی

نسب نامہ رسول و خلفاء الراشدین رضؓ

مناسب واقرب ہی اور حضرت ؑ کی اولاد شریف اونکے اہلبیت ولادت ہین ۔ اور قسم اول یعنے بیت نسب سے معلوم ہوا کہ اصحاب کبار جنکی نسب حضرت ؑ کی نسب سے ملتی ہے ۔ وہ مجازاً آپکے اہلبیت نسبی ہین ۔ دیکھو رسول ؑ کا نسب نامہ جیسا کرمانی شرح صحیح بخاری مین لکھا ہے اور کتاب شیعہ تحفہ احمدیہ مطبوعہ مطبع بستان مرتضوی کے جلد ا صفحہ ۲۹۳ پر منقول ہی ۔ یون ہی کہ حضرت محمد ؐ بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد المناف بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان ۔ یہانتک نام تو اجماعی ہین اور اسکے بعد مختلف فیہ ۔ اور اصحاب کبار مین سے حضرت عباس و حضرت جعفر و حضرت حمزہ اور انکی ہم مثل رضی اللہ عنہم کی نسب کی لکھنے کی تو چندان ضرورت نہین الا خلفاء الراشدین کو نسب نامہ کا رسول ؑ کے نسب نامہ سے ملنا جیسا کہ تاریخ الخلفاء مین لکھا ہے اور ملا علی القاری شرح فقہ اکبر مین لائے ہین ۔ اسطرح پر ہے کہ حضرت ابا بکر الصدیق رضؓ بن ابی قحافہ عثمان بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرۃ القرشی حضرت امیر عمر فاروق رضؓ بن خطاب بن عبد العزی بن رباح بن عبد اللہ بن قرط بن دراج بن عدی بن کعب القرشی حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ بن عفان بن امیہ بن عبد الشمس بن عبد المناف القرشی حضرت مرتضی علی رضؓ بن ابی طالب (یہ اونکی کنیت ہے اور اصلی نام اونکا عبد مناف تہا) بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی ۔ اور چونکہ حق سبحانہ وتعالی کی یہان بخل نہین ہے ۔ پس اگر ان اقربا محمد وحسین علیہم الرضوان کو انکی صدق اور شرف مصاحبت سے حضور ؑ کے اہلبیت مجازی یعنے اونکی گھر کے لوگ کہا جاوے تو کچھ بعید نہین اللہ تعالی جل جلالہ وعم نوالہ کی عطا اور قرابت نسبی و فضل اسلام پھر بخل غیر ممکن ومعیوب ۔ نہ پیغمبر خدا ؑ کا بیت تنگ ۔ نہ ایزد تعالی وتقدس کی عطا مین درنگ پھر حاسد شیطان کے لئے نہین ہے مگر جہنم ۔ واللہ ہو الہادی ۔

بحث عصمت آئمہ

(قول شیعہ) جو دلیلین عصمت انبیاء پر قایم ہین وہ سب عصمت آئمہ پر بھی جاری ہین کیونکہ عصمت آئمہ علیہم السلام بآیت تطہیر ثابت ہی ۔ پس انکی افعال واقوال مین مثل انبیاء کی عیب وگناہ کو بشہادت آیت تطہیر ہرگز راہ نہین ہے بخلاف اصحاب رسول وازواج رسول کہ اونکے اقوال وافعال مین عیب وگناہ کو راہ ہے آہ **(جواب)** اسکا چند طرح پر ہے (۱) یہ کہ مراد آیت تطہیر سے طہارت عقاید ہے پس آیت

تطہیر کسی طرح عصمت آئمہ ع کو مثل انبیاء مثبت نہین ہوسکتی (۲) یہ کہ آئمہ ع افراد امت مین داخل
ہوکر باتفاق فریقین انبیاء علیہم السلام کے تابع و مطیع ہین اور علماء اہل تشیع کے نزدیک انبیاء
علیہم السلام جو آئمہ ع کے حاکم و متبوع ہین وہ بہی خطیہ سے پاک نہین۔ دیکہو شیعیون کی جید
محدث مولوی سلطان محمود الطبسی اصفہانی شرح نہج البلاغت مین جو اسوقت میرے گہٹنے پر
رکہی ہے اوسکے جزو اول مین لکہتے ہین۔ وقیل لآدم علیہ السلام لاتقربا ھذہ الشجرۃ فاکلہا وھذا
الکلام تصریح بوقوع المعصیۃ من آدم علیہ السلام واما اصحابنا فانہم لایمتنعون من اطلاق العصیان
علیہ آہ من لفسہ وعینہ۔ یعنی آدم ع کو کہا گیا کہ اس درخت کے نزدیک مت آیو پس باوجود ممانعت
کے حضرت آدم نے اوسکو کہالیا اور یہہ کلام صریح ثبوت ہے معصیت مین حضرت آدم صفی اللہ سے
اور لیکن علما ہمارے پس وہ نہین منع کرتے گناہون کے اطلاق سے حضرت آدم پر۔ دیکہو جب شیعہ
کے نزدیک انبیاء علیہم السلام جو حاکم ہین اونکی یہ حالت ہے تو آئمہ محکومین جو افراد امت مین داخل
ہین کسطرح مثل انبیاء کی معصوم ہوسکتے ہین شیعہ کی اور روایت سنو معتبر کتاب شیعہ تفسیر لوامع التنزیل
مطبوعہ لاہور جلد اکے صفحہ ۲۱۵ پر لکہا ہے کہ آدم ع تا صد سال بر خطیہ خود گریست تا آنکہ خدا اورا فرمود
کہ بگیر و بخوان این کلمات را کہ بہ برکت آن قبول توبہ و غفران ذنب تو میکنم کلمات این است قل اللہم
اسألک بحق محمد و آل محمد سبحانک لاالہ الاانت عملت سوء وظلمت نفسی فاغفرلی آلخ ملخصاً من
عینہ (۳) یہ کہ جو شرف و جلال انبیاء علیہم السلام کو حاصل ہے وہ آئمہ ع کو ہرگز حاصل نہین کیونکہ
باتفاق فریقین ہر ایک نبی اپنی کل امت سے اشرف و اجل ہوتا ہے۔ پس آئمہ ع کو جلال و شرف حاصل
ہو تو اوس نہایت درجہ کی جلال و شرف سے منافی ہوگا جو آئمہ کے متبوع انبیاء ع کو حاصل ہے کیونکہ
آئمہ باوجود بلندی شرف کے بہی افراد امت سے خارج ہوکر انبیاء ع کے جلال و شرف کو نہین پہنچ سکتے پس
صدور معصیت انبیاء ع کو بہی اہلسنت کی نزدیک منافی ہے۔ جو آئمہ ع کو نزد فریقین منافی نہین
چنانچہ معتبر کتاب شیعہ تفسیر البہتیہ مطبوعہ مطبع گلشن رشیدی لاہور جلد ا سورۃ المائدہ مین صفحہ ۳۰۶
پر بشان نزول آیت لایؤاخذکم اللہ باللغو فی ایمانکم الآیۃ جو پارہ واذا سمعوا مین ہے حضرت امام
جعفر صادق ع کی زبانی منقول ہے کہ حضرت امیر المومنین علی ع سوگند خورد کہ دیگر ہرگز شب خواب
نکند چون آنحضرت بر آن وقوف یافت ببالا منبر رفت و حمد و ثنا الہی بجا آورد و گفت چیست حال

شیعہ کی نزدیک حضرت علی ع طریقہ مسنون سے مختلف ہین اور فاسق ہین معاذ اللہ

کسیکہ منع کرد برنفس خود طیب را منکہ پیغمبر خدا یم شب خواب میکنم پس ہر کہ از سنت من اعراض

نماید از من نباشد پس امیر المومنین لبعرض رسانید کہ من درین باب سوگند خوردہ ام اگر خلاف

حلف نمائیم برمن گناہے وحرجے نخواہد بود حقتعالی این آیت فرستاد لایوا خذکم اللہ باللغو فی ایمانکم

ولکن یوا خذکم الآیۃ انتہی من عینہ ملخصاً۔ دیکہو اب بزعم شیعہ حضرت علی رض کس لئے طریقہ مسنون سے

برخلاف ہو گئے جنکو پیغمبر خدا صلعم نے رنجیدہ حالت سے منع فرمایا اور بصورت خلاف حلف حضرت امیر رض

کو کفارۃ کا دینا واجب ہوا اور صلح اہل مکہ کا قصہ تو شیعہ کو معلوم ہو گا جبکہ رسول ع نے قوم کفار سے

صلح کی تو صلحنامہ کی کاتب جناب علی رض مقرر کیئے گئے جنہون نے ارشاد حضرت ع سے صاف انکار

کیا جیسا کہ مشکوۃ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلوی باب الصلح کے صفحہ ۳۵۵ پر مروی ہے کہ صلحنامہ کی

تحریر کے وقت آنحضرت ع نے فرمایا کہ محمد رسول اللہ لکہو پس سُہیل بن عمرو نے جو قوم مخالفین مین

سے ایک نامی آدمی تہا۔ کہا کہ اگر ہم آپکو محمد رسول اللہ جانتے تو ایسی خصومت تک نوبت نہ پہونچتی

محمد بن عبد اللہ لکہو محمد رسول اللہ مت لکھو۔ اسپر حضرت ع نے فرمایا کہ انا رسول اللہ وانا محمد بن

عبد اللہ یعنی مین خدا کا رسول ہون اور مین ہی محمد بن عبد اللہ ہون۔ پہر حضرت ع نے صلحنامہ کے

کاتب حضرت علی کو فرمایا۔ امح رسول اللہ قال لا واللہ لا امحوک ابدا فاخذ رسول اللہ صلعم ولیس یحسن

ان یکتب فکتب ہذا الحدیث رواہ البخاری والمسلم یعنے آنحضرت ع نے حضرت علی کو فرمایا کہ رسول اللہ

مٹا دو اور محمد بن عبد اللہ لکھو پس حضرت علی نے ارشاد حضرت ع سے صاف انکار کیا اور کہا کہ مین رسول اللہ

کبھی نہ مٹاؤنگا۔ آخر حضرت علیہ السلام نے حضرت علی رض کے ہاتھ سے کاغذ لیکر آپ مٹایا۔ آب بتاؤ کہ

رسول اللہ کا مٹانا حسب ارشاد آنحضرت ع کے اگر ضروری امر تھا تو جناب امیر ع نے کیون انکار کیا اور

اگر جناب امیر ع کے ذہن مبارک مین نہ مٹانیکی توجیہ کامل تہی تو سید عالم ص نے کیون مٹایا اور

اونکی توجیہ کا لحاظ نہ کیا۔ اب اس صورت مین رسول ص کا اونکی توجیہ پر غور نہ کرنا اونکی عصمت کو

ثابت کرتا ہے یا نہین۔ اور علاوہ اسکے شیعہ کے ناپاک عقیدہ سے معاذ اللہ حضرت علی اول درجہ کے

فاسق اور فاجر معلوم ہوتے ہین۔ دیکہو شیعہ کی کتاب نخبۃ الاخبار مطبوعہ مطبع عین الفیوض

کے صفحہ ۶۰ پر لکھا ہے کہ ابو بکر نے عمر کے کہنے سے جناب علی المرتضی رض کو طلب کیا حضرت نے تین

مرتبہ آنے سے عذر کیا تب عمر جمیع صحابہ کو ہمراہ لیکر گئے اور دروازہ فاطمہ زہرا مین آگ لگا دی۔ اور

پلا دروازہ کا گرا دیا جناب فاطمہ کو دروازہ گرنے سے صدمہ پہنچا حضرت محسن نے بطن فاطمہؓ مین
شہادت پائی۔ حضرت علیؑ کی گردن مین چادر کا پہندا ڈالکر مسجد مین لائے حضرت علیؑ حجت
اپنی حقیقت کی بیان کرتے رہے کسی نے نہ سنا ہجوم کر کے غول مین کر لیا۔ اور غل مچایا کہ علی نے
بیعت کی آہ من عینہ۔ یہان غور کا مقام ہے کہ شیعہ کی روایت مذکور نے حضرت علی رضؓ کو حسب
امور ذیل نعوذ باللہ من ذالک سخت گناہ کا مرتکب بنایا (۱) حضرت فاطمہ کے دروازہ کو آگ
لگانے۔ حضرت محسن کے بطن فاطمہ مین سے شہید ہونے۔ جناب امیرؑ کے گلے مین چادر کا پھندا
ڈالنے۔ پھر بحالت مجبوری مقہور سے بیعت کرانے۔ خلافت نبوۃ موعودہ من اللہ کو اسد اللہ الغالب
سے چھین لینے۔ اراضی فدک کے غصب کرانے وغیرہ وغیرہ خرابیون سے حضرت علیؑ کو کچھ بھی
غیرت نہ آئی۔ استغفر اللہ تب تو جناب علی رضؓ غایت درجہ کی فاسق ٹھہرے۔ حالانکہ اوسوقت اکثر
صحابہ اچھے بھی موجود تھے جو مطیع جناب امیرؑ تھے۔ پس باوجود طاقت کی امیرؑ نے خلفاء ثلثہ
سے لڑنا ترک کر دیا۔ دیکھو شیعہ کی معتبر تفسیر عمدۃ البیان مطبوعہ مطبع یوسفی دہلوی کے جلد اپن
صفحہ ۹۵۴ پر ذیل آیت اِنَّ الَّذِینَ آمنوا و ہاجروا و جاہدوا باموالہم و انفسہم فی سبیل اللہ الآیۃ۔
جو پارہ واعلموا کے ربع اول مین ہے یون لکھا ہے کہ یہہ جو بعضی روایت مین آیا ہے کہ سوائے
چار پانچ (یا چند) آدمیون کے کوئی صحابہ سے اچھا نہ تھا یہہ روایت احاد مین سے ہے اسکا کچھ
اعتبار نہین ہے بلکہ اکثر اونمین سے خوب تھے اور اونکی خوبی مین کچھہ شبہ نہین ہے اور اکثر روایتین
بھی اونکی خوبی پر دلالت کرتی ہین تم کلامہ من عینہ والحمد للہ الذی اجری الحق علی لسانہ۔ اب اس
شیعہ کی روایت سے صاف ثابت ہے کہ اکثر صحابہ عدول اور محب علیؑ تھے کیونکہ اگر جناب علیؑ
کے عدو ہوتے تو حسب اصول شیعہ و اہلسنت سب کے سب خارج الاسلام تصور کئے جاتے اونکو مولوی
عمار علی تفسیر عمدۃ البیان کا مفسر شیعی اچھا اور خوب لکھتا بلکہ غاصب الحقوق اور ایسے ویسے
لکھ دیتا۔ پس باوجود قدرت جناب امیرؑ نے خلفاء ثلثہ کے ساتھ جو حسب زعم مخالفین خارج
الاسلام تھے۔ قتال نہ کیا بلکہ ہر جگہہ ثلثہ کے ثناخوان ہی رہے یہان تک کہ اپنی خلافت کے
دورہ مین بھی ثلثہ کے واصف اور مداح بنے رہے۔ جیسا کہ نہج البلاغت شیعہ کی اصح الکتاب
وغیرہ سے ثابت ہے جنکو باب وقوع خلافت خلفاء الراشدین مین لکھونگا انشاء اللہ تعالی۔

شیعہ کے نزدیک اکثر صحابہ رضؓ اچھے تھے

تو اب معلوم ہوا کہ حضرت علی ہین شیعہ کے نزدیک معصومیت اور معصیت دو نو جمع تھین نعوذ باللہ منہا (۲) شیعہ کے عجب عقیدہ مین خلفاء ثلثہ باوجودیکہ منافق اور غاصب الحقوق تھے۔ حضرت علی نے جو اون سے خصومت نہ کی بلکہ تمام عمر انھین سے اقتدا کرتے رہے تو گویا جناب علی ع پرلے درجہ کے نامرد اور بزدل ٹھہرے جو اپنی کل حیاتی بزدلی کی حالتمین بسر کردی اور بحالت عاجزی کھین غیر ملک مین ہجرت نہ کی جو حسب فحوائے آیت الم تکن ارض اللہ واسعة فتھاجروا فیھا فاولئک ماواھم جھنم کے فرض تھی۔ اب بتاؤ کہ اس فرضیت کے ترک کرنے سے جناب علی ع شیعہ کے برگزیدہ عقیدہ مین صاحب عصمت ہین یا صاحب معصیت اگر حضرات شیعہ اپنی عادات جمیلہ کے موافق آیت کریمہ بالا پر عمل نکرین تو اپنے گھر کو دیکھ لیوین کیونکہ شیعہ کی معتبر کتاب منہج الیقین مطبوعہ بمبئی کے صفحہ ٦٠ پر مروی ہے کہ مذہب شیعہ وجماعۂ از عامہ آنست کہ تا کفر باقی است ہجرت باقی است و از حضرت پیغمبر صلعم روایت کردہ اند کہ فرمود ہجرت منقطع نمیشود تا وقتیکہ آفتاب از مغرب طلوع کند انتھی الملخصاً من عینہ۔ اب سوچنا چاہیے کہ جب آپکے نزدیک خلفاء ثلثہ کا زمانہ کفر کا دورہ تھا تو اوسمین حسب روایت بالا ہجرت تو باقی ہی کما کان کا حکم رکھتی تھی۔ حال آنکہ علی ع نے ہجرت نہ کی تو بزعم شیعہ امیر المومنین سے ہجرت نہ کرنے مین امیر الفاسقین بنے الٰہی توبہ اور یا ثلثہ کا دورہ زمانہ اسلام ہے اور مولی علی ع بھی ارکین اسلام ہین اور صرف شیعہ کا اعتقاد ہی باد ہوائی گولہ ہے معاذ اللہ (۳) شیعہ کے نزدیک جناب امیر ع مظلوم ومقہور نے حسب وصیت رسول ص کے صبر کیا اور جو کچھ جور وجفا او نپر ثلثہ نے کئے حضرت ع کی وصیت کی بموجب آنجناب صبوری اور سکوت مین اون سے اقتدا کرتے رہے سبحان اللہ اہل تشیع نے یہ کیا عجائب آڑ پکڑی ہے اور اسوجہ سے اپنے مذہب کو قدرے تہام رکھا ہے۔ حالانکہ اسحالت مین تو اب شیعہ کے نزدیک معاذ اللہ رسول ص بھی سخت عاصی بنے کیونکہ حق سبحانہ وتعالی تو اپنے نبی ع کو سورۂ احزاب مین یا ایھا النبی اتق اللہ ولا تطع الکٰفرین والمنٰفقین کا خطاب فرماوے۔ اور اسلام مین ہجرت نہ کرنیوالون کے لئے دوزخ کا حکم دیوے کما مر پھر بزعم شیعہ رسول اکرم ص اس تبلیغ کے برخلاف جناب علی ع کو منافقین کی اطاعت مین عمر بسر کرنا اور اونکی تشدد سے صابر رہکر حکم ہجرت کو بالائے طاق رکھنے کا حکم دیوین ہجرت

بزعم شیعہ جناب رسول ص بھی عاصی ہین معاذ اللہ

کانام کیا بلکہ نشان تک بھی زبان درفشان پر نہ لاوین۔ کیا عجیب عصمت ہی۔ اور جناب علیؑ عالم ماکان ومایکون بہی اصول اسلام کو فراموش کردیوین۔ ایسی ساختہ پرداختہ وصیت سی جو محض قرآن کے مخالف ہی۔ کام چلادین۔ یہ نہ جانین کہ میری شہادت تو عبدالرحمن ابن ملجم کی ہاتہہ سے کوفہ مین ہوگی۔ اب ابوبکر۔ عمر۔ عثمان رضی اللہ عنہم میری موت پر قادر نہین ہوسکتی۔ الٰہی توبہ اگر شیعہ کے ہان عصمت اسیکا نام ہی تو ایسی عصمت سے ہمارا دونو ہاتھ سے سلام ہے۔ اب حضرت امام حسنؑ کی عصمت جو شیعہ کی کتب سے ثابت ہوتی ہے۔ اوسکی بہی حقیقت سنو۔ شیعہ کی معتبر کتاب جامع عباسی پانزدہ بابی مطبوعہ مطبع نولکشور کے صفحہ ۱۶ پر مروی ہے کہ

بموجب روایات شیعہ امام حسنؑ سخت فاسق ہین استغفر اللہ

طائفہ سوم کہ قتال کردن باایشان واجب است باغیان وخوارج اند وایشان طائفہ اند کہ از امام زمان روئی گردانیدہ وباغی شدہ باشند وقتال باایشان واجب است تا آنکہ باامام بگروند یا کشتہ شوند انتہی من عینہ۔ یہہ عبارت شیعہ کے خیالات پاکیزہ مین سے من جمیع الوجوہ حضرت امام حسنؑ کی معصیت پر مثبت ہے۔ کیونکہ باتفاق زمرہ اہل تشیع امیر معاویہؓ خارج از اسلام تہا اکثر حضرات شیعہ کے نزدیک خاص کافر تھا۔ معاذ اللہ اور بعض شیعہ کے نزدیک باغی وخارجی۔ پس حسب عقائد شیعہ حضرت امام حسن کو اوس سی لڑنا فرض اور واجب تھا پھر باوجود قدرت اور پانے ناصرین کے حضرت حسنؑ اوس سی نہ لڑے ترک جہاد ترک واجب ہے۔ جو باتفاق فریقین سخت فسق اور فجور پر مصرح ہے۔ اور یہہ واقعہ بھی مسلمہ فریقین ہی کہ جناب علیؑ کی شہادت کی بعد حضرت امام حسنؑ پانچ مہینہ خلیفہ رہے اوسکے بعد قتال تو بجائے خود رہا خلافت ہی معاویہ رضؓ کو جو بزعم شیعہ معاذ اللہ کافر تھا سونپ دی۔ اس حالت مین حضرت امام ممدوح نے کتنا بڑا ظلم کیا ہے۔ سبحان اللہ معصوم کھلائین اور رتبہ خلافت ومنصب امارۃ پر کافر کو بٹھائین لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ جناب مولانا مولوی خلیل احمد صاحب ادام اللہ تعالی اقبالہ نے کتاب ہدایات الرشید مطبوعہ مطبع قدوسی دہلوی کے صفحہ ۱۱۶ پر لکھا ہے کہ حضرت امام حسن نے خلافت نبوۃ جو نیابت رسول ہے معاذ اللہ ایک کافر کو سونپ دی۔ حالانکہ آپکی ساتھ باعتبار ظاہر بھی فوج کثیر تہی اور فی الحقیقت آپکو کچھہ اسکی حاجت نہ تھی۔ کیونکہ آپکو اپنی موت کا تو حال معلوم ہوگا تو پھر آپکو خوف کس بات کا تھا یہ کیفیت بزعم شیعہ معصیت اور ظلم وکفر پر اعانت نہین ہے تو اور کیا ہے جبکی بابت حضرت امام حسینؑ

نے فرمایا جسکو علماء شیعہ نقل کرتے ہین - لو جُزّ انفی لکان احبّ الی مما فعلہ اخی الحسن - یعنی اگر میری ناک کٹ جاتی تو اوس سے بہتر تھا جو میرے بہائی حسن نے کیا کہ معاویہ کو خلافت سپرد کردی جز انفی کے آپ معنی جانتے ہونگے خواہ حقیقی لیجئے یا مجازی - بہرکیف - یہ خلع خلافت وصلح معاویہ ایسی حرکت تھی کہ جسکو امام معصوم اپنی ناک کٹنے سے بدتر ارشاد فرماتے ہین - پس اگر امام حسین ع کا قول حق ہے تو فعل امام حسن کا کبیرہ گناہ اور معصیت ہے - اور اگر خلاف ہے تو کذب امام حسین ع کی کلام مین لازم آتا ہے اور کذب معصیت کبیرہ ہے آہ من عینہ - اب حضرت امام حسین رض کی عصمت کتب شیعہ سے مختصر طور پر سنو - شیعہ کے معتمد علیہ فاضل مولوی نظام الدین القرشی الساوی نے کتاب

شیعہ کے نزدیک حضرت امام حسین کا حال بھی طشت ازبام ہے

جامع عباسی پانزدہ بابی مطبوعہ مطبع نولکشور کے صفحہ ۷۱ پر لکھا ہے کہ در چہار ماہ قتال کردن حرام است و آنہا رجب و ذیقعدہ و ذی حجہ و محرم است و بدین سبب این چہار ماہ را ماہ ہائے حرام گویند انتہی ملخصاً من عینہ - اور حضرت امام حسین ع نے جو یزید پلید سے ماہ محرم مین قتال کیا ہے جہان مین کالشمس فی نصف النہار روشن ہے - پس معاذ اللہ امام حسین بہی ماہ محرم مین قتال کرنیکی وجہ سے شیعہ کے نزدیک سخت عاصی ہنگے - نعوذ باللہ من ذالک اور اوسی جامع عباسی مطبع مذکور کے صفحہ ۱۳۳ پر مروی ہے کہ وہر گاہ مسلمانان اندک باشند و تا ہمہ جمع نشوند مقاومت با عدو نکنند تم کلامہ من عینہ - اب اس عبارت سے واضح ہوگیا کہ قوم قلیل کو کثرت کے مقابلہ مین لڑنا مناسب نہین اور معلومات مین سے ہے کہ حضرت امام الشہداء ع کے ساتھ بالکل تہوڑے آدمی تھے حالانکہ وہ جناب میدان کربلائے معلّی مین بڑی فوج کے مقابلہ مین جہان اونکو مقاومت ناجائز امر تھا عمداً پیش آئے اور حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت اور اپنے محبّون کی بیوفائی اور ابن زیاد کی چڑہائی راستہ مین سے ہی اونکے گوش گذار ہوگئی تہی پھر باوجود علم کے تہوڑے آدمیون کو ہمراہ لاکر چندین ہزار کا مقابلہ کیا تو حسب عقاید شیعہ معاذ اللہ کتنے بڑے عاصی ہنگے نعوذ باللہ من ذالک - اور بعلاوہ اسکے حضرت شہید کربلا نے بیت المال کا شہد تقسیم سے پہلے ہی حضرت امیر المومنین مولا علی ع کی اجازت کے بغیر مشک سے نکالکر اپنے تصرف مین لایا جو گناہ کبیرہ ہے - دیکھو کتاب ہدایات الرشید مطبوعہ مطبع قدوسی دہلوی کے صفحہ ۱۱۴ پر لکھا ہے کہ کتاب ازالۃ الغین مین کتاب فواید آصفیہ و مواعظ حسنہ سے بروایت امام شیعہ اعظم کے مروی ہے

کہ روزے مہمانی پیش حضرت امام حسین رضہ نازل گردید پس امام حسین رضہ درہمی قرض گرفتہ
نانے خرید و نان خورش نداشت کہ نان را بآن حاضر سازد و در آن روزہا چند مشکہائے عسل
یعنی شہد از طرف یمن بخدمت حضرت امیر ع رسیدہ بود پس امام حسین رضہ بخادم قنبر فرمودند کہ
دہن مشکے را از مشکہائے بکشاید چون کشود حضرت بقدر یک رطل از آن مشک شہد گرفتند
و بمہمان خورانیدند پس چون امیر ع خواست کہ مشکہا را میانہ مستحقین آن قسمت نماید از قنبر پرسید
کہ کسی دہن این مشکہا کشودہ قنبر عرض کرد کہ بلی یا امیر المومنین و سرگذشت را نقل نمود چون حضرت
امیر حرف او را شنیدند در غضب شدہ فرمودند حسین را حاضر سازند چون حضرت امام حسین رضہ
حاضر شد حضرت امیر المومنین درہ برداشت امام حسین گفت بحق عمی جعفر یعنی بحق و حرمت او در گذر
من از تقصیر من درگذر و ضابطہ حضرت امیر المومنین بود کہ ہرگاہ کسی بحق جعفر میگفت پس غضب آن
حضرت تسکین می یافت۔ پس حضرت امیر فرمود ماحملک اذا خذت منہ قبل القسمۃ یعنی چہ چیز باعث
شد ترا کہ پیش از قسمت آن بآن متصرف شدی امام حسین رضی اللہ عنہ عرض نمود کہ حق ما در واست
چون قسمت شد بقدر یک رطل از حصہ خود داخل میکنیم حضرت امیر فرمود کہ پدر تو فدائے تو باد کہ ترا نمیرسد
کہ تو از آن منتفع شوی پیش از آنکہ مسلمانان منتفع شوند آگاہ باش کہ اگر نمی بود کہ دیدہ بودم کہ دندان
ہائے ترا پیغمبر ص می بوسید ہر آئینہ من ترا درین وقت میزدم بعد از آن حضرت امیر ع خود درہمی کہ در کنار
ردائے خود بستہ بودند بقنبر دادند و فرمودند کہ قسم اول عسل یعنی شہد از بازار خریدہ بیار چون آورد
عقیل قسم خوردہ میگوید کہ گویا من می بینم کہ از ہر دو دست دہن مشک را حضرت امیر گرفتہ اند و قنبر
عسل در آن داخل میکند۔ بعد از ان حضرت امیر ع دہن مشک را مے بست و میگریست و میفرمود
اللہم اغفر للحسین رضہ فانہ لم یعلم یعنی خداوندا از تقصیر حسین رضہ درگذر کہ او ندانستہ این کار کردہ انتہیٰ
بلفظہ۔ اب اس روایت سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ حضرت امام حسین رضہ نے بیت المال کے
شہد میں سے بلا اجازت امام ع کے اور تقسیم سے پہلے کہ جسمین دوسرے مسلمانون کے حقوق بھی
شامل تھے لیکر تصرف کیا۔ مین پوچھتا ہون کہ یہہ خیانت آپکے نزدیک کیا معصیت نہین ہے۔ اور
صحابہ مقبولین شیعہ مثل عبداللہ بن عباس رضہ وغیرہ کے حالات آخر رسالہ مین لکھونگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ
اور جناب فاطمۃ الزہرا رضہ کی عصمت کے بارہ مین تو طویل کلام کرنا کچھہ ضرورت نہین کیونکہ جب حضرات

شیعہ کی نزدیک آنجناب کے اہلبیت ہونیسے بہی تردد ہے کما مرّ تو پھر عصمت سے اونکو خارج کرنا
شیعہ کو بہت سہل ہے - اور معلوم نہین کہ اصحاب رسول و ازواج رسول کے ساتھ معترض کی کیا ضد ہے
جو ادنی ادنی معصیت سے بھی اونکو بغیر تکفیر اور تفسیق کے کچھہ نہین کہتا اور انبیاء و آئمہ کو باوجودیکہ
اونکے فسق و معاصی خود شیعہ کی ہی کتب سے نقل کردیئے گئے ہین تاہم اونکو کرام کہے جاتا ہے معترض
اور اوسکے ہم مشربون نے یہہ دین و آئین شاید اپنے آئمہ سے ہی حاصل کیا ہوگا۔ ثم نقول انّ ادعاء
المخالف بان اہل البیت النبی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی و فاطمۃ و ابناہما وقد اخرج الازواج
المطہرات من کونہن اہلبیت و جاء لثبوت الدعوی لشہادۃ کتب التفاسیر والاحادیث التی
ذکرناہا فی ابتداء ہذا الباب - لاخفاء الشمس من الدنیا بکف من الطین ومقصودہ محض افساد
فی الدین وتخریب الناس وتشویشہم عن الدین المتین والعیاذ باللہ فلما رئیت آیۃ التطہیر فی الکتب
المذکورۃ وکتبتہا فی ہذا الباب وعباراتہا ورواياتہا فثبت ان اہل البیت النبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم ازواجہ واولادہ والحسن والحسین منہم وعلی منہم لدخولہ تحت عباءت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم ویجوز ان یقال بانّ الخلفاء الثلثۃ من اہلبیتہ بسبب لحوق نسبہم بنسب رسول اللہ
صلعم وبلازمتہم فی خدمتہ ع و وصولہم الی الخلافۃ الحسنۃ والجمیلۃ وباقی المذکورین فی ہذا الباب
منہم فصار کذب المعترض ظاہراً کمثل ظہور الشمس من السماء واللہ اعلم بالصواب واللہ ہو الھادی

دوسرا فصل ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رض کی فضیلت مین

قولہ تعالی - انّ الّذین یرمون المحصنٰت الغٰفلٰت المؤمنٰت لعنوا فی الدنیا والآخرۃ سورۃ نور
تفسیر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما مین اس آیت کے ذیل مین لکھا ہے کہ نزلت
ہذہ الآیۃ فی شان عبداللہ بن اُبی واصحابہ الّذین خاضوا فی امر عائشۃ وصفوان رضی اللہ عنہما
فقال انّ الّذین یرمون المحصنٰت الغٰفلٰت عن الزنا العفائف المؤمنٰت المتصدقات بتوحید اللہ
یعنی عائشۃ لعنوا عذبوا فی الدنیا بالجلد والآخرۃ بالنار یعنی عبداللہ بن اُبی آہ خلاصہ یہہ ہے
کہ یہہ آیات نازل ہوئی ہین ابن ابی اور اوسکے دوستون کے حق مین جو معاذ اللہ طعن بدفعلی
کا حضرت ام المؤمنین عائشہ و صفوان رضی اللہ عنہما کے بارہ مین لگانے والے تہے پس اللہ تعالی

براءت و عصمت عائشہ رض کتب فریقین ا

نے ام المومنین کی عصمت کے لئے فرمایا۔ ان الذین الآیۃ یعنی تحقیق وہ لوگ یعنی ابن ابی وغیرہ جو عیب لگاتے ہین زنان پاکدامنان کو بدکاری سے بیخبر ونکو بدفعلی سے۔ اللہ تعالی کی واحدانیت سے ایمان لانیوالیون کو یعنی عیب لگاتے ہین حضرت عائشہ صدیقہ کو وہ لوگ دنیا مین دُرّہ سے عذاب دیئے جائینگے اور قیامت مین آگ دوزخ سے سخت معذب ہونگے۔ اور اللہ جلشانہ وعم برہانہ فرماتا ہے۔ الخبیثات للخبیثین والخبیثون للخبیثات الآیۃ۔ شیعہ کی معتبر تفسیر عمدۃ البیان مطبوعہ مطبع یوسفی دہلوی کی جلد ۲ مین صفحہ ۱۳۲ پر اس آیت کی تفسیر مین لکھا ہے کہ والطیبات آہ یعنی جو عورتین کہ پاکدامن ہین زنا سے وہ اون مردونکو واسطے ہین کہ جو پاک ہین زنا سے اور پاک مرد زنا سے وہ واسطے زنا سے پاک ہونیوالی عورتون کے ہین اور یہہ زنا یہان اسواسطے مراد ہے کہ ابتدا سے اس سورۃ مین اسیکا ذکر چلا آتا ہے اور دلالت کرتی ہے اس پر یہہ آیت کہ اولئک مبرؤن مما یقولون۔ یعنی وہ لوگ کہ جنکو تہمت لگائی ہی یعنی عائشہ و صفوان بری اور پاک ہین اوس فعل سے کہ کہتے ہین اونمین کہ تہمت زنا کی اونکو لگاتے ہین اسواسطے کہ منصب رسالت کا بلند تر ہے اس سے کہ اونکی بیبیان ایسے افعال مین آلودہ ہون اور اونکے اصحاب بھی ایسے افعال سے بری ہین اور صفوان اونکے اصحاب مین سے ہے آہ ملخصاً من عینہ۔ اور معترض کے عقل سلیم کا کچھہ پتہ نہین لگتا کہ کیون اوسکی حضرت عائشہ صدیقہ سے کوئی نہانی عداوت ہی۔ شاید معترض اپنے زمانہ کے شیعونکی طرح محاربہ جمل معروف کے سبب سے حضرت عائیشہ رض کے ساتھ بغض رکھتا ہوگا کہ عائیشہ اہل الجمل مین جنھون نے جناب مولا علی سے لڑائی کی ہے۔ شامل رہی تہی۔ ایسے کلمات ناشایستہ ام المومنین زوجہ رسول کے حق مین کہدیئے اور اپنے مجتہدین کے اقوال کو بالائے طاق رکھکر یہہ نہ سوچا کہ المجتہد یخطی ویصیب آہ مسلمہ فریقین ہے واقعہ جمل مین حضرت عائشہ کی حضرت علی سے خطاءً لڑائی ہوئی۔ علماء اہل تشیع و اہل سنت کا اسبارہ مین اتفاق ہے مگر آخر حضرت عائیشہ تائب ہوگئین۔ اسناد اہل سنت کی تو لکھنے کی ضرورت نہین۔ جواب الزامی اصح الکتب شیعہ سے صرف مجمل طور پر اس جگہ لکھتا ہون۔ اور تفصیل اس واقعہ کی اپنی محل مین لکھونگا۔ انشاء اللہ تعالی۔ شیعہ کے جید محدث مولوی سلطان محمود الطبسی شرح نہج البلاغت کے جلد اول کے دیباچہ مین لکھتے ہین۔ اما اصحاب الجمل فانہم عند اصحابنا ھالکون کلھم الا عائشۃ

طعن شیعہ کہ عائشہ رض بمقابلہ علی رض اہل الجمل مین شامل رہین اور اسکا جواب

وطلحة والزبیر رضی اللہ عنہم فانہم تابوا ولولا التوبۃ لحکم لہم بالنار۔ یعنی اہالیان جمل پس وہ ہمارے علماء کرام کے نزدیک سب ہلاک ہونیوالے ہین مگر عائشہ اور طلحہ اور زبیر رضہ کیونکہ اونہون نے توبہ کی۔ اگر توبہ نکرتے تو البتہ اونکے لئے دوزخ کا حکم دیا جاتا۔ اب حضرت عائشہ و طلحہ و زبیر رضہ کا واقعہ جمل سے استغفار کرنا اور انکا جنتی ہونا بروایت اصح شیعہ ثابت ہوگیا اور بہ نص جلی معلوم ہے کہ جنت مین متقین ہی جائینگے۔ اب حضرت عائشہ وغیرہ مذکورین کا متقین ہونا شیعہ کی زبانی کالشمس فی نصف النہار روشن ہوگیا۔ علاوہ اسکے حضرت ام المؤمنین عائشہ رضہ حضرت علی کی وصف اور مدح جیسے کہ واقعہ جمل سے پہلے کرتی تھین اوسکے بعد بہی اوسیطرح کرتی تہین۔ دیکہو شیعہ کی مسلمہ کتاب زبدۃ المصائب مطبوعہ مطبع نولکشور مجلس پانزدہم کے صفحہ ۱۸۷ مین لکھا ہے کہ حضرت عائشہ رضہ نے کہا کہ علی رضہ دوست ترین مردم تہے کیونکہ ہمیشہ روزہ دار اور شب بیدار تہے بجز اسکے مینے وفات سرور کائنات صلعم مین دیکھا کہ ایک نور دہن مبارک آنحضرت صلعم سے نکلا اور جناب علی عہ نے اپنے دہن مبارک مین لیکر پی لیا راوی کہتا ہے کہ مینے عائشہ رضہ سے کہا کہ جس صورت مین تو علی کے حق مین ایسا کچہہ بیان کرتی ہے۔ اور حقیقتاً علی ایسے ہی تہے تو پھر علی سے تو کیون لڑی عائشہ رضہ نے یہ سُنکر کہا کہ میرے مقدر مین ایسا ہی تھا انتہی من عینہ۔ اس عبارت سے پایہ ثبوت کو پہنچا کہ حضرت عائشہ صدیقہ جناب علی المرتضیٰ سے لڑنے مین تائب اور نادم ہوئین اور بعد از وفات جناب امیر عہ کے بہی اونکی واصف و مداح بنی رہین۔ روایت مذکورہ کا فقرہ اخیر کہ (میرے مقدر مین ایسا ہی تھا) عائشہ رضہ کے استغفار کا مصرح ہے اور شیعہ کے نزدیک حضرت آدم ع کی توبہ مذکورہ اور حضرت یونس عہ کے قصہ مین مشہور ہے کہ ایک دو گناہ کبیرہ سے جو کہ عمداً بہی صادر ہو جاوین توبہ کرنے مین عصمت بہی نہین جاتی چہ جائیکہ عدالت۔ پس جبکہ انبیاء ع کی عصمت توبہ کرنیسے نہ گئی تو ازواج آنحضرت صلعم کی کہان جاتی رہی چنانچہ خود شیعہ کی کتاب تحفہ احمدیہ مطبوعہ مطبع بستان مرتضوی کے جلد ۱ مین صفحہ ۴۴ باب یازدہم کے خاتمہ مین لکھا ہے کہ حدیث مین وارد ہے کہ لا صغیرۃ مع الاصرار ولا کبیرۃ مع الاستغفار یعنی صغیرہ اصرار کرنیسے صغیرہ نہین رہتا بلکہ کبیرہ ہوجاتا ہے اور کبیرہ بسبب استغفار کے نیست و نابود ہوکر بخشدیا جاتا ہے۔ اب شیعہ کو اپنی معتبرہ روایات مذکورہ پر بجز صدیقہ اور عادلہ کہنے حضرت ام المؤمنین

عائشہ کے۔ چارہ نہین۔ واللہ ہو الہادی۔ اور تفسیر بیضاوی کے جلد۲ سورۃ نور مین ذیل آیت
اولٓئک مبرؤن مما یقولون کے لکھا ہے کہ ان اللہ تعالی برء اربعۃ باربعۃ برء یوسف علیہ السلام
بشاہد من اہلہا و موسی علیہ السلام من قول الیہود فیہ بالحجر الذی ذہب بثوبہ و مریم علیہا السلام
بانطاق ولدہا و عائشہ رضی اللہ عنہا بہذہ الآیات مع ہذہ المبالغات یعنی اللہ تعالی نے چار آدمیون
شریفون کو چار کے وسیلہ سے بری کیا (۱) حضرت یوسف ع کو بشہادۃ طفل شیر خوارہ جو بی بی
زلیخا صاحبہ کی خاندان مین سے تھا جسکا قصہ جہان مین اظہر من الشمس ہے (۲) حضرت موسی ع
کو تہمت یہود سے بوسیلہ پتھر برندہ پارچات بری کیا۔ جسکا قصہ یہ ہے کہ ایک یہود باشندہ
نواحی مدینہ کی پارچات ایک چور نے اوٹھاکر ایک بھاری پتھر کے نیچے دیدیئے یہود اونکی تلاش مین
پھرتا تھا کہ یکایک حضرت موسی ع کے گذرنیکا وہان سے اتفاق ہوا۔ یہود نے اجنبی جانکر انھین
کو ماخوذ کیا۔ جستے حضرت کلیم اللہ ع نہایت غمناک ہوئے۔ اسپر حق تعالی کی امر سے پتھر مذکور سبھی ایسکے
پارچات جسم سے چسپیدہ رکھتا تھا۔ اپنی جگہ سے آکر حاضر خدمت اقدس ہوا۔ اور حضرت موسیٰ کی برات
مشہور ہوئی (۳) حضرت بی بی مریم کو بنطق اونکے بیٹے حضرت عیسیٰ ع کے بری کیا (۴) حضرت
بی بی عائشہ رض کو بشہادۃ آیات مذکورہ بالا کے بری کیا۔ اور تفسیر کبیر مطبوعہ مصر کے جلد۶ صفحہ ۳۶۶
پر منقول ہے۔ روی القاسم بن محمد عن عائشۃ قالت فضلتُ ازواج النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
باحد عشر خصال تزوجنی رسول اللہ بکراً دون غیری والوای مہاجران وجآء جبریل ع بصورتی
فی حریرۃ وامرہ ان یتزوج بی وکنت اغتسل معہ فی اناء واحد وجبریل ع ینزل علیہ بالوحی وانا
معہ فی لحاف واحد وتزوجنی فی شوال وبنی بی فی ذالک الشہر وقبض بین سحری ونحری وجمع اللہ
بین ریقی وریقہ وقت النزع وانزل اللہ عذری من السمآء ودفن فی بیتی وکل ذالک لم
یساونی غیری فیہ یعنی کہا عائشہ صدیقہ رض نے کہ مجھکو تمام ازواج آنحضرت ص پر فضیلت دیگئی
گیارہ فضیلتون سے (۱) نکاح کیا مجھی باکرہ سے آنحضرت ع نے نہ غیر میری سی کو (۲) میرے
مان باپ دونون مہاجر ہین (۳) جبریل ع میری صورت کے ساتھ ایک پارچہ ریشم مین رسول ع
پر نازل ہوئے (۴) آنحضرت ع پر وحی کیگئی کہ عائشہ سے نکاح کرین (۵) غسل کرتی تھی مین ہمراہ
رسولخدا کے ایک برتن مین (۶) جبریل ع اونپر پیغام ربانی سے نازل ہوتا تھا حال آنکہ مین ایک

جملہ ازواج پر عائشہ گیارہ بزرگیون مین فوقیت رکھتی ہین

لحاف مین اونکی ہمخوابہ ہوتی تہی (۷) نکاح کیا مجہسے رسول ع نے شوال مبارک مین اور اسی ماہ مین مجہسے جفت ہوئے (۸) فوت ہوئے نبی صلعم خاص میری گود مین کما سیاتی (۹) اور جمع کیا اللہ تعالی نے آب دہن میرا اور آب دہن مبارک رسول ع کا بسبب مسواک کے اونکی وفات مین کما سیاتی (۱۰) اللہ تعالی نے میرا عذر آسمان سے بآیات مذکورہ نازل کیا ہے (۱۱) رسولخدا ع میرے گہر مین دفن کئے گئے جہان اب بہی آپکا روضہ مبارک ہے کما سیاتی فی باب وفات النبی ع انشاء اللہ تعالی۔ اور مشکوۃ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلوی کے جلد ۲ باب بدء الخلق مین صفحہ ۵۰۹ پر لکہا ہے۔ عن ابی موسی عن النبی صلعم قال کمل من الرجال کثیر ولم یکمل من النساء الا مریم بنت عمران وآسیۃ امرءۃ فرعون وفضل عائشۃ علی النساء کفضل الثرید علی سائر الطعام متفق علیہ یعنی حضرت ع نے فرمایا ہے کہ مردونمین سے تو بہت ہی کامل ہوئے ہین جیسے انبیاء اور خلفاء وشہداء اور صلحاء اسیطرح علماء و فضلاء اور نہین کامل ہوئین عورتون مین سے بہت مگر مریم دختر عمران اور آسیہ رض بی بی فرعون کی جسنے حضرت موسی ع پر ایمان لایا اور ان دونونکا نکاح قیامت مین بقول اصح حضرت ع سے ہوگا۔ قولہ وفضل عائشۃ آہ۔ یعنی عائشہ کی فضیلت تمام عورتون پر فضیلت ثرید کی مثل ہے باقی طعامونپر انتہی۔ مظاہر حق مطبوعہ مطبع نولکشور جلد ۴ کے صفحہ ۹۲ پر مسطور ہے کہ ثرید اوس کہانے کو کہتے ہین کہ ٹکڑے توڑ کر شوربہ اوسپر ڈالدیتے ہین اور عربستان مین اس طعام کو سب طعامونمین سے افضل جانتے ہین بسبب لذیذ اور نرم اور مقوی اور اوسکے زود ہضم ہونیکے واسطے۔ انتہی من عینہ۔ پس واضح ہوگیا کہ آنحضرت صلعم سب بی بیون سے حضرت عائشہ صدیقہ پر محبت زیادہ رکہتے تہے اور ان روایات سے ام المومنین رض کی فضیلت جملہ ازواج پر ثابت ہوئی (مقصد سوم) ازواج مطہرات مین سے کسیکے حق مین اہل تشیع کی تاتہ طعن نہ کرنا چاہیئے۔ استغفر اللہ ربی من ذالک کیونکہ ازواج رض نبی صلعم کے امہات المومنین ہین جواب بہی بحبالہ نکاح آنحضرت صلعم کی مقید ہین اور اونکا نکاح شوہر کے فوت ہونیسے اوروں کی مثل نہین ٹوٹتا۔ دیکہو حقتعالی سورۃ احزاب مین فرماتا ہے کہ النبی اولی بالمومنین من انفسہم وازواجہ امہاتہم یعنی نبی ع اولی واقرب ہین مومنون کے ساتہ اونکی جانون سے اور ازواج نبی ع کے مومنونکی والدات ہین۔ تفسیر حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما مین ذیل آیۃ

رسول ع کی ازواج رض مومنون کے والدات ہین

آیت کی لکھا ہے۔ اِنَّ ازواجہ کامہاتہم فی الحرمۃ۔ یعنی آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کے
ازواج مومنون کے امہات ہین یعنی مائین ہین حرمت ہین یعنی بغیر آنحضرتؐ کی اون سے
نکاح کرنا حرام ہے مثل نکاح اپنی مان کے اور شیعہ کی تفسیر عمدۃ البیان مطبوعہ مطبع یوسفی دہلی
کی جلد۲ مین صفحہ ۲۶۶ پر مروی ہے کہ ادر بی بیان اون حضرتؐ کی مائین ان مومنین کی ہین
تعظیم اور حرمت مین کہ جیسے کہ اپنی مان حرام ہے اور تعظیم اوسکی لازم ہے ویسے ہی رسول خداؐ کی
بی بیان ہین تم کلامہ من عینہ والحمد للہ الذی اظہر الحق علی لسانہ۔ اب واضح ہوگیا کہ جنہون نبیؐ کی ازواج
پر طعن کیا اونہون اپنی مان پر طعن کیا اور مان اپنی کو طعن کرنا اسکا نتیجہ دوزخ کی آگ ہے۔ واللہ الھادی

قول شیعہ۔ سورۃ تحریم کی آیات مرقومہ ذیل سے ازواج رسول خصوصًا عائیشہ و حفصہ کا
حال تو قابل دید ہے جیسے (۱) آیت ان تتوبا الی اللہ فقد صغت قلوبکما آہ اس آیت سے صاف
ثابت ہی کہ عائیشہ اور حفصہ کے دل رسولؐ کی فرمانبرداری سے پھر گئے تھے (۲) آیت عسیٰ ربہ ان
طلقکن ان یبدلہ ازواجًا خیرًا منکن مسلمات مومنات قانتات تائبات عابدات سائحات
ثیبات وابکارًا۔ یعنی اگر رسولؐ تمکو طلاق دیوے تو نزدیک ہے کہ اوسکا رب عوض مین اوسکے
اور عورتین دیوے جو حسن مین زیادہ تمسے ہون۔ اسلام رکھنے والیان ایمان لانیوالیان قیام مین
رہنے والیان توبہ کرنیوالیان خضوع کرنیوالیان روزہ رکھنے والیان شوہر دیکھی ہوئین اور بکر بھی
اب یہ آیت صریح مثبت ہے کہ یہ جملہ اوصاف جو رسولؐ کی عورتون کی عوض مین حق تعالی یاد
کرتا ہے۔ آنحضرتؐ کی ازواج مین یہ اوصاف داخل نہین تھے کیونکہ اگر اونمین بھی ہوتے تو اونکی
عوض کی عورتین بقولہ خیرًا منکن اونسے بہتر کسطرح ہوسکتی ہین فافہم۔ **جواب**۔ اگر کچھ بھی عقل
ہو تو ایسے بہتان کا جواب بحث عصمت مذکورہ بالا سے بخوبی ملسکتا ہے اور یہان بھی تبرکًا ذکر
کیا جاتا ہے۔ پہلی آیت کی کیفیت اسطرح پر ہے کہ جب ام المومنین حفصہ رض نے رسول عؐ کے وہ دونون
راز جو اس رسالہ کے صفحہ ۶ پر ذیل آیت واذا اسر النبی آہ کے گذرے ہین حضرت عائیشہ سے کہدیئے
تو بہ پیغام وحی واقف ہوئی بہ (غالبًا حسب عادت شوہران) آنحضرتؐ کے خاطر مبارک مین قدرے
ملالت پیدا ہوئی تب حقتعالی نے عائیشہ و حفصہ رضی اللہ عنہن کو خوف دیکر فرمایا۔ ان تتوبا الی اللہ
فقد صغت قلوبکما وان تظاہرا علیہ فان اللہ ہو مولاہ وجبریل وصالح المومنین یعنی اگر تم دونو اسے

عایشہ وحفصہ رضہ رجوع کرو طرف اللہ تعالیٰ کی تو تمکو بہتر ہے پس تحقیق پھر گئے ہین دل تمھارے
اور اگر مدد دو تم ایکدوسرے کو آنحضرت ؑ کے رنج کرنے پر پس تحقیق حق تعالیٰ مولیٰ اوسکا ہے۔ اور
جبریل اور صالح المومنین۔ تفسیر حسینی مین ذیل اس آیت کے لکھا ہے کہ صالح المومنین سے مراد
حضرت ابا بکر الصدیق اور حضرت عمر خطاب رضی اللہ عنہما ہین جو حضرت عایشہ وحفصہ کے باپ
ہین اور اپنی اولاد کی رضامندی پر رسول ؑ کی رضامندی کو مقدم رکھتے تھے۔ انتہی اور کسی عاقل
پر مخفی نہین کہ زوجین کے درمیان اکثر اوقات مین بڑے بڑے امور سے بھی رنجش پیدا ہو جاتی
ہے۔ جیسا حضرت علی اور حضرت فاطمہ مین بھی بارہا ناراضگی پیدا ہوئین منجملہ اونکے باب آیندہ مین
درج ہونگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ پس ایسی ادنی بات سے سید الکونین کی بی بیون پر طعن کرنا سراسر
شیعہ کی بدلگامی سے ہے دیکھو حضرت آدم ؑ کے قصہ مین گذر چکا ہے کہ انسان مرکب من الخطا والنسیان
ہوتا ہے حقتعالیٰ تو آدم ؑ کو بھی باوجودیکہ وہ جملہ انبیاء کے جد بزرگوار اور اعلیٰ درجہ کے نبی ہین عاصی
کہہ رہا ہے سورۃ طٰہٰ مین بتصریح موجود ہے۔ وعصیٰ آدم ربہ فغویٰ یعنی اور نافرمانی کی آدم ؑ نے رب
اپنے کی پس گمراہ ہوا۔ اب حضرت آدم ؑ کے حق مین حضرات شیعہ کا قیاس مبارک کیا ارشاد کریگا
شاید ازواج مطہرات پر تو قزلباشونکا کوئی جگری عناد ہوگا۔ [٢] دوسری آیت مستدلہ شیعہ کا جواب عسیٰ
ربہ ان طلقکن ان یبدلہ آہ اس آیت سے بھی حقتعالیٰ ازواج کو خوف دیکر اپنی قدرت کاملہ کی خبر
دیتا ہے کہ اگر تمکو نبی ؑ طلاق دیدیوے تو مین تمہارے بدلے اوسکو زیادہ خوبصورت عورتین دینے
کی قدرت رکھتا ہون نہ یہ معنی کہ یہ امر واقعہ ہوگا اور مین اوسکو دونگا۔ کیونکہ اس امر کا وقوع اور آنحضرت ؑ
کو ازواج موجودہ کے عوض مین اور ازواج طلب کرنا حلال نہ تھا جیسے حق سبحانہ وتعالیٰ سورۃ الاحزاب
مین فرماتا ہے۔ لا یحل لک النساء من بعد ولا ان تبدل بہن من ازواج ولو اعجبک حسنہن یعنی حلال
نہین واسطے تیرے یا محمد ؐ عورتین بعد ان نو عورتون موجودہ کے (جنکے اسماء مبارک آیندہ باب سے
معلوم ہونگے) قولہ ولا ان تبدل بہن آہ یعنی اور حلال نہین یہ کہ عوض مین لاوے تو ساتھ انکے
عورتون سے جیسا ایک کسیکو ان سے طلاق دیوین اور اوسکے بدلے اور کر لیوین ولو اعجبک حسنہن
اگرچہ عجب دکھلائے تجھ خوبی اونکی۔ اب واضح ہو گیا کہ رسول ؑ کے ازواج مطہرات مثل عایشہ وغیرہ
حق سبحانہ کی درگاہ مین مقبولہ تہین اور آنحضرت ؑ کے حق مین ان سے بہتر کوئی عورت نہ تہی ورنہ

اللہ تعالی اپنے حبیب کو ازواج موجودہ کے علاوہ اور ونکے عقد سے منع نہ کرتا۔ **قول شیعہ**
حضرت نوح اور لوط علیہما السلام کی بی بیان جو کافرہ ہوگئی تہین۔ رسول عم کی بی بیونکی تمثیل یہی
حق تعالی نے اونہین کے ساتھہ دی۔ چنانچہ سورۂ تحریم مین ہی دیکہو۔ ضرب اللہ مثلاً للذین کفروا
امرأت نوح وامرأت لوط الآیۃ **جواب** سبحان اللہ حضرات شیعہ اپنے کرتبون سے ندامت بھی
اوٹھاتے ہین پر استعارہ گھڑنے سے باز نہ آتے ہین۔ ایسی من گھڑت افتراؤن سے عوام کے آگے انصاف کو
اعتساف بنا کر پیش کرنا۔ گلی دیگر شگفت۔ عذر بیست بدتر از گناہ۔ بنظر انصاف دیکہو تو حقتعالی
نے ازواج نبی عم کو بلکہ جملہ مومنات کو تین عورتون سے مثال دی (۱) مسماۃ واعلہ زوجہ نوح سے
(۲) مسماۃ واہلہ زوجہ لوط سے (۳) حضرت بی بی آسیہ رضی اللہ عنہا زوجہ فرعون سے پس زوجۂ
نوح وزوجہ لوط علیہما السلام تو کافرہ ہونیکی جہت سے دنیا مین ہی معذب کی گئین زوجہ نوح رض
دریا مین غرق کیگئی اور زوجہ لوط ع سنگسار کیگئی سو باوجودیکہ یہہ دونو انبیاء علیہم السلام کی عورتین
تہین۔ اسلام کے چہوڑنیسے انبیاء کی زوجیت نے انکو کچھہ فائدہ نہ کیا اور حضرت آسیہ رض زوجہ فرعون
باوجودیکہ اشد کافر کی عورت تہی اسلام کی پابندی مین سے کافر کی زوجیت نے مثقال ذرہ
کا بھی اوسکو نقصان نہ دیا کما فی الحسینی۔ جیسا حق تعالی فرماتا ہے۔ ضرب اللہ مثلاً للذین کفروا
امرأت نوح و امرأت لوط کانتا تحت عبادین من عبادنا صالحین فخانتاہما فلم یغنیا عنہما من اللہ
شیئاً وقیل ادخلا النار آہ یعنی بیان کی اللہ تعالی نے مثال واسطے اون لوگون کے جونہین ایمان لائے
مثل عورت نوح اور عورت لوط علیہم السلام کی۔ تہین یہہ دونون عورتین زیر نکاح دو بندون کے
ہمارے نیکوکارون مین سے پس خیانت کی دونون عورتون نے اُن دونون صالحین کی پس
دفع نہ کیا دونون پیغمبرون نے دونو عورتون سے حق تعالی کے عذاب سے کچھہ آہ۔ وضرب اللہ
مثلاً للذین آمنوا امرأت فرعون اذ قالت رب ابن لی عندک بیتاً فی الجنۃ ونجنی من فرعون الآیۃ
اور بیان کی اللہ تعالی نے مثال واسطے اُن لوگون کے جو ایمان لائے ہین وہ مثل عورت فرعون
کے ہین (یعنی آسیہ دختر مزاحم) جب کہا اوسنے اے پروردگار میرے بنا واسطے میرے نزدیک
اپنے گھر بہشت مین اور خلاص کر مجھے بری صحبت فرعون سے آہ۔ اب اس مثال کا یہہ معنی ہے
کہ آنحضرت عم کے ازواج وغیرہ مومنات معاذاللہ اگر کافرہ ہوجائین تو یہہ گمان مت کرین کہ ہمکو

زوجیت پیغمبر ؑ یا اونکی قرابت ورسالت کچھہ فایدہ دیگی بلکہ اسوجہ سے مثل زن نوح و زن لوط کے دنیا اور قیامت مین معذب ہونگی اور وہی مستورات اگر ایمان مین محکم رہین تو یہ خیال مت کرین کہ ہمارے شوہران سابقہ یا آبا و اجداد جو کفار تہے اونکے سبب سے ہمین بہی نقصان پہونچیگا نہین۔ بلکہ اسوجہ سے بہی حضرت آسیہ رضؓ کی مثل جنت مین عیش کرینگی۔ نہ یہ معنی جو شیعہ نے سمجہا ہے کہ آنحضرت ؐ کے ازواج اس تمثیل سے نعوذ باللہ کافرہ ہوگئے۔ استغفر اللہ خداوند کریم نے اسطرح تو کئی ایک آیات مین تنبیہًا ارشاد کیا ہے۔ دیکہو سورۃ الزمر مین جو پارہ فمن اظلم مین ہے۔ جملہ انبیاء کو عمومًا اور رسول آخر الزمان ؐ کو خصوصًا یعنے ہر افراد کو اونمین سے خطاب کرتا ہے۔ ولقد اُوحِیَ الیکَ والی الّذین من قبلک لئن اَشرکت لیحبطنّ عملکَ ولتکوننّ من الخٰسرین۔ یعنے البتہ تحقیق وحی کیگئی طرف تیری اور طرف اُن انبیاء کے جو پہلے تجہسے تہے یعنے تجکو اور ہر ایک کو اونمین سے کہا گیا کہ اگر شریک خدا کا مقرر کرے تو۔ تو البتہ تباہ ہوجائینگے عمل تیرے اور البتہ ہوجائیگا تو زیانکارون سے۔ پس بزعم شیعہ معاذ اللہ رسول ؐ بلکہ تمام انبیاء ؑ کے دشمنو نپر بہی اشتباہ شرک کا کیا جاوے اور پارہ حم سورۃ محمد ؐ مین فرماتا ہے۔ واستغفر لذنبک یعنے استغفار کر یا محمد ؐ واسطے گناہون اپنے کے اب بتاؤ کہ رسول ؑ نے کون سے گناہ کئے تہے جنسے حقتعالی استغفار کا حکم دیتا ہے۔ افسوس اگر شیعہ اپنی پورانی پالیسی کو بدلدیتے تو رسول ؐ کے خاندان کا حال اونکو سود مند ہوتا ہ کی کنم باور مسلمانی چنین از اعتقاد ✦ طعن بر ازواج کردن و دعوے دین رسول ✦

چھٹا باب باغ فدک وغیرہ جائداد نبی ؑ کی وراثت و عدم وراثت کی بیان مین

توریث جملہ انبیاء علیہم السلام مین عمومًا اور وراثت رسول آخر الزمان ؐ مین خصوصًا علماء اہلسنت اور اہل تشیع کے درمیان جو تنازعات واقع ہین اونکی حقیقت تو کسی ذی ہوش مسلمان پر پوشیدہ نہین اور زمانہ موجودہ کے شیعون نے جسقدر اس مسئلہ مین جوش پہیلایا ہے بارہا اکثر مسلمانون کے گوش زد ہوا ہوگا پہر علماء کرام نے جو جوابات اونکو عمدہ پیرایہ مین دیئے ہین وہ بہی وقتًا فوقتًا ملاحظہ سے گذرے ہونگے۔ لیکن اگر اعتساف اور عناد کو بالائے طاق رکھکر بنظر انصاف اور راستی دیکہا جائے تو اصل مین بات کچھ بہی نہین کیونکہ کتب معتبرہ و مسلّمہ فریقین کو

کما ینبغی مطالعہ کرنیسے اس جھگڑے کا فیصلہ بہت ہی جلدی ہو سکتا ہے۔ واضح رہے کہ آنحضرتؐ کو اپنے حیات مین جائداد غیر منقولہ بوجوہ ذیل حاصل ہوئی (۱) اراضی واقعہ مدینہ منورہ بطور ہدیہ من جانب انصار رضی اللہ عنہم (۲) مال فی جیسا زمین بنی النضیر اور اراضی فدک وغیرہ (۳) مال غنیمت جیسا اراضی خیبر وغیرہ اور تفسیر خازن مطبوعہ مصر جلد ۲ کے صفحہ ۲۵۰ پر ذیل آیت واعلموا انما غنمتم آہ بعبارت طویل لکھا ہے جسکا خلاصہ یہ ہی کہ مال فی وہ ہوتا ہے جو صلح کے طور پر فوج کشی اور لڑائی کی بغیر ہی مخالفین سے امام کو حاصل ہو اور مال غنیمت وہ ہوتا ہے جو جنگ اور جدل مین بسبیل قہر و غلبہ کے حاصل ہو۔ اور عینی شرح صحیح البخاری مطبوعہ مطبع دار الطباعۃ العامرہ کے جلد ۷ مین صفحہ ۱۲۳ پر اور فتح الباری شرح صحیح البخاری جلد ۱۲ کے صفحہ ۱۳۱ پر بالفاظ مختلفہ بیک مضمون عبارت طویل مین لکھا ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ ان املاکہ التی صارت بعدہ صدقۃ ویقال صدقتہ بالمدینۃ اموال بنی النضیر وکانت قریبۃ من المدینۃ و کانت سبع حوائط وہذہ من الفی حصلت لہ صلعم حین اجلاہم واعطاہ الانصار من ارضہم وہو مما لا یبلغہ الماء یعنی آنحضرت کے املاک جو اونکے بعد صدقہ ہوئے۔ اور کہا گیا کہ صدقہ اونکا مدینہ طیبہ مین اموال بنی النضیر کے تہے اور وہ زمین ہے مدینہ شریفہ کے قریب جسکی تعداد سات باغ تہی اور یہ زمین سید عالمؐ کو بطریقہ فی حاصل ہوئی جب اوسکے مالکون کو جلا وطن کیا اور عطا کیا انصار نے آنحضرتؐ کو اپنی زمین سے بعض جو مدینہ طاہرہ کی آبی اراضیات مین سے نہ تہی یعنے نہری پانی اوسکو نہین پہنچتا تھا وکذا نصف ارض فدک وہی بفتح الفاء والدال المہملۃ بعدہا کاف بلد بینہا وبین المدینۃ ثلث مراحل وکان من شانہا ما ذکر اصحاب المغازی قاطبۃ ان اہل فدک کانوا من یہود فلما فتحت خیبر ارسل اہل فدک یطلبون من النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الامان علی ان تیرکوا نصفہا یعنی اور اسیطرح فدک کی نصف زمین۔ اور فدک بفتح فا و دال ایک موضع کا نام ہے جو مدینہ مبارکہ سے تین منزل پر واقع ہے اور اوسکا حال جیسا کہ جملہ اصحاب مغازی نے لکھا ہے یہ ہے کہ باشندگان فدک یہود لوگ تہے جب رسول خداؐ نے خیبر کو مفتوح کیا تو اہل فدک نے اونکی خدمت اقدس مین قاصد بہیجکر گذارش کی کہ وے لوگ آپ سے امن طلب کرتے ہین اس شرط پر کہ فدک کی نصف اراضی چہوڑ دیوین اور آپ اوسپر قبضہ کر لیجئے۔ پر ہمارے مقابلہ مین فوجکشی

رسول خداؐ کی تین قسم کی جائداد اور کہتی تہی۔

فدک بفتحتین نام قریہ ایست بخیبر و حجاز کہ رسول علیہ السلام آنجا باغہا حاصل شدہ بود با غہا داشت صدقہ کرده بود الصراح والقاموس والمؤید و شرح المشکوٰۃ وغیرہ ۱۲ منہ

تشریح زمین فدک

نہ کیجئے۔ اس صلح کو رسول عم نے منظور فرما کر نصف زمین فدک پر قبضہ کر لیا وکذا ثلث ارض

ولوالقری اخذہ فی الصلح حین صالح الیہود وکذا حصنان من حصون خیبر الوطیح والسلالم اخذہما

صلحاً یعنے اور اسیطرح سوم حصہ وادالقری کی زمین کا ہے جو آنحضرت عم نے وہان کے یہود سے

صلح کرنے مین لی اور اسیطرح دو قلعے ملک خیبر کے قلاع مین سے جنکا نام وطیح اور سلالم ہے اُن

دونونکو بھی صلح مین ہی حاصل کیا والخیبر افتتح عنوۃ واخذ الارض کلہا علی سبیل القہر والغلبۃ

یعنے خیبر کے ملک کو رسولخدا نے زور سے فتح کیا اور تمام زمین اوسکی بسبیل قہر وغلبہ کے حاصل کی

اب دیکھو حق سبحانہ وتعالی جلشانہ غُزوہ اور قہر سے حاصل شدہ مال غنیمت قرار دادہ کے مصرف

مال غنیمت مثل خیبر وغیرہ کی مصرف بقولہ واعلموا انما غنمتم الآیۃ

مین فرماتا ہے۔ جیسا پارہ دہم مین ہی واعلموا انما غنمتم من شیئٍ فان للہ خمسہ وللرسول ولذی القربی

والیتمی والمسٰکین وابن السبیل ان کنتم آمنتم باللہ الآیۃ۔ یعنے اور جانو تم اے مومنین جو کچھ

غنیمت پکڑا یعنے لوٹ لیا تمنے کفار کی ہر چیز سے پس تحقیق واسطے اللہ کے ہے خُمس یعنے پانچوان حصہ

اوسکا اور واسطے رسول کے اور واسطے اقربا رسول عم کے جو بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب ہین اور

واسطے یتیمون کے اور فقیرونکے اور مسافرون کے اگر ہو تم ایمان لائے ساتھ اللہ جلشانہ کے

پھر آنحضرت صم کا یہی دستور تھا کہ غنیمت کا خمس یعنے پانچوان حصہ اس آیت شریفہ کے مطابق

نکالکر مستحقین مذکورین کو پہونچا دیتے تھے اور چار اخماس باقیماندہ کو مجاہدین غانمین مین جسطرح

کہ ہر ایک افراد کو اونمین سے آتا تھا بانٹ دیتے تھے زمانہ نبوت گیا بلکہ زمانہ موجودہ تک کے سب امرا

اسلام اس حکم کی برابر تعمیل کرتے رہے۔ البتہ بموجب کتب تواریخ کئی ایک سلاطین نے اس معمول

کا خلاف بھی کیا ہے۔ مگر عدم فرصت شواغل سے اونکے نام ترک کرکے اصلی مطلب لکھتا ہون کیونکہ

جب شیعہ کا ایسے سلاطین کیطرف کچھ خیال ہی نہین تو ہمین کلام طویل سے کیا غرض ہے۔ علماء شیعہ

نے بھی مال غنیمت کی تحقیق اور اوسکی تقسیم کو وجہ مذکورہ سے ہی لکھا ہے۔ منجملہ کتب شیعہ کی دیکھو

جامع عباسی پانزدہ بابی مطبوعہ مطبع نولکشور کے صفحہ ۲۰ سے ۲۲ تک بعبارت طویل لکھا ہے

جسکا خلاصہ یہ ہے کہ بدانکہ غنیمت مالی ست کہ جہاد کنندگان بسبیل قہر وغلبہ گرفتہ باشند وآن

سہ قسم است اول آنچہ قابل نقل وتحویل باشد چون اثاث البیت وآنچہ بدان مانند انگاہ امام را

میباید کہ خمس آنرا بمستحقان رساند پس غنیمت را میانہ جہاد کنندگان مسلمانان کہ در جنگ حاضر

شدہ باشند قسمت نماید قسم دوم آنچہ قابل نقل و تحویل نباشد چون شہرہا و رہگذرہا و دہ کدہ ہا
وزمین و خانہ و آنچہ بدینہا ماند بقہر و غلبہ گرفتہ باشد و در وقت جنگ آبادان باشد بعد از اخراج
خمس از آنہا یا از حاصل آنہا آنچہ ماند تعلق بمسلمانان دارد و مخصوص بجہاد کنندگان نیست و
متولی آن امام یا نائب اوست کہ حاصل آنرا صرف مصلح مسلمانان نماید چون حفظ سرحدہا و بستن
پلہا و معونت جہاد کنندگان و باحتیاج عاملان شہرہا و قاضیان ولایتہا و مؤذنان و آنچہ بدینہا
ماند فروختن و وقف نمودن و ہبہ کردن اینہا جائز نیست آہ قسم سوم اسیرانے اند کہ در جنگ گاہ بدست
افتند۔ اس عبارت کا البقایا حاشیہ پر دیکھو۔ انتہی ملخصاً و مختصراً من عینہ۔ عزیز و اس تحریر کو ذرہ امعان
کی نظر سے ملاحظہ فرمانا کیونکہ آخر آپکے انصاف سے ہی اس قضیہ کا فیصلہ ہوگا مال غنیمت مثل خیبر و غیرہ
کی تشریح بمعہ مستحقین تو آنپر آیت مجید اور روایات فریقین مذکورہ بالا سے بخوبی جانچ لی ہی۔ اب اموال
فئی مثل باغ فدک و غیرہ کی کیفیت جیسا کہ پہلے مذکور ہوئی ہے معہ اونکے مستحقین کے حسب ذیل گذارش
کیجاتی ہے۔ دیکھو حقتعالی جل جلالہ پارہ قد سمع اللہ کی سورۃ الحشر مین فرماتا ہے۔ وما افاء اللہ
علی رسولہ منہم فما اوجفتم علیہ من خیل و لا رکاب ولکن اللہ یسلط رسلہ علی من یشاء واللہ علی کل
شئ قدیر۔ یعنی جو کچھ کہ فی کیا اللہ نے اپنے رسول پر مال کفار مین سے پس نہین دوڑائی تمنے اوسکے
حاصل کرنی پر گہوڑے اور نہ اونٹ اور لیکن اللہ مسلط کرتا ہے اپنے رسولون کو جسپر چاہتا ہے اور اللہ اوپر
ہر چیز کے قادر ہے۔ پھر اسکے بعد اللہ تعالی اس مال کے مستحقین کو یاد فرماتا ہے۔ ما افاء اللہ علی رسولہ
من اہل القری فللہ وللرسول ولذی القربی والیتمی والمسکین وابن السبیل کیلا یکون دولۃ بین الاغنیاء
منکم وما آتیکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا الآیۃ۔ یعنی جو کچھ کہ فی کیا اللہ نے اوپر رسول ع اپنے
کے اموال اور املاک بستیون والون مین سے پس وہ واسطے خدا کے ہے اور واسطے رسول کے
اور قرابت والون کی اور یتیمون کے اور مسکینون کے اور واسطے مسافرون کے تاکہ نہو جائے
برتاؤ دولت مندونکا تم مین سے پھر اللہ تعالی فرماتا ہے کہ مال فی للفقراء المہاجرین الذین الی
قولہ ہم الصدقون۔ یعنی واسطے فقراء ہجرت کرنیوالون کے ہے۔ بقایا ترجمہ اس آیت کا اس رسالہ کے
صفحہ ۴۹ اپر گذر گیا ہے۔ پھر اسکے بعد اللہ تعالی فرماتا ہے۔ والذین تبوؤا الدار والایمان من قبلہم یحبون
من ہاجر الیہم الآیۃ۔ یعنی اور یہ مال واسطے اون لوگون کے ہے کہ جگہ پکڑی ہے اونہون نے سرائے

مال فئی مثل فدک وغیرہ کے مصرف لقولہ ما افاء اللہ علی رسولہ الآیۃ

ہجرت مین یعنی مدینہ مین اور ایمان مین پہلے مہاجرین مین سے (مراد انصار ہین جنہون نے ہجرت
سے پہلے دو سال رسول ع کی خاطر مساجد تیار کین) یحبون من ہاجر الیہم دوست رکھتے ہین اونکو
جو ہجرت کرتے ہین طرف اونکی آہ پھر اس آیت کے بعد اللہ تعالی فرماتا ہے۔ والذین جاؤ من بعدہم
یقولون ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلاً للذین آمنوا الآیۃ۔
یعنے اور یہ مال واسطے اون لوگون کے ہے جو آئے پیچھے اونکے یعنے تابعین جو کہتے ہین اے رب ہمارے
بخش ہمکو اور ہمارے بہائیون کو وہ جو آگے لائے ہمسے ایمان اور نہ کر بیچ دلون ہمارے کے برائی واسطے
اون لوگون کے جو ایمان لائے آہ اب معلوم ہوگیا کہ مال فی مثل فدک وغیرہ کے مصرف کوئی رسول ع کے
اقربا ہی نہین ہین بلکہ جملہ یتیمان جو صاحب نصاب نہون اور فقیران و مسکینان و بے زادگان
اصحاب کبار یعنی مہاجرین و انصار رض اور اونکے تابعدار تا قیام الساعت علیہم الرحمۃ جسطرح کہ حق سبحانہ
و تعالی نے ارشاد کیا ہے اوسکے حقدار ہین آور معلومات مین سے ہے کہ غنیمت اور فی کا مال منقولہ
مثل نقود و متاع وغیرہ وغیرہ تو حاصل ہوتے ہی اوسکے مستحقین کو دیدیا جاتا ہے۔ یعنے جو اوسوقت
موجود ہون۔ اور غیر منقولہ مثل اراضی وغیرہ مین سال بسال اوسکی پیدایش مین سے حکم بالا کی تعمیل
کیجا سکتی ہی۔ سوا آنحضرت ع اور اونکے خلفاء علیہم الرضوان پھر اونکے بعد دیگر آئمہ رح وجہ مذکورہ
سے ایک ذرہ ہی برخلاف نہین ہوئے کما سیاتی انشاء اللہ تعالی۔ اور حضرات شیعہ روایات صحیحہ
تو بجائے خود رہین بلکہ آیات شریفہ ربانی کو بھی پس پردہ رکھکر محض دنیا فانی کی لالچ مین مبتلا کیسے
ہوئے کہ جو کچھہ منھہ مین آیا اوسکے بکنے کا صرفہ نہ کیا ببغض اصحاب مین کیا کیا افترا کئے۔ دیکھو معترض نے
منبع الانصاف کے صفحہ ۱۰ سے ۱۳ تک بعبارۃ طویل تحریر کیا جسکا خلاصہ نقل کرکے پھر اوسکا جواب
لکھتا ہون **قولہ** اصحاب رسول ع نے آیت تطہیر اور حدیث ثقلین سے بالکلیہ کنارہ کیا تا آنکہ
باغ فدک مقبوضہ و مملوکہ سیدہ فاطمہ ع کو اپنے قبضہ مین کرلیا۔ پس قبضہ سیدہ کو اوٹھاکر اپنا قبضہ
بلکہ سیدہ طاہرہ پر کرنا اس سے زیادہ کیا تصریح ترک ثقلین کی ہوگی کہ نہ آیت تطہیر کا خیال رہا اور نہ
صاحبان تطہیر کے قبضہ اوٹھانیکا لحاظ باقی رہا۔ پس اتباع ثلثہ معہ ثلثہ بدیہتہً ہرگز متمسک
ثقلین نہوئے اور بسبب مخالفت ثقلین کے مین تکذیب رسول ہے آہ ملخصاً مختصراً۔ **جواب**
آیت تطہیر جسکو ہم پانچوین باب مین لکھ چکے ہین اوسکے دیکھنے سے بخوبی ثابت ہوسکتا ہے کہ اصحاب

رسول ؐ نے آیت تطہیر سے ہرگز کنارہ نہین کیا بلکہ من کل الوجوہ موافقت کی ہی۔ اب ہمکو اوسکے دوبارہ لکھنے کی کچھہ حاجت نہین۔ اور حدیث ثقلین جسکو ہم اس کتاب کے صفحہ ۷ و ۸ پر لائے ہین اوسمین بتصریح موجود ہے کہ قرآن اعظم الثقلین ہے اور دونون ثقل باہم موافق ہین نہ مخالف۔ پھر دونونکا جدا ہونا بھی غیر ممکن ہے کما مرّ پس اعظم الثقلین کا تمسک عین اصغر الثقلین کا تمسک ثابت ہوا۔ پھر اوپر کی تحریرات مندرجہ باب ہذا مین قرآن سے مذکور ہوا کہ فدک وغیرہ جائداد ملکیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہین تھی جو جناب سیدہ کی مملوکہ بنجاتی بلکہ وہ جائداد بطور فئی حاصل ہوئی تھی اہل سنت اور شیعہ کا یہ اتفاقی مسئلہ ہے۔ پھر قرآن سے ہی ہم ثابت کر چکے ہین کہ فدک وغیرہ جائداد جو بطریقہ فئی حاصل ہوئی وہ بیت المال تھا جسکے مصرف بھی قرآن سے لکھے گئے تو اب اوسکو معترض کی مثل حضرت فاطمہ کا مملوکہ و مقبوضہ کہنا عین تکذیب ثقلین ہے استغفر اللہ اور جناب رسول ؐ و اصحاب رسول ؐ کیطرح اوسکو مستحقین مذکورین پر صرف کرنا عین تصدیق ثقلین ہے۔ واللہ ہو الہادی

قولہ صحیح بخاری وغیرہ جمیع صحاح الستہ مین باسناد مروی ہے کہ فرمایا رسولخدا ؐ نے الفاطمۃ بضعۃ منی فمن اغضبہا فقد اغضبنی۔ یعنی فاطمہ پارہ گوشت مجھسے ہے۔ پس تحقیق جسنے غضبناک کیا فاطمہ کو اوسنے غضبناک کیا مجھکو اور نیز کتب صحاح الستہ مین ہی۔ الفاطمۃ بضعۃ منی یریبنی من ارابہا ویوذینی من اذاہا۔ جسکا حاصل یہ ہے کہ تہمت فاطمہ رض پر تہمت مجھپر ہے اور ایذا اوسکا ایذا مجکو ہے پس وہ دختر پیغمبر ؐ با برقعہ و چادر مجمع اصحاب بدر مین پیادہ پا تشریف لائین اور اظہار دعوی فدک کیا اور فرمایا کہ میرے بابا نے مجکو یہ باغ فدک ہبہ کیا تھا اور ہبہ نامہ بھی پیش کیا۔ اور جناب معصومہ اپنے دعوے پر جناب علی مرتضی رض کو بھی مع ام ایمن رض کے گواہ لائین پس اصحاب رسول یعنی ابوبکر نے بنت رسول ؐ کے ساتھ یہہ دغا و مروت دین ظاہر کی کہ دختر پیغمبر کو جھوٹا قرار دیکر بالکلیہ محروم پھیرا۔ خود فاطمہ معصومہ کی تشریف لانیکا بھی خیال نہ کیا اور نہ دعوے ہبہ کو زبان صدیقہ طاہرہ سے لایق سماعت جانا اور نہ میراث فاطمہ رض کو تسلیم کیا اور نہ گواہی علی کو معتبر مانا جسنے سیدۃ النساء اپنی حیات مین ثلثہ کے ساتھہ ہمکلام نہ ہوتین صحیح بخاری وغیرہ مین بہ تصریح موجود ہے۔ غضبت فاطمۃ علی ابی بکر ولم تتکلمہ حتی ماتت یعنی غضبناک ہوئین جناب فاطمہ ابوبکر پر اور ہمکلام نہ ہوتین بہ سبب رنج کے یہان تک کہ

استدلال شیعہ بحدیث الفاطمۃ بضعۃ منی اور اسکا جواب

شیعہ کا ڈھکوسلہ کہ فاطمہ ؑ نے ابوبکر رض سے فدک بطور ہبہ اور اِرث کی طلب کیا

انتقال فرمایا۔ پس ایذا فاطمہ عین ایذا رسول ہے اور ایذا رسول عین ایذا اللہ تعالیٰ ہے۔ اور حق تعالیٰ نے ایسے موذیون کی نسبت بتصریح فرمایا ہے۔ انّ الّذین یُؤذون اللہ و رسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والآخرۃ ط یعنے تحقیق وہ لوگ کہ موذی ہین خدا اور رسول خدا کے لعنت کرتا ہے۔ اون پر خدا تعالیٰ دنیا اور آخرت مین انتہی من عینہ ملخصاً۔ **جواب** ۔شیعہ کی عادت ہے کہ ضعفاء اہلسنت کو جہان تنہا دیکھین تو ایسے تخیّل باطلہ دل مین ڈالدیتے ہین۔ جنسی خواہ نخواہ وسوسہ اور تردد پیدا ہو جائے۔ معترض کو مناسب تھا کہ پہلے حدیث (الا فاطمۃ بضعۃ منی یؤذینی من اذاھا) کا مورد دیکھ لیتا اور معلوم کرتا کہ اسکے وارد ہونیکا کیا باعث ہے۔ کیونکہ اسکے مورد سے تو یہ ثابت ہے کہ جناب فاطمہ رضہ کو پہلے پہل جناب علی مرتضی نے ہی ایذا دیا ہے۔ دیکھو وہی صحاح ستہ مستدلہ معترض سے مصرح ہے کہ حضرت علی نے بنت ابی جہل سے نکاح کا قصد کیا۔ پس حضرت فاطمہ رضہ رنجیدہ ہو گئین اور غصہ مین آئین تب اسبات کی نوبت حضور عم تک پہونچی آنحضرت علیہ السلام منبر پر تشریف لائے اور حمد و ثناء الٰہی کے بعد جوش سے فرمایا کہ اے لوگو علی ابن ابی طالب میری بیٹی سیدۃ النساء پر دختر ابوجہل کو نکاح کرنا چاہتا ہے۔ اسکا اذن مین تو ہرگز نہ دونگا تین بار تاکید " فرمایا کہ کبھی نہ اذن دونگا۔ اوقت تو کہ ان یطلق ابن ابی طالب ابنتی و ینکح ابنتہ فانہا بضعۃ منّی یریبنی من ارابہا و یؤذینی من اذاہا رواہ الترمذی فی الجلد الثانی وقال ہذا حدیث حسن صحیح۔ یعنے یہ کہ علی ابن ابی طالب میری بیٹی کو طلاق دیدیوے اور دختر ابوجہل کو نکاح کر لیوے کیونکہ فاطمہ پارۂ گوشت میرے سے ہے تہمت دی مجکو جسنے تہمت دی اوسکو اور ایذا دیا مجھے جس نے ایذا دی اوسکو۔ اس حدیث کو ترمذی نے جلد دوم مین باسناد صحیح روایت کیا ہے۔ اب بزعم شیعہ استغفر اللہ حضرت علی بھی جناب فاطمہ کو ایذا دینے کی جہت سے انّ الّذین یؤذون اللہ و رسولہ الآیۃ مین شامل ہونگے معاذ اللہ۔ اور معترض کی تقریر سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب علی اور حضرت سیدہ مسائل شرعیہ سے حسب وجوہ ذیل بہت ہی ناواقف تھے (۱) جناب سیدۃ النساء نے باغ فدک کے ہبہ کا دعوی کر کے ہبہ نامہ بھی پیش کیا اور وراثت بھی طلب کی سبحان اللہ۔ این عجیب گوفہ شگفتہ است۔ اتنا تو قیاس کیا ہوتا کہ ہبہ اور چیز ہے۔ اور وراثت کچھ اور۔ معاذ اللہ شیعہ کی یہ بیہودہ گوئی اس امر کو ثابت کر رہی ہے کہ حضرت علی اور معصومہ وراثت اور ہبہ مین کچھ بھی تمیز

نہ رسول عم نے فاطمہ رضہ کو فدک دیا اور نہ فاطمہ نے ہبہ کا دعوی کیا۔

نہین کرسکتے تہے (۲) جناب علی ع اور بیوی ام ایمن کا سیدہ فاطمہ کے دعوے ہبہ مین شہادۃ دینا محض شیعہ کے منقربات مین سے ہے کیونکہ حق سبحانہ وتعالیٰ تو پارۂ تلک الرسل مین شہادۃ کی نصاب کا حکم اسطرح کرتا ہے۔ واستشہدوا شہیدین من رجالکم فان لم یکونا رجلین فرجل وامرأتان الآیتہ۔ یعنی اور شاہد کرو تم اوپر معاملے اپنے کے دو گواہ مردون اپنے سے یعنی مسلمان بالغ آزاد پس اگر نہون دو مرد گواہ اتفاق زمانہ سے تو پس ایک مرد اور دو عورتین ہون گواہون مین سے۔ اور معلومات مین سے ہے کہ جملہ افراد امت محمدیہ ادنیٰ سے اعلیٰ تک حکم ربانی کے محکوم ہین۔ پھر بتاؤ کہ حضرت فاطمہ رض نے دعوے ہبہ کے اثبات مین شہادت کاملہ کیون نہ پیش کی اور حضرت علی رض عالم ماکان ومایکون نے بہی یہ نہ سوچا کہ معاملات مین قرآن نصاب شہادۃ حکم دیتا ہے ہم فرقان حمید کے برخلاف گواہی پر تکلیف نہ اوٹھائین (۳) اراضی فدک مال فئی جسکو قرآن شریف بیت المال کہہ رہا ہے اوسمین سب مستحقین کے حقوق توڑکر حضور ع کسطرح اپنی دختر نیک اختر کو بروئے ہبہ دے سکتے تہے اور اونکے نہ دینے مین جناب فاطمہ رض کو دعوی ہبہ کا کیا استحقاق حاصل تہا۔ الغرض نہ جناب سیدہ نے ہبہ کا دعوی کیا تہا اور نہ حضرت صادق المرتضی نے محض دروغ بے فروغ شہادۃ دی تہی دیکہو شیعہ کی کتنی چالاکی ہے کہ اپنی موضوع روایت کی نسبت باہلبیت کردی اور بعض اصحاب مین اہلبیت کو بھی بدنام کیا استغفر اللہ اگر شیعہ کہین کہ جناب سیدہ کی ہبہ کا دعوے کرنا اہل سنت کی بہی بعض کتابون مین لکھا ہے تو جواب یہہ ہے کہ اہلسنت کی کسی اصح الکتاب مین ہبہ کا نام کیا بلکہ نشان تک بہی نہین دیکہا گیا۔ معہذا مشکوۃ مطبوعہ مطبع انصاری دہلوی مین باب الفئی کے صفحہ ۳۴۸ پر مروی ہے۔ عن المغیرۃ قال ان عمر ابن عبد العزیز قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ کانت لہ فدک فکان ینفق منہا وان فاطمۃ رضی اللہ عنہا سئلتہ ان یجعلہا لہا فابی فکانت کذالک فی حیات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حتی مضی لسبیلہ فلما ان ولی ابوبکر عمل فیہا بما عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی حیاتہ حتی مضی لسبیلہ فلما ان ولی عمر عمل فیہا بمثل ما عملا حتی مضی لسبیلہ الخ مختصراً من عینہ۔ یعنی مغیرہ عمر ابن عبد العزیز کی زبانی روایت کرتا ہے کہ رسول خدا م کے تحت مین باغ فدک تہا جسکو آنحضرت ع محتاجون پر صرف کرتے تھے۔ اور فاطمہ ع نے آنحضرت ع سے طلب کیا کہ مجھے فدک دیدیوین پر آنحضرت ع نے انکار کیا اور نہ دیا پس آنحضرت ع

اپنی زندگی مین اسیطرح اوسکو خرچ کرتے رہے - جب ابوبکر رضہ والی ہوئے تو وہ بھی سید الکونین کی ہی طرح اوسکو محتاجون پر صرف فرماتے رہے پہر جناب عمر رضہ نے بہی اپنے عہد مین اون دونوکی طرح ہی عمل کیا - اب اس حدیث سے ہبہ کے مدعین کا اساس گر گیا - پس اگر کسی مجتہد اہلسنت کی کلام سیدہ کے دعوے ہبہ مین دیکھی بہی جائے تو اوسکا قول ہم سہو پر محمول کرینگے - کیونکہ سہو اور نسیان کی قید سے بری ہونا انسان مرکب الخطا کا منصب نہین - مشکوۃ مطبوعہ مطبع مذکور جو ۱۳۰۲ھ مین چہپی ہے اوسکے باب العمل فی القضاء مین صفحہ ۳۱۶ پر بقلم باریک بین السطور لکہا ہے - کہ المجتہد یخطی ویصیب والکل ماجور یعنی مجتہد کبھی خطا کرتا ہے اور کبھی اپنے اجتہاد مین پہونچتا ہے حال آنکہ ہر طرح ثواب یاب ہوتا ہے - پس مدعیین ہبہ فدک کا قول جو روایات صحیحہ سے بالکل مخالف ہے اون قائلین کے خطا پر حمل کیا جائیگا - دیکہو عینی شرح صحیح بخاری مطبوعہ مطبع دار الطباعۃ العامرہ کے جلد ۷ مین صفحہ ۱۲۲ پر بتصریح لکہا ہے - فان قلت رووا ان فاطمۃ علیہا السلام طلبت فدک وذکرت ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اقطعہا ایاہا (یعنی وہبہا) وشہد علی رضی اللہ عنہ علی ذالک فلم یقبل ابابکر شہادتہ لانہ زوجہا قلت ہذا لا اصل لہ ولا یثبت بہ روایۃ انہا ادعت ذالک وانما امر مفتعل لا یثبت انتہی من عینیہ - یعنی اگر کہے تو اے سائل کہ کئی ایک لوگون نے نقل کیا ہے کہ حضرت فاطمہ ع نے حضرت ابوبکر رضہ سے فدک طلب کرنے مین دعوی کیا کہ رسولخدا نے یہ باغ فدک مجہے بخشدیا تھا اور اسپر مولا علی رضہ نے بھی شہادۃ دی جسکو ابوبکر نے مدعیہ کا زوج جانکر اونکی اس شہادۃ کو قبول نہ کیا - مین اسکے جواب مین کہتا ہون کہ یہہ ایسا قول ہے کہ جسکا بالکل اصل ہی نہین اور نہ ہی ثابت ہوا ہے کہ جناب سیدہ نے ہبہ کا دعوی کیا ہو آہ - یہان بدلائل مذکورہ معترض کو فدک کی ہبہ کا جواب تو عمدہ تحریرات مین ملگیا - مگر اب اونکو تعصب کی پٹی آنکہون سے اوتار کر بغور وانصاف راہ راست پر چلنا چاہیے - اب وہ حدیث مستدلہ معترض زیر قلم لائی جاتی ہے - جسمین حضرت فاطمہ رضہ وعباس نے فدک وغیرہ کو حضرت ابوبکر سے بطور وراثت کے طلب کیا تہا اور وہ یہ ہے - صحیح بخاری مطبوعہ مطبع میمنہ مصری کے نصف آخر کتاب الفرائض مین صفحہ ۱۰۵ پر مروی ہی عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت ان فاطمۃ والعباس اتیا ابابکر یلتمسان میراثہما من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہما حینئذ یطلبان

المجتہد یخطی ویصیب والکل ماجور

فاطمہ وعباس رض کا ابوبکر رضہ سے فدک وغیرہ بطور وراثت مانگنا

ارضہما من فدک وسہمہا من خیبر فقال لہما ابو بکر سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
یقول لا نورث ماترکنا صدقۃ انما یاکل آل محمد من ہذا المال قال ابو بکر واللہ لا ادع امراً رأیت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یصنعہ فیہ الا صنعتہ قال فہجرتہ فاطمۃ فلم تکلمہ حتی ماتت انتہی من عینیہ-
یعنے حضرت فاطمہ رض اور عباس[1] رض دونون خلیفۂ اول حضرت ابوبکر رض کے حضور مین آئے-
جو اپنی میراث پس ماندہ سید الکونین سے چاہتے تہے اور دونون اسوقت زمین فدک سے اور حصہ
اپنا خیبر سے طلب کرتے تہے- پس اُن دونون کو حضرت ابابکر رض نے فرمایا کہ مینے رسول ع سے
سنا ہے کہ فرماتے تہے ہم کسیکو وارث نہین کرتے جو کچہہ ہم چہوڑ جاوین وہ صدقہ ہوتا ہے- جز این
نیست کہ آل محمد اس مال کا بعض بطور نفقہ کہائیگی- ابوبکر رض نے کہا کہ مجہے اللہ تعالی کی قسم ہے
کہ نہین چہوڑونگا مین اوس امر کو جو دیکہا ہے مین نے رسولخدا کو کرتے تہے اوسمین مگر مین بہی اوسطرح
کرونگا- یعنی جیسا رسول ع سال تمام کا خرچ نکالکر اقربار کو دیتے تہے اور باقیماندہ غربار و مساکین
پر صرف فرماتے تہے اور بیت المال مین اندراج کرتے تہے- مین بہی اونہین کی پیروی کرونگا- کہا
راوی نے پس اوٹہ گئی فاطمہ رض ابوبکر رض کے حضور سے اور نہ کلام کیا ابوبکر سے وراثت مین تاآنکہ
انتقال فرمایا- اور صحیح بخاری کی کتاب المغازی مین بحدیث طویل لکہا ہے جسکا خلاصہ معہ اسناد
حسب ذیل ہے- حدثنا یحیی بن بکیر حدثنا اللیث عن عقیل عن ابن شہاب عن عروۃ عن عائشۃ
رضی اللہ عنہا ان فاطمۃ بنت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارسلت الی ابی بکر رضی اللہ عنہ تسئلہ
میراثہا من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مما افاء اللہ علیہ بالمدینۃ وفدک وما بقی من خمس خیبر
فقال ابو بکر رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلعم قال لا نورث ماترکنا صدقۃ وانی واللہ لا اغیر شیئاً
من صدقۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عن حالہا التی کان علیہا فی عہد رسول اللہ ع فوجدت
فاطمۃ رض علی ابی بکر فی ذالک فہجرتہ فلم تکلمہ حتی توفیت وعاشت بعد النبی علیہ السلام الی ستۃ
اشہر الخ ملخصاً من عینیہ- یعنی جناب فاطمہ رض نے حضرت ابوبکر رض کی عالیخدمت مین آدمی بہیجکر
اپنی میراث طلب کی جو آنحضرت ع سے باقی رہی تہی منجملہ اوس جائداد کے جو اللہ تعالے نے اپنے
نبی پر فئی کی تہی مدینہ مین اور موضع فدک مین اور جو کچہہ خیبر کے خمس سے باقی رہا پس ابوبکر رض نے کہا کہ
آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ ہم گروہ انبیار کسیکو وارث نہین کرتے جو کچہہ چہوڑ جاوین

[1] حضرت فاطمہ اور عباس رض ... اس حدیث سے واضح ہو گیا کہ ... [illegible] ... انتقال کے بعد حضرت عباس ... رضی اللہ عنہ ... [illegible] ... سنہ [illegible]

بخاری کی حدیث غضبت کی توجیہ

صدقہ ہوتا ہے۔ اور مجھے اللہ تعالیٰ کی قسم ہے کہ آنحضرتؐ کے صدقہ مین سے کچھ نہ متغیر کرونگا اوسکو اوسکے حال پر چھوڑونگا۔ جیسا حضرت رسولؐ کے زمانہ مین تھا۔ پس غمناک ہوئین حضرت سیدہ ابی بکر رضؓ پر اسکے طلب کرنے مین پھر ابو بکر سے منقبض ہوگئین اور نہ کلام کیا اون سے وراثت مین تا آنکہ انتقال فرمایا اور بعد رسولؐ کے چھ مہینہ تک زندہ رہین۔ اب پوشیدہ نہ رہے کہ وجدت کے لغوی معنی غمتمت وندمت کے آئے ہین۔ رُوات اصل نے اسیطرح استعمال کیا ہے اور بعض آئمہ نے لکھا کہ وجد علیہ غضب کے معنے بھی ادا کرتا ہے۔ جیسا قاموس المحیط مین ہے۔ لہذا اس بنا پر بعض رُوات فرع مثل عبدالعزیز بن عبداللہ وغیرہ نے وجد کو غضب قرار دیکر وجدت فاطمہ کی جگہہ غضبت فاطمہ نقل کیا ہے۔ جیسا صحیح بخاری کے جلد اکی جزو ۱۲ مین پایا گیا۔ لیکن ہم کہتے ہین کہ یہ غضب اور وجد یعنے غم مقتضی بشریت پر مبنی تھا۔ جیسا بارگاہ خداوندی کے اکثر مقبولین کا دستور ہوتا ہے کہ ترک عزیمت مین بھی اونکو ملال اور غم پیدا ہو جاتا ہے۔ الا ایسا حال من اغضبہا فقد اغضبنی کی وعید مین داخل نہین ہو سکتا کیونکہ اغضبہا کے یہ معنے ہین کہ حضرت سیدہ رضؓ کو کوئی شخص محض ہوا نفسانی کی غرض سے اگر ناراض کرے تو وعید کے محل مین داخل ہوگا نہ یہ کہ رسولؐ کی پیروی کرنے اور احکام شرع جاری کرنے مین جناب فاطمہ رضؓ غضبناک ہو جائین تو یہ بھی وعید مین داخل ہو جائے۔ معاذ اللہ اگر ایسا ہو تو لازم آئیگا کہ نعوذ باللہ من ذالک حضرت علیؓ بھی وعید مین داخل ہو جائین۔ کیونکہ جناب علی اور جناب فاطمہؑ کے درمیان مین بھی کئی بار غیظ اور غضب کے معاملے درپیش آئے ہیں منجملہ اونکے ایک وہ جو حضرت علی رضؓ نے ابو جہل بن ہشام کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہا جسکے سبب سے حدیث مشہورہ اغضاب وارد ہوئی جسکو بالفاظم و بشر عنقریب ہم لکھ چکے ہین۔ اور منجملہ اونکے ایک وہ جو فریقین کی مسلمہ کتاب روضۃ الشہدا مطبوعہ مطبع حیدری بمبئی کے باب پنجم مین صفحہ ۱۴۸ پر مروی ہے کہ روزے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بخانہ فاطمہ آمد علی رضؓ را آنجا ندید از فاطمہ رضؓ پرسید کہ پسر عم تو کجا است گفت یا رسول اللہ میان من ووی چیزے واقع شد خشم کردہ بیرون رفت ونزد من قیلولہ نفرمود رسولؐ کسی را فرمود کہ ببین کہ وے در کجا است آنکس آمد وگفت یا رسول اللہ وے در مسجد در خواب است رسولؐ آنجا رفت وبرا دید خفتہ ورداۓ او از دوش او فتادہ ودوش مبارکش خاک آلود شدہ رسولؐ

حضرت علی رضؓ اور فاطمہ رضؓ کے درمیان بھی کئی بار غیظ و غضب کے معاملے درپیش آئے۔

آن خاک را بدست مبارک خود از دوش او دور میکرد و میگفت قم یا ابا تراب و قم یا ابا تراب
انتھی من عینہ۔ اور منجملہ اونکے ایک وہ جو کتاب ہدایات الرشید مطبوعہ مطبع قدوسی دہلوی کی
صفحہ ۵۶۸ پر لکھا ہے کہ ایک کنیزک حضرت جعفر طیار نے بھیجی تھی اور جناب سیدہ نے جناب امیر ع
کا سر مبارک اوسکی کنار مین دیکھکر کسقدر غیظ و غضب فرمایا کہ جناب امیر کی قسمون کو کہ کوئی امر واقع
نہین ہوا سچا نجانا۔ اور حضرت ص کے پاس جاکر شکایت فرمائی۔ اور منجملہ اونکے ایک وہ کہ جب
خلفاء ثلثہ نے جور کرنا اہلبیت پر بزعم شیعہ شروع کیا اور جناب امیر ع نے بحکم خدا تعالی و بوصیت
رسول اللہ ص صبر و سکوت فرمایا تو جناب سیدہ یہانتک ناخوش ہوئین کہ کلمات مستہجنہ بحق
جناب امیر ع مثل جنین پردہ نشین و خائنین در خانہ گریختہ فرمائے حال آنکہ حکم جناب رسالت مآب
ہوچکا تھا یا فاطمۃ لا تعصی علیًا فان غضب غضبت بغضبہ[ے] اور یہ واقعہ جناب سیدہ کی وفات کی
قریب ہوا تھا۔ پس اگر حکم من اغضبہا فقد اغضبنی کلیہ ہے تو یہ واقعات بھی داخل عموم حکم ہوکر
وعید مین شمار ہونگے اور اگر کلیہ نہین تو طعن ہی سراسر پوچ ہے پس اس صورت مین جب ابوبکر
صدیق رض نے ایک کام موافق حکم شرع کیا اور جناب سیدہ اوسپر ناخوش ہوئین تو صدیق اکبر
پر کوئی طعن اور وعید عائد نہین ہوسکتا۔ انتہی من عینہ۔ اور ہجران و عدم کلام حضرت فاطمہ ع
کا امیر المومنین جناب ابی بکر رض سے بنا بر روایات سیاق و سباق طلب وراثت مین تھا یعنی
جناب سیدہ نے جب جناب ابوبکر رض سے رسول پاک کی حدیث لا نورث ما ترکنا صدقۃ سنی تو اوسکے
بعد ابی بکر رض سے وراثت مذکورہ کے طلب کرنے مین کلام نہ کیا۔ دیکھو فتح الباری شرح صحیح بخاری
مطبوعہ مطبع انصاری دہلوی کے جلد ۱۲ مین صفحہ ۳۰ پر لکھا ہے کہ ولم تکلمہ یعنی فی ذالک
المال وکذا نقل الترمذی عن بعض مشائخہ ان معنی قول فاطمۃ رض لابی بکر و عمر رض لا اکلمکما ای
فی ہذا المیراث انتہی من عینہ۔ یعنی جب سیدہ نے حدیث مذکور کو سنا تو نہ کلام کیا ابوبکر سے اس مال
مین اور ترمذی نے بھی بعض رسالون مین اپنے بعض مشائخ سے نقل کیا ہے کہ فاطمہ معصومہ کا یہ
قول جو اونہون نے شیخین کو کہا کہ مین آپسے ہمکلام نہونگی۔ اسکا معنی یہ ہے کہ اس میراث کے طلب
کرنے مین دوبارہ کلام نہ کرونگی۔ اور عینی شرح صحیح بخاری مطبوعہ مطبع دار الطباعۃ العامرہ کی
جلد ۷ مین بصفحہ ۳۲ العینیہ مروی ہے کہ انما کان ہجرہا انقباضًا عن لقائہ رضی اللہ تعالی عنہ و

ے لفظ بغضبہ لینے او سے فاطمہ حضرت
علی رض سے غضبناک ہو تو لازم آتی ہے
اگر علی غضبناک ہو تو لاوے
ساتھ ہی یہ بھی ہے کہ ابی بکر غضبناک
ہو جاویگا ۱۲ منہ

لیس ہذا من الہجران المحرم وانما المحرم من ذالک ان یلتقیا فلم یسلّم احدہما علی صاحبہ ولم یرد احدٌ علی انہما التقیا وامتنعا من التسلیم ولو فعلا ذالک لم یکونا متہاجرین الا ان تکون النفوس مظہرۃ للعداوۃ والہجران وانما لازمت بیتہا فعبر الراوی عن ذالک بالہجران انتہیٰ من عینہ ملخصاً یعنے سوائے اسکے نہیں کہ فاطمہ رضؓ کی ہجرت۔ ابوبکر رضؓ کے حضور سے منقبض ہونیکی جہت پر مبنی تھی اور یہ ہجران محرمات سے نہیں تہا بلکہ ہجران محرم وہ ہوتا ہے کہ دونو باہم ملاقات کرتے ہین ایک دوسرے کو سلام نہ کہین اور کسی راوی نے روایت نہین کیا کہ صدیق اکبر اور صدیقہ طاہرہ آپسمین ملے ہون اور ایکدوسرے پر سلام کرنے سے بند رہی ہون۔ اگر یون کرتے تو متہاجرین نہ رہتی بلکہ نفوس مظہرہ عداوت کے واسطے ہوتی۔ فافہم واللہ ہو الہادی آور معلومات مین سے ہے کہ رسول پاک کی وفات کے بعد جب ابوبکر خلیفہ بنے تو سیدہ نے ایک عرصہ گذرنے پر اون سے فدک وغیرہ کا ورثہ چاہا۔ حسب الحکم شارع جواب ملا تو حزن مین ایک عرصہ بسر فرمایا۔ پھر مرض الموت مین عرصہ تک مبتلا ہوئی چھہ مہینہ جو چندان بڑی مدت نہین وہ تو اسیطرح اختتام کو پہونچے۔ پس جناب سیدہ اس قلیل مدت مین جو وجہ مذکورہ سے بسر ہوتی تھی حضرت ابوبکر کیجئے متہین قدم رنجہ فرماسکین توکیا حرج ہے۔ حضرت ابوبکر رضؓ نے اپنی صفائی اور صدق سے جب جانا کہ فاطمہ صاحبہ سخت بیماری مین ہین اور زندگانی دنیا کا کچھ بھروسہ نہین تو اونکو راضی کرنیکے واسطے خود معصومہ کی دولتخانہ مین تشریف لائے اور اونکو راضی کیا۔ دیکھو فتح الباری شرح صحیح بخاری مطبوعہ مطبع انصاری دہلوی کے جلد ۱۲ مین صفحہ ۱۴۱ پر لکھا ہے کہ بیہقی نے بروایت شعبی نقل کیا کہ ان ابابکر عاد فاطمۃ فقال لہا علی ہذا ابوبکر یستاذن علیک قالت اتحب ان اذن لہ قال نعم فاذنت لہ فدخل علیہا فترضاہا حتی رضیت انتہیٰ واسنادہ صحیح یعنے ابوبکر رضؓ نے فاطمہ رضؓ کو بیماری مین پوچھا۔ پس حضرت فاطمہ رضؓ کو حضرت علی رضؓ نے ارشاد کیا کہ ابوبکر صاحب باہر کھڑے ہین جو آپکے پاس تشریف لانیکا اذن چاہتے ہین جناب سیدہ نے جناب علی رضؓ سے دریافت فرمایا کہ کیا آپکی خواہش اور آپکی اجازت ہے کہ مین ابوبکر کو اندر آنیکا اذن دیدون حضرت علی رضؓ نے فرمایا ہان۔ تسپر حضرت سیدہ نے ابوبکر کو اذن دیا جسپر حضرت ابوبکر آئے۔ اور جناب دختر رسول پاک کو راضی کیا یہانتک کہ راضی ہوگئین اس روایت سے واضح ہوگیا کہ حضرت زہراؓ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ سے قبل از انتقال راضی ہوگئی تہین۔ آور معترض جو کتب اہل سنت کے حوالہ سے حضرت

فریقین کی کتب سے حضرت فاطمہ رضؓ کی رضا کا ثبوت

ابو بکر رضی اللہ پر اس قضیہ مین طعن و اعتراض کرتا ہے۔ سو کتب اہل سنت مین تو اہلبیت
پاک حقیقی اور خلفاء الرسول کے درمیان بجز اتفاق کے کچھ نہین ثابت ہوتا مگر شیعہ کب مانین گے
ہمارے علماء کرام سلمہم اللہ تعالیٰ نے اس مسئلہ کا جواب خود شیعہ کی ہی مسلمہ کتب سے دیکر شیعہ
کا کحل البصر بنایا۔ چنانچہ قدوۃ المحققین رئیس المحدثین مولانا مولوی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ
نے کتاب ہدایۃ الشیعہ مطبوعہ مطبع ہاشمی کے صفحہ ۲۱ پر شیعہ کی اصح الکتاب مجاج السالکین
سے نقل کیا ہے۔ ان ابابکر لما رای فاطمۃ انقبضت عنہ وہجرت ولم تتکلم بعد ذالک فی امر فدک
کبر ذالک عندہ فاراد استرضاءہا فقال لہا صدقت یا ابنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
فیما ادعیت ولکنی رایت رسول اللہ صلعم یقسمہا فیعطی الفقراء والمساکین وابن السبیل بعد
ان یوتی منہا قوتکم والصانعین بہا فقالت افعل کما کان ابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
یفعل فیہا فقال ذالک اللہ علی ان افعل فیہا ما کان یفعل ابوک فقالت واللہ لتفعلن فقال
واللہ لافعلن ذالک فقالت اللہم اشہد فرضیت بذالک واخذت العہد علیہ فکان ابوبکر یعطیہم
قوتہم ویقسم الباقی فیعطی الفقراء والمساکین وابن السبیل۔ یعنی ابوبکر نے جب دیکھا کہ فاطمہ رض منقبض
ہوگئین اون سے اور ترک کردیا اور نہ کلام کیا اس واقعہ کے بعد امر فدک مین تو بھاری گذری ابوبکر رض
پر یہ بات پس ارادہ کیا راضی کرنے فاطمہ رض کا پس آئے ابوبکر رض فاطمہ رض کے پاس اور کہا سچ آپنے
فرمایا اے دختر رسول پاک اپنے دعوے مین مگر مینے آنحضرت ؐ کو دیکھا ہے کہ اوسکو تقسیم فرماتے تھے یعنے
تمہاری قوت کے بعد فقراء و مساکین اور مسافرون کو دیتے تھے اور قوت کارگذارونکی نکالتے تھے پس
حضرت سیدہ نے فرمایا کہ آپ بھی ایسا ہی کیا کرین جیسا میرے باپ ؐ کرتے تھے حضرت ابوبکر رض نے
کہا کہ آپکے لئے اللہ شاہد ہے کیا مین اوسمین وہی عمل کرون جو آپکے باپ رسولخدا ؐ کرتے تھے حضرت فاطمہ رض
نے فرمایا کہ آپ واللہ یونہی کیا کرین پھر ابوبکر رض نے کہا واللہ یونہی کرونگا۔ پھر حضرت فاطمہ رض نے
کہا الٰہی تو گواہ رہ اسبات کا پس راضی ہوگئین اسپر فاطمہ ؑ اور اسبات کا عہد ابوبکر سے لیلیا۔ اسکی
بعد حضرت ابوبکر اونکا قوت دیکر باقیماندہ کو فقراء و مساکین وابن السبیل پر صرف فرماتے تھے انتہی
من بعینہ۔ اب اس شیعہ کی روایت سے ثابت ہوگیا کہ جناب سیدہ نے جو اپنے اجتہاد سے فدک وغیرہ
جائداد فی اور غنیمت کو جو مال موروثی تصور فرماکر حضرت ابوبکر رض سے اوسکو مانگا۔ تو شرعاً عدم وراثت

معلوم کرنے پر اس اجتہاد کو خطا جانکر بہ تعمیل حکم شارع اس سے رجوع کر گئین آب معترض اپنے
علماء کی اس روایت پر جاوے سکے مدعا کی صریح مخالف ہی۔ اگر عمل نہ کرے تو ایک اور روایت اوسکی خدمت
مین پیش کیجاتی ہے اور وہ یہہ ہے۔ جناب امام المفسرین عمدۃ المحدثین مولانا مولوی خلیل احمد
صاحب نے کتاب ہدایات الرشید مطبوعہ مطبع قدوسی دہلوی کے صفحہ ۵۸۰ پر شیعہ کی معتبر کتاب
شرح کبیر نہج البلاغت مسمیٰ بہ مصباح السالکین مطبوعہ ایران مصنفہ فاضل متبحر کمال الدین
بن علی بن میثم بحرانی اثنا عشری سے من عینہ نقل کیا۔ وروی انہ لما سمع کلامہا حمد اللہ
واثنی علیہ وصلی علی رسولہ ثم قال یا خیرۃ النساء وابنۃ خیر الاباء واللہ ما عدوت رای
رسول اللہ ص ولا عملت الا بامرہ وان الرائد لا یکذب اہلہ قد قلت فابلغت واغلظت فاہجرت
فغفر اللہ لنا ولک اما بعد فقد دفعت آلۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ودابتہ وحذاءہ الی
علی واما ما سوی ذالک فانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول انا معاشر الانبیاء
لا نورث ذہبا ولا فضۃ ولا ارضا ولا عقارا ولا دارا ولکنا نورث الایمان والحکمۃ والعلم والسنۃ وقد
عملت بما امرنی ونصحت۔ یعنی روایت ہے کہ حضرت ابوبکر رض نے جب فاطمہ کا کلام سنا تو خدا کی
حمد وثنا کہی اور رسول پر درود پڑہا پہر کہا کہ اے عورتون مین سب سے بہتر اور باپون مین سے بہتر باپ
کی بیٹی خدا کی قسم ہے کہ مین رسول ع کی رائے سے تجاوز نہین کیا اور نہ بجز اونکے حکم کے کوئی کام کیا
اور بالتحقیق رائد اپنے اہل کے ساتہہ جہوٹ نہین بولتا۔ خدا تعالی ہمکو اور آپکو بخشے۔ اما بعد پس
تحقیق رسول خدا ص کے ہتہیار اور سواری اور نعلین مین نے حضرت علی کو دیدیئے اور ما سوائے اسکے مین نے
رسول اللہ سے سنا کہ فرماتے تہے ہم انبیاء کی جماعت سونے اور چاندی اور زمین اور جائداد مین کسیکو اپنا
وارث نہین چہوڑتے۔ لیکن ہم ایمان اور حکمت اور علم اور سنت وراثت مین چہوڑتے ہین۔ اور جو
کچہہ مجہکو آنحضرت ع نے حکم فرمایا تہا مین نے اوسپر عمل کیا اور خیر خواہی کی۔ وکان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم یاخذ من فدک قوتکم ویقسم الباقی ویحمل منہ فی سبیل اللہ ولک علی اللہ ان اصنع
بہا کما کان یصنع فرضیت بذالک واخذت العہد علیہ بہ فکان یاخذ غلتہا فیدفع الیہم منہا
ما یکفیہم ثم فعلت الخلفاء بعدہ کذالک الی ان ولی معاویۃ فاقطع مروان ثلثہا بعد الحسن ع
ثم خلصت لہ فی خلافتہ وتداولہا اولادہ الی ان انتہت الی عمر ابن عبد العزیز فردہا فی خلافتہ

علی اولاد فاطمۃ قالت الشیعۃ فکانت اول ظلامۃ ردہا وقالت السنۃ بل استخلصہا فی ملکہ

ثم وہبہا لہم ثم اخذت منہم بعدہ الی ان انقضت دولۃ بنی امیۃ فردہا علیہم ابو العباس

السفاح ثم قبضہا المنصور فردہا ابنہ المہدی ثم قبضہا ولداہ موسی وہارون فلم یزل فی ایدی

بنی العباس الی زمن المامون فردہا الیہم وبقیت الی عہد المتوکل فاقطعہا عبد اللہ بن عمر

البازیار یعنی رسول خدا صلعم فدک مین سے تمہارا قوت لیکر باقیماندہ کو فی سبیل اللہ تقسیم کرتے تھے اور خدا کی راہ مین اوسمین سے سوار کرتے تھے اور مین تجھسے عہد کرتا ہون کہ مین اوسمین اوسیطرح کرونگا جسطرح آپکے باپ رسول اللہ صلعم کیا کرتے تھے اسپر فاطمہ راضی ہوگئین اور ابو بکر رضہ سے اسکا عہد کرالیا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ فدک کی آمدنی سے جسقدر اہلبیت پاک کی حاجت کو کافی ہوتی اونکو دیدیتے تھے اور باقیماندہ اوسکے مستحقین پر صرف فرماتے تھے پھر اوسکے بعد دوسرے خلفا بھی اوسیطرح کرتے رہے یہانتک کہ جب امیر معاویہ رضہ متولی خلافت ہوا تو اوسنے حضرت حسن عم کے بعد تہائی اوسکا بطور جاگیر مروان کو دیدیا پھر اوسکی خلافت مین اوسکا خالصہ ہوگیا پھر اوسکی اولاد کے بعد دیگرے لیتی رہی یہانتک کہ جب عمر ابن عبد العزیز کی نوبت پہونچی تو اوسنے اپنی خلافت مین اوسکو اولاد فاطمہ رضہ پر لوٹا دیا۔ اسپر شیعہ تو کہتے ہین کہ یہ اول ظلم ہے جسکو عمر بن عبد العزیز نے لوٹایا اور اہلسنت کہتے ہین ایسا نہین ہے۔ بلکہ خالصہ اپنی ملک مین کرکے اونکو دیدیا پھر اوسکے بعد اون سے لیلیا گیا یہانتک کہ بنی امیہ کا زمانہ سلطنت گذر گیا پھر ابو العباس سفاح نے اونپر لوٹا دیا۔ پھر منصور نے اوسپر قبضہ کرلیا۔ پھر مہدی اوسکے بیٹے نے لوٹا دیا پھر اوسکے دونون بیٹون موسی اور ہارون نے اوسپر قبضہ کرلیا پھر مامون کی زمانہ تک سلاطین عباسیہ کے قبضہ مین رہا۔ اور متوکل کے زمانہ تک وہ باغ فدک باقی رہا اوسنے عبد اللہ بن عمر بازیار کو جاگیر مین دیدیا۔

وروی انہ کان فیہا احدی عشرۃ نخلۃ

غرسہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیدہ فکانت بنو فاطمۃ رضہ یہدون ثمرہا الی الحاج فیصلونہم

عن ذالک بمال جلیل فبعث البازیار رجلاً فصرمہا وعاد ہو الی البصرۃ ففلج وفی ہذہ القصۃ خبط

کثیر بین الشیعۃ ومخالفیہم ولکل من الفریقین کلام طویل ولنرجع الی المتن انتہی بلفظہ۔ یعنی اور روایت کرتے ہین کہ اوسمین کھجور کے گیارہ درخت تھے جو رسول پاک صلعم نے اپنے ہاتھ سے بوئے تھے اور بنو فاطمہ رضہ اونکا پھل حاجیون کے پاس بطور ہدیہ کے بھیجتے تھے اور وہ اسکے مقابلہ مین

فاطمہ رضہ کا ابوبکر رضہ سے رضامندی مین عہد کرانا کہ فدک مین مثل رسول صلعم عمل کرے

اونکے ساتھہ۔ بڑے مال سے سلوک کرتے تھے تو بازیار مذکور نے کسیکو وہان بھیجکر اون گیارہ درخت مذکور کو کٹوا دیا اور خود شہر بصرہ مین واپس آیا تو اوسکو فالج کی بیماری نے نشانہ بنایا۔ اور اس قصہ مین شیعہ اور اونکے مخالفین مین نہایت خبط ہے اور فریقین مین سے ہر ایک کی طویل کلام ہے اور ہم متن کیطرف رجوع کرتے ہین تم کلامہ ملخصاً من عینہ۔ سبحان اللہ اب شیعہ کی اس معتبر روایت سے کیاکیا عمدہ مطالب پایہ ثبوت کو پہونچے۔ دیکھو جناب دختر رسول کا اپنے اجتہادی مدعا سے رجوع فرماکر حضرت ابوبکر سے راضی ہوجانا اور علی ولی امیر المومنین کا بھی اپنے دور مین اس مال کو رسول الثقلین اور خلفاء ثلثہ کیطرح محتاجون پر ہی صرف فرمانا۔ حضرت ابوبکر رض کو حضرات شیعہ کے طعن سے کیسا بری کرتا ہے۔ اب شیعہ بتائین کہ فدک وغیرہ جائداد سید الکونین کے اقربا کو اگر بطور ورثہ پہونچتی تہی۔ اور خلفاء ثلثہ رض نے ظلماً لے لی تہی۔ تو مولا علی رض بھی بزعم شیعہ معاذ اللہ غاصب الحقوق ٹہرینگے یا نہین جنہون نے یہ مال اپنی خلافت مین بغیر اکراہ غیری ظلماً بیت المال مین درج کردیا اور حضرت عباس عم النبی وازواج الرسول وحسنین نور الثقلین کو اس ورثہ سے محروم رکھا پس اگر زوج بتول۔ رسول پاک کی پیروی کرنے مین طعن شیعہ سے بری ہوئے تو بیچارے شیخین اصحاب رسول پیروی رسول سے کیون نشانہ بنائے گئے۔ شیعہ اپنی تخییل باطلہ سے حضرت صدیق اکبر پر ایک اور وجہ سے طعن کرتے ہین کہ ابوبکر رض نے فاطمہ معصومہ پر ظلم کیا کہ اونکا حق جو اونکو شرعاً پہونچتا تھا چھین لیا۔ اللہ تعالی تو قرآن کی آیت یوصیکم اللہ مین دختر کو وارث کرتا ہے۔ اور ابوبکر نے ایک حدیث اپنی طرف سے بناکر دختر رسول کو محروم پھیرا۔ حدیث لانورث ماترکنا صدقۃ۔ جو ابوبکر نے ایجاد کی سلمنا اگر خبر واحد بھی ہو تو ناسخ قرآن کسطرح ہوسکتی ہی۔ اسکے جواب مین ہم کہتے ہین کہ آیت یوصیکم اللہ فی اولادکم آلخ۔ جسمین میراث کے احکام مذکور ہین۔ اسمین رسول پاک داخل نہین ہین۔ اس آیت مین ضمیر جمع مخصوص بامت ہی۔ گویا خدا تعالی نے بزبان رسول اکرم امت مرحومہ کو خطاب کیا ہے۔ اس تقریر پر حضرات شیعہ کہتے ہین کہ اگر آیت میراث یوصیکم اللہ آلخ مخصوص بامت ہوتی اور آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام اسمین مخاطب نہ ہوتے تو قل یوصیکم اللہ ہوتا۔ یہ فقیر کہتا ہے کہ یہ قاعدہ کلیہ نہین بلکہ کئی ایک احکام قرآن مین ایسے ہین کہ اونمین ضمیر جمع لفظ قل کے سواہی مخصوص بامت ہے اور آنحضرت صلعم اونمین داخل

استدلال شیعہ بآیت میراث یوصیکم اللہ آہ اور اسکا جواب

نہیں ہیں۔ منجملہ اونکے آیت فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنیٰ وثلٰث وربٰع کو دیکھو
باوجودیکہ اس ضمیر جمع مین ہرگز قل کا کلمہ نہیں اور یہ مخصوص بامت ہے جیسا کہ ہم امتیون
کو چار عورتون سے زیادہ عقد کرنا (یعنی جمعاً) حرام ہے۔ معتبر کتاب شیعہ تحفہ احمدیہ مطبوعہ مطبع
بستان مرتضوی کے باب ۸ مین جلد ا کے صفحہ ۸۶ پر لکھا ہے کہ مرد آزاد کو چار عورتون سے
زیادہ کرنا حرام ہے آلخ من عینہ اور رسولخدا اس ضمیر جمع مین داخل نہیں ہین باوجودیکہ
اسمین لفظ قل بھی نہیں لہذا آنحضرتؐ کو چار سے زیادہ نکاح درست تھے چنانچہ حضرت کی وفات
کے وقت بھی نو ازواج مطہرات آپکے عقد مین موجود تھے۔ دیکھو معتبر کتاب تفسیر شیعہ عمدۃ البیان
مطبوعہ مطبع یوسفی دہلوی کے جلد ۲ سورۂ احزاب مین صفحہ ۲۸۷ پر ذیل آیت ان اراد النبی
ان یستنکحہا خالصۃ کے لکھا ہے کہ وہ نو عورتین جو حضرت کی وفات کے بعد باقی رہی تہین
وہ یہ ہین۔ ام سلمہ۔ عائشہ۔ حفصہ۔ زینب بنت حجش۔ میمونہ بنت حارث۔ ام حبیبہ بنت
ابوسفیان۔ صفیہ۔ جویریہ۔ سودہ رضی اللہ عنہن یہ سب باقی رہی تہین۔ انتہی۔ پس جیسا
آنحضرتؐ کو لکم من النساء کی خطاب جمع حاضرین سے باوجودیکہ اسمین لفظ قل بھی نہیں ہے
مثنیٰ وثلٰث وربٰع کی قید سے رخصت تہی اسیطرح آیت یوصیکم اللہ آہ سے بھی اونکو رخصت
تہی۔ حدیث نحن معاشر الانبیاء لانورث آہ جسکو آپ موضوع قرار دیتے ہین۔ نہ حضرت
ابوبکر خلیفہ رسول نے اپنی طرف سے ایجاد کی ہو اور نہ خبر واحد ہے۔ بلکہ یہ حدیث مشہورہ
ہے اور بڑی جماعت صحابہ سے منقول ہے۔ خود حضرت علی رضؓ اور حضرت عباس رضؓ نے
بھی اسکی تصدیق کی۔ دیکھو صحیح بخاری کے جلد ۲ مین کتاب الفرائض کے صفحہ ۹۹۶ پر
مروی ہے کہ حضرت ابوبکر رضؓ کی وفات کے بعد ایک عرصہ گذرنے پر جب حضرت عمر رضؓ نے اراضی
معلومہ حضرت علی اور حضرت عباس رضؓ کی حوالہ کی تو عہد کرالیا کہ وہ دونون مثل رسولخداؐ و ابوبکرؓ
کے اوسمین تصرف کرین چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ دونون نے طریقہ مذکورہ کو اتفاق سے قائم رکھا
یہانتک کہ ایکدن بسبب خاصیت بشری کے دونون کے درمیان کچھ نزاع ہوگئی جسپر وہ
دونون حضرت عمر رضؓ کیخدمت اقدس مین تشریف لائے حال آنکہ اوسوقت حضرت عمر مجمع عام
مین مسند قضا پر رونق افروز تہی۔ فقال العباس یا امیر المؤمنین اقض بینی وبین ہذا یعنی حضرت

عباس نے حضرت عمر کو کہا کہ اے امیر المومنین آپ میرے اور علی کے درمیان قضا کریں جو زمین آپنے ہمارے سپرد کی ہے وہ ہمیں تقسیم کر دیں۔ کیونکہ ہماری آپسمین مصلحت نہیں ہی۔ اسپر حضرت عمر رضؓ نے فرمایا۔ انشدکما باللہ ہل تعلمان ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ قال نحن معاشر الانبیاء لانورث ماترکناہ صدقۃ قالا نعم قد قال ذالک یعنی مین تم دونون کو اللہ تعالی کی قسم دیتا ہون۔ اور حلفاً دریافت کرتا ہون کہ ؟ کیا۔ جانتے ہو تم دونون کہ رسول پاک نے فرمایا ہے کہ ہم گروہ انبیاء کے کسیکو وارث نہین کرتے جو کچھ چھوڑ جاتے ہین۔ صدقہ ہوتا ہے۔ حضرت عباس اور حضرت علی نے کہا۔ ہان بیشک آنحضرت ؑ نے یہ فرمایا ہے پھر امیر المومنین عمر رضؓ تمام حاضرین مجلس سے مخاطب ہوتے اور فرمایا۔ انشدکم باللہ ہل تعلمون ذالک قالوا نعم یعنی تم سب کو مین اللہ تعالی کی قسم دیتا ہون۔ کیا تم بھی جانتے ہو یہ حدیث جو آنحضرت ؑ نے فرمائی ہے۔ سب جماعت نے کہا ہان اسیطرح فرمایا ہے آنحضرت ؑ نے۔ پھر حضرت عمر رضؓ نے سورۃ حشر کی آیت جو اسی باب مین گذر گئی ہی۔ یعنی وما افاء اللہ علی رسولہ منہم الخ کو پڑہکر حضرت علی و عباس رضؓ کو ارشاد کیا کہ تم دونون پاک رسول کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر رضؓ کیخدمت مین تشریف لائے تو اونہون نے فرمایا کہ انا ولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی مین رسول ؑ کا خلیفہ ہون۔ اس معاملہ مین اونہین کی پیروی کرونگا۔ پھر حضرت ابی بکر کی وفات کے بعد تم دونو میرے پاس آئے تو مین نے تم کو کہا تہا کہ انا ولی ولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقبضتہا سنتین اعمل فیہا بما عمل رسول اللہ صلعم وابوبکر رضؓ یعنے مین رسول ؑ کے خلیفہ کا خلیفہ ہون پس مینے فدک وغیرہ پر دو برس سے قبضہ کیا اور جناب رسول اقدس وابوبکر رضؓ کیطرح اوسمین عمل کرتا رہا۔ پھر اس اراضی کو اسی اقرار پر تمہارے حوالہ کیا۔ اب طریقہ مذکورہ کے برخلاف تم مجھسے قضا چاہتے ہو پس خداوند کریم کی قسم ہے کہ رسول خدا ؐ کی پیروی کے برخلاف مین اسمین کبھی قضا نکرونگا۔ فان عجزتما فادفعاہا الی فانی اکفیکماہا یعنی اگر تم آنحضرت ؑ کے طریقہ برتنے سے عاجز ہو تو مجھ دیدو کہ مین اوسکو محتاجون پر صرف کرنے مین تمہارے سے کافی ہونگا۔ آہ ملخصاً ومختصر اً القدر الحاجۃ اور عینی شرح بخاری مطبوعہ مطبع دار الطباعۃ العامرہ کے جلد ۷ مین صفحہ ۱۲۸ پر لکھا ہی کہ جب امیر الفاروق نے وہ مال حضرت علی اور عباس کے حوالہ کیا تو وہ دونون اوسمین اوسیطرح

سے تصرف فرماتے رہے۔ حتی تخاصما بینھما فظہر انہ کان لیشق علیھما الشرکۃ فطلبا ان تقسیم بینھما لیشتغل کل واحد منھما بالتدبیر بغیر صاحبہ فمنعھا عمر القسمۃ لئلا یقوم علیھا اسم الملک لان القسمۃ انما تقع فی الاملاک انتھی ملخصاً من عینیہ۔ یہان تک کہ حضرت علی اور حضرت عباس رض کی آپسمین خصومت ہوگئی جسکے سبب سے شراکت کو دشوار جانکر دونون نے حضرت فاروق سے طلب فرمایا کہ آپ یہ اراضی ہمین تقسیم فرمادین۔ تاکہ ہر ایک ہم مین سے اپنی اپنی تدبیر مین دوسرے کی بغیر ہی مشغول ہو۔ پس امیر عمر رض نے تقسیم سے منع فرمایا کیونکہ تقسیم اراضی مملوکہ مین ہوتی ہی نہ وقف مین اور اسلئے کہ اسپر بہی اسم ملک نہ ٹھر جاوے۔ اب اس حدیث کو موضوع یا خبر واحد کہنا صرف کمال درجہ کی سفاہت ہی نہین بلکہ ایمان کو کہونا ہے۔ کیونکہ اسکا مشہور ہونا بخوبی ثابت ہو گیا اور سلمنا کہ خبر واحد کیا بلکہ حدیث مشہورہ کو بہی ہم ناسخ القرآن نہین کہہ سکتے۔ لیکن چونکہ یہ حدیث حضرت ابابکر صدیق نے جناب رسول پاک سے بلا واسطہ سنی تہی۔ اسلئے جو حدیث آنحضرت کی زبانی بلا واسطہ سنی جاتے وہ سامع کے حق مین قرآن کی آیات کیطرح حجت قوی ہوتی ہے۔ پس ابوبکر رض کے حق مین یہ حدیث گویا آیت مجیدہ تھی۔ اس حدیث سے اونہین آیت شریفہ کو ضرور مخصوص کرنا چاہیے تھا۔ اسمین حضرات شیعہ کو بہی انپے اصول کے مطابق بجز تسلیم کے چارہ نہین اور ہم جناب شیعہ مہربانونکی خدمتمین نہایت ادب سے ملتمس ہین کہ حضرت عمر رض کے حضور مین تو جناب حیدر کرار کلمہ حق سے سکوت کر گئے تہے اور عمر صاحب کے خوف سے کہدیا تہا کہ نحن معاشر الانبیاء لا نورث حدیث مرفوع ہے۔ الا جناب شیر خدا کو اپنی خلافت مین کسکا خوف تہا۔ اپنے دور مین انہون نے کیون نہ ارشاد کردیا کہ یہ حدیث نہین بلکہ ایک مصنوعی خطبہ بلیغہ ہی۔ **سوال**۔ شیعہ کہتے ہین کہ مولا مرتضی علی رض جب اس حدیث کو جانتے تہے اور حضرت عباس رض بہی اسکے قائل تہے تو پہر دیدہ و دانستہ فدک وغیرہ کے کیون مقتضی ہوئے کیا جناب فاطمہ اور عم النبی و باب العلم کو حدیث مذکورہ کے معانی سمجھ مین نہین آتے تہے۔ آہ۔

تحدیث لا نورث آہ حضرت علی رض اور سیدہ کا تاویل کرنا مگر اس اجتہاد مین خطا ہو جانا

اقول جناب سیدہ بتول زہرا اور باب العلم مولانا علی المرتضی اور جناب عباس عم المصطفی ع۔ حدیث لا نورث ما ترکنا آہ کو بہت ہی صحیح جانتے تھے۔ صرف اتنی بات ہی کہ یہ حدیث اونکے نزدیک ماؤل تہی اور آنجناب اسکی یہ تاویل کرتے تہے کہ انبیاء ع کے مال منقولہ مثل نقود وغیرہ مین تو کسیکو ورثہ نہین پہونچتا کیونکہ

وہ بیت المال ہے امیر زمانہ جسکو چاہے دیدیوے - لیکن غیر منقولہ مثل اراضی وغیرہ مین بقدر ضرورات معاش - ورثہ لیا جاتا ہے - اسلئے وہ سب جائداد پس ماندہ طلب نہین کرتے تھے بلکہ اشیاء مخصوصہ مثل فدک اور بعض زمین مدینہ وسہم خیبر کما مر من البخاری کی تمنا رکہتے تھے - اور حضرت ابوبکر رض اس حدیث سے بالعموم تمسک کرتے تھے اور کہتے تھے کہ آپ بقدر کفایت بطور نفقہ لینے کے مجاز ہین اور باقیماندہ بیت المال مین داخل ہوکر محتاجون پر صرف ہوگا - اور دیگر صحابہ مقبولین مثل عمر الفاروق و عثمان و زبیر و عبدالرحمن و سعد و ابوالدرداء و حذیفہ و ابوہریرہ و زہرہ و عروہ و مغیرہ اور مالک وغیرہ وغیرہ رضوان اللہ علیہم اجمعین بہی حضرت ابوبکر رض کی مانند اس حدیث سے تمسک کرتے تہے - آخر جناب سیدہ رض اور مولا مرتضی رض و عباس رض پر اس امر کی حقیقت روشن ہوگئی کہ انبیاء کی میراث عموماً مالی نہین ہوتی - حضرت فاطمہ کا اس اجتہاد سے رجوع کرکے حضرت ابی بکر رض سے راضی ہونی ہین عہد کرانا کما مر اور مولا مرتضی کا اپنی خلافت کے عہد مین اوس جائداد کو بطور ورثہ وارثون پر تقسیم نہ کرنا - پھر جگر گوشہ رسول پاک امام حسن رض کا رتبہ خلافت پانیکے وقت وجہ مذکورہ پر ہی اوسمین معاملہ کرنا صریح مثبت ہے کہ حضرت ابوبکر رض اس اجتہاد مین حق پر تہے - اور جناب سیدہ و عباس کوئی عالم ما کان و مایکون تو نہین تھے جو تمام مسائل اجتہادیہ مین واصل بمراد ہوتے - البتہ حضرت علی باب العلم آپکے نزدیک عالم ما کان و مایکون تہے - اگر آن سرور کائنات مدینۃ العلم پر تو کسیطرح فوقیت نہین رکھتے تھے - جنکو کبھی مخطی بالاجتہاد نہ کہا جاوے بلکہ آن افضل مخلوقات ع کا اجتہاد بھی کئی بار صواب کو نہین پہونچا - منجملہ اونکے ایک وہ ہے کہ عبداللہ بن ابی منافق مشہور کا بیٹا جسکا نام نیز عبداللہ تہا اور غایت درجہ کا مومن رسول پاک کا مخلص مطیع تہا - ایکبار آن سرور کائنات کی خدمت اقدس مین حاضر ہوا اور عرض کی کہ میرا باپ سخت بیمار ہے اوسکے لئے آمرزش طلب کرین - اسپر آنحضرت ع نے اوسکے باپ کے لئے استغفار کی تب یہ آیت نازل ہوئی جو پارہ واعلموا کی سورۃ التوبہ مین ہے - استغفر لہم او لا تستغفر لہم ان تستغفر لہم سبعین مرۃ فلن یغفر اللہ لہم ذالک بانہم کفروا باللہ و رسولہ - یعنی بخشش مانگ واسطے اونکے یا نہ بخشش مانگ واسطے اونکے اگر بخشش مانگو واسطے اونکے ستر بار پس ہرگز نہ بخشیگا اللہ اونکو کیونکہ وہ کافر ہوئے ساتھ اللہ اور اوسکے رسول کے کما فی الحسینی - اور منجملہ اونکے ایک وہ ہے جو اسی

کہ نہ کبھی کبھی سہل ہے بہی مخطی بالاجتہاد ہوتی رہی پر معلوم کرنے مین رجوع کر گئی -

آیت مذکورہ کے نازل ہونیکے بعد سید عالم نے اپنے اجتہاد سے فرمایا کہ سبعین مرۃ یعنی ستر بار تک آمرزش طلب کرنے مین تو کامیابی نہین ہوتی۔ اب مین اونکے لئے بخشش مانگنے مین ستر بار سے زیادتی کرونگا تب یہہ آیت نازل ہوئی جو پارہ قد سمع اللہ مین ہی کہ سواءٌ علیہم استغفرت لہم ام لم تستغفر لہم لن یغفر اللہ لہم کما فی الحسینی۔ اور منجملہ اونکے ایک وہ ہے جو حضرت رافع بن خدیج معتمد علیہ صحابی انصاری روایت کرتا ہے کہ نبی ص مدینہ منورہ مین جب تشریف لائے تو اوسوقت وہان کے لوگ کھجور کے درختون کو بغرض اصلاح تراش رہے تھے۔ جناب رسولخدا ص نے ارشاد کیا کہ تم لوگ کس لئے یہ عمل کرتے ہو اور بعض درختون کو کاٹکر بعض مین لگا نا کیا فائدہ ہے۔ لوگون نے گذارش کی کہ ہم زمانہ قدیم سے اسیطرح کرتے چلے آئے کیونکہ یہ عمل کثرت پھل کا سبب ہے رسول اللہ ص نے فرمایا کہ یہ کام چھوڑ دو اور درختون کو اپنی اصلیت پر رہنے دو کہ اس وجہ سے زود تر پھل ہوگا اور بہت ہوگا۔ اونھون نے رسول پاک کے فرمانے پر اونکو چھوڑ دیا۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اخیر مین پھل بہت ہی کم لگا جس سے لوگون کا ہزار ہا روپیہ کا نقصان ہوا۔ پس وے لوگ جمع ہوکر مخبر صادق کی قدمبوسی مین حاضر ہوئے اور جناب کو واقعہ مذکورہ سے مطلع کیا۔ حضور ممدوح نے فرمایا کہ مین بھی بشر ہی ہون۔ اگر تم لوگون کو امور دین سے جو اللہ تعالیٰ کیجانب سے آوین۔ امر کرون تو اونکو محکم پکڑو۔ اور جو کچھ مین اپنی رائے واجتہاد سے فرماؤن تو آخر انسان ہون شاید خطا ہوجاؤن کما فی باب الاعتصام من المشکوٰۃ۔ اور منجملہ اونکے ایک وہ ہے کہ رسولخدا ص عبداللہ بن اُبی منافق مشہور کی مرض الموت مین اوسکی عیادت کے لئے تشریف لائے تو اوس نے التماس کی کہ یا رسول اللہ اپنا پیراہن مبارک مجھے عطا فرماوین کہ بجائے کفن کے مجکو پہنایا جاوے۔ اوسوقت سید عالم نے جو دو پیراہن پہنے ہوئے تھے اونمین سے ایک پیراہن مبارک بالغیۃ ابن اُبی کو عنایت کیا۔ ابن اُبی نے ثانیاً عرض کی کہ میری جنازہ مین بھی آپ قدم رنجہ فرماوین۔ اور میرے جنازہ پر خود نماز پڑھین۔ پھر میری قبر پر کھڑے ہوکر میرے لئے آمرزش طلب کرین۔ پس جب ابن اُبی مرا تو آنحضرت ص نے اوسپر نماز پڑھنے کا قصد کیا۔ حضرت عمر الفاروق نے آنحضرت ص کی خدمت عالی مین آکر بطور گذارش بہت ہی منع کیا کہ یا رسول اللہ عبداللہ بن اُبی سخت منافق تھا اسپر نماز جنازہ نہ پڑھنا چاہیئے۔ مگر سید عالم ص نے کمال مہربانی مین آکر حضرت عمر کی عرض مذکور

لہ یعنی برابر ہی اونپر مغفرت چاہے یا نہ چاہے تو اونکے لئے بخشش چاہے تو اونکو واسطے ہرگز نہ بخشیگا اللہ تعالیٰ اونکو۔ اونکے نفاق مین کچھ نہ ہوئیگی

۲ پیراہن مبارک پالینہ یعنی اوپر جسد کے والد پیراہن اپنا اوسے دیدیا اور ۱۲ روایت پایہ ثبوت کو پہنچا کر دو پیراہن کا پہننا اسراف نہین بلکہ بطریق اولیٰ جائز ہے

۳ یعنی جناب عمر خطاب رضی نے رسول پاک کی خدمت مین عبداللہ بن اُبی کی بہت ہی برائیان بیان کین اور اوسکی قباحتین آنحضرت کو یاد دلائین اور منع کیا آہ ۱۲ منہ

کو قابل سماعت نہ جانا۔ اور ابن ابی کے جنازہ پر نماز پڑہی۔ پہر جب اوسکی قبر پر کھڑے ہوکر
اوسکے لئے استغفار کرنے لگے تو حضرت عمر بکرر ملتمس ہوئے کہ یا رسول اللہ یہہ شخص اشد منافق
تہا۔ آپ اسکی قبر پر کیون کہڑے ہوتے ہین خیر جو کچہہ جناب والا کرین مختار ہین۔ آنحضرت صلعم
نے حضرت عمرؓ کی اس عرض پر بہی غور نہ کی۔ تہوڑی دیر کے بعد یہہ آیت نازل ہوئی جو سورۃ
التوبہ مین ہے۔ ولا تصل علی احد منہم مات ابداً ولا تقم علی قبرہ ط انہم کفروا باللہ ورسولہ الآیۃ یعنی
اور مت نماز پڑہ اوپر کسیکے اونمین سے کہ مرجاوے ہمیشہ اور مت کھڑا ہو اوپر قبر اوسکی کے آہ کما فی الحسینی
وغیرہ آور منجملہ اونکی ایک وہ ہے جو رسولخدا صلعم نے اپنے لطف اور مہربانی سے اسیران بدر کو فدیہ لیکر
رہا کر دیا تہا جسکی سبب سے سخت زجر ہوکر آیت ماکان للنبی ان یکون لہ اسریٰ آہ نازل ہوئی جو
اسی کتاب کے صفحہ ۳۸ پر درج ہے۔ پس جبکہ انبیاء ع بہی کبہی نہ کبہی مخطی بالاجتہاد ہوتے
رہے ہین تو حضرت علی وجناب فاطمہ وحضرت عباس ع جو افراد امت مین داخل ہین۔ ایکدوبار
مصیب نہ ہووین تو اسمین اونکی شان کسیطرح کچہہ کم نہین ہوسکتی۔ **سوال شیعہ**۔ حدیث نحن
معاشر الانبیاء لانورث آہ عام ہے یا خاص۔ اگر کہو کہ خاص ہے تو قواعد کے برخلاف ہے اور
اگر کہو کہ عام ہے تو بتاؤ کہ حضرت یحیی ع نے اپنے باپ ذکریا ع سے کیون ورثہ پایا۔ آیت یرثنی
ویرث من آل یعقوب کو سورۃ مریم مین دیکہو۔ اور دوسرا حضرت سلیمان ع نے اپنے باپ حضرت
داؤد ع کا ورثہ پایا۔ آیت۔ وورث سلیمان داؤد کو سورۃ النمل مین دیکہو آہ۔ **جواب**۔ ذکریا
علیہ السلام نے اپنے پیچہے بباعث اکمال دین اور نبوت کے جاری رہنے کے لئے خداوند کریم سے
استدعا کی تہی کہ انی خفت الموالی من ورائی یعنی تحقیق مین خوف کرتا ہون اقربا اپنے سے جو میرے
چچون کے بیٹے ہین میرے بعد دین مین بسبب بے علمی کے سست ہوجاوینگے۔ پس ہاے مجہے فرزند
جگر پیوند چاہیئے۔ اور میری بی بی بہی نازایہ ہے۔ فہب لی من لدنک ولیا یرثنی ویرث من
آل یعقوب واجعلہ رب رضیا۔ پس عطا کر مجہہ اپنے حضور سے فرزند نرینہ کہ متولی ہوگا اور وارث
ہوگا میرا امور دین مین اور وارث ہوگا نبی اسرائیل کا نبوت مین اور کر اوسکو یا اللہ پسندیدہ۔
اب پوشیدہ نہ رہے کہ حضرت ذکریا ع نے دو وجہ سے خوف کیا تہا۔ ایک وجہ وہ جو بیان کی
گئی۔ اور دوسری وہ جسکا ذکر تفسیر کبیر مطبوعہ مصر کے جلد ۵ مین صفحہ ۶۶۷ پر لکھا ہے کہ یحتمل

استدلال شیعہ بآیت یرثنی ویرث من آل یعقوب بعد اسکا جواب

ان یکون اللہ تعالیٰ قد اعلمہ انہ لم یبق من انبیاء بنی اسرائیل نبیؐ لہ اب الّا واحد فخاف ان
یکون ذالک من بنی عمہ اذلم یکن لہ ولد فسئل اللہ تعالیٰ ان یہب لہ ولداً یکون ہو ذالک النبیؐ آہ
من عینہ۔ یعنی احتمال ہے کہ ذکریاء کو اللہ تعالیٰ نے معلوم کرایا ہو کہ اب اسکے بعد انبیاء بنی
اسرائیل سے ایسا کوئی نبی باقی نہین رہتا کہ جسکے لئے باپ ہو مگر فقط ایک ہی نبی رہتا ہے یعنی
اے ذکریاء بعد تیرے اب ایک ہی نبی ذو والدین ہے۔ پھر اوسکے بعد جو نبی آئیگا تو اوسکے واسطے
باپ نہ ہوگا۔ یعنی عیسیٰ ع آئینگے۔ پس اس خبر کے سننے سے ذکریاء نے خوف کیا کہ وہ پیغمبر جو ذو
والدین ہے شائد میرے چچے کے بیٹون سے نہ ہو جائے۔ جب اوسکا کوئی فرزند نہین تہا
لہذا اوسنے خدا سے سوال کیا کہ مجھے ایسا فرزند دیوے کہ ہووے وہ پیغمبر جیسے فہب لی من لدنک
ولیا یرثنی العلم ویرث من آل یعقوب النبوۃ لقولہ تعالیٰ واورثنا بنی اسرائیل الکتاب ولقولہ ع
انّ الانبیاء لم یورث دینارا ولا درہماً وانما ورثوا العلم یعنی پس مجھے اپنے نزدیک سے فرزند بخش
جو مجھسے علم کا وارث ہووے اور آل اسرائیلؑ سے نبوت کا وارث ہووے جیسا اللہ تعالیٰ پارہ فمن اظلم
کی سورہ مومن مین فرماتا ہے۔ واورثنا بنی اسرائیل الکتاب یعنی وارث کیا ہے ہمنے اولاد یعقوب ع
کو کتاب کا آہ۔ یہان حضرات شیعہ کہتے ہین کہ علم اور نبوت ورثہ نہین ہوتی کیونکہ الکتاب سے
حاصل ہوتے ہین تو پہر چاہیئے کہ اس آیت مین مال اور متاع دنیاوی مراد ہووے۔ ہم اسکے جواب
مین کہتے ہین کہ اذا کان المعلوم فی الابن ان یصیر نبیاً بعدہ ویقوم با مر الدین بعدہ جاز ان یقال
ورثہ۔ یعنی جب بیٹے کا حال معلوم ہو جائے کہ یہ نبی ہوگا اور اپنے باپ کے بعد امور دین مین کھڑا
ہوگا تو جائز ہے کہ کہا جاوے باپ کا وارث ہوا ہے۔ اسیواسطے اللہ تعالیٰ نے حضرت یعقوبؑ
کی اولاد کے حق مین واورثنا بنی اسرائیل الکتاب فرمایا ہے۔ **قول شیعہ**۔ آیت یرثنی ویرث
من آل یعقوب مین اگر وراثت سے ورثہ نبوۃ مراد ہے۔ تو قولہ تعالیٰ واجعلہ رب رضیاً یعنی اور
کر تو اوسکو یا اللہ پسندیدہ۔ اس فقرہ اخیرہ کی کیا حاجت تہی۔ دیکھو جب نبوۃ ملگئی تو پسندیدگی
پائی گئی۔ بجز پسندیدگی کے پیغمبری نہین ملتی۔ استدعا نبوت کے بعد رضیاً کی کچھہ ضرورت نہین
تو پس معلوم ہوا کہ وراثت سے مراد متاع دنیاوی ہے۔ اور واجعلہ رب رضیاً سے نبوت مراد
ہے فافہم۔ **جواب شیعہ**۔ ہرگز نہ ہوئے منزجن سے آگہ ✤ لاحول ولا قوۃ الّا باللہ

حضرت من۔ آپکے اعتراض اور آیت کی تاویل کو یہ آیت بالکل بیخ و بن سے برکندہ کرتی ہے
جو اُسی سورہ مریم مین ہی۔ واذکر فی الکتٰب اسمٰعیل انہ کان صادق الوعد وکان رسولاً نبیّا
وکان یامر اھلہ بالصلوٰۃ والزکوٰۃ وکان عند ربہ مرضیّا۔ یعنی یاد کر اے محمدؐ بیچ کتاب اسمٰعیلؑ کے
تحقیق وہ تہا سچا وعدی کا۔ اور تھا پیغمبر نبی اور تہا حکم کرتا اہل اپنے کو ساتھ نماز اور زکوٰۃ
کے اور تھا نزدیک پروردگار اپنے کے پسندیدہ۔ پس اب ہم حضرات شیعہ سے پوچھتے ہین کہ جب
اللہ تعالیٰ نے اس آیت مین حضرت اسمٰعیلؑ کی نبوت اور رسالت کی خبر بقولہ کان رسولاً نبیّا۔
کے صریح دیدی تو پھر فقرہ عند ربہ مرضیّا کی کیا ضرورت تھی۔ دیکھو جب صریح الفاظ مین اونکا
رسول اور نبی ہونا پایا گیا تو پسندیدگی بہی پائی گئی۔ پس مرضیّا کی کیا حاجت تھی۔ ایسی اعتراض
کرنا معاذ اللہ گویا خداوند حقیقی پر معترض ہونا ہے۔ استغفر اللہ۔ اس قسم کی صفت بعد صفت
خبر بعد خبر فضائل بعد فضائل و دعا بعد دعا تو قرآن مین بہت ہی جگہ موجود ہین جو مومنون کی لئے
ہر اسر نور علیٰ نور ہین۔ شائد اہل تشیع کو ایسی فقرہ جات سے اختلال دماغ ہوا ہوگا۔ علاوہ اسکی
خود شیعہ کی بہت معتبر کتاب اصول کافی مطبوعہ مطبع نولکشور کے کتاب العلم کے باب صفۃ العلم
وفضل العلماء مین صفحہ ۱۷ پر مروی ہے کہ ان العلماء ورثۃ الانبیاء وذالک ان الانبیاء لم
یورثوا درہمًا ولا دینارًا وانما ورثوا احادیث من احادیثہم فمن اخذ بشیٔ منہا فقد اخذ حظًا وافرًا
انتہی باسنادہ عن جعفر الصادق علیہ السلام یعنی حضرت امام جعفر صادقؑ سے بصحیح اسناد
مروی ہی کہ علماء وارث انبیاء کے ہین اور یہہ اسلئے ہے کہ انبیاءؑ نے کسیکو درہم دینار کا وارث
نہین کیا اور جز این نیست کہ وارث کیا ہے اونہون نے احادیث کا اپنی حدیثون سے پس جسنے لیا
کچھہ اوس سے البتہ لیا اوسنے بہت حصہ کامل۔ اور کتب اہل سنت مثل مشکوٰۃ وغیرہ مین رسولخدا ؐ
سے وانما ورثوا العلم پایا گیا پس ورثوا احادیث اور ورثوا العلم دونوںکا ایک ہی مآل ہے اور
انما کا کلمہ توریث انبیاء کو فقط علم مین ہی حصر کرتا ہے۔ پس جب توریث انبیاءؑ علم مین ہی
منحصر ہوگئی تو اراضی معلومہ جو بطریق فئی اور غنیمت حاصل ہوئی تھی کسطرح وراثت مین آگئی
حالانکہ اہل تشیع امام محمد بن یعقوب الکلینی کی کتاب اصول کافی مذکورہ بالا کو قرآن مجید پہ بہی مقدم
رکہتے ہین خصوصًا روایت جناب امام جعفر صادقؑ تو شیعون کے نزدیک آیات قرآن مجید

اسی آیت کا جواب
الزامی ہے

استدلال شیعہ باآیت وورث سلیمان داود. معہ جواب دندان شکن

فوقیت رکھتی ہی- پھر معلوم نہین کہ انبیاء ع کے اموال کو جو شرعاً بیت المال ہوتے رہے
کس وجہ سے وراثت کالعوام بنایا گیا۔ واللہ ہو الہادی- اور سورۃ النمل کی آیت مستدلہ
شیعہ- وورث سلیمان داؤد وقال یاایہا الناس علمنا منطق الطیر واوتینا من کل شیئ ط ان
ہذا لہو الفضل المبین- اس آیت کا ماقبل اللہ تعالی فرماتا ہے - ولقد آتینا داؤد وسلیمان علماو
قالا الحمد للہ الذی فضلنا علی کثیر من عبادہ المومنین- یعنی اور البتہ تحقیق دیا ہمنے داؤد کو
اور سلیمان کو علم اور کہا دونون نے کہ سب تعریف واسطے اللہ تعالی کے ہے جسنے بزرگی دی ہمکو
اوپر بہت بندون اپنے ایمان والون کے- پھر اسکے بعد اللہ تعالی فرماتا ہے- وورث سلیمان
الی قولہ الفضل المبین- یعنی اور وارث ہوا سلیمان ع داؤد ع کا اور کہا کہ اے لوگو سکھلائے
گئے ہین ہم بولی جانورون اڑتے کی اور دیئے گئے ہین ہم ہر چیز مین سے تحقیق یہہ ہے بزرگی فضیلت
ظاہر- پس اس آیت مین بھی وراثت سے بوجوہ ذیل علم اور نبوۃ ہی مراد ہی (۱) شیعہ کے جید محدث
مولوی محمد بن یعقوب الکلینی الرازی کی کتاب اصول کافی مطبوعہ مطبع نولکشور کے صفحہ ۱۳۷
پر لکھا ہے- حدثنی احمد بن ادریس عن محمد بن عبد الجبار عن صفوان بن یحیی عن شعیب الحداد عن
ضریس الکناسی قال کنت عند ابی عبداللہ علیہ السلام وعندہ ابوبصیر فقال ابوعبداللہ علیہ السلام
ان داؤد ورث علم الانبیاء وان سلیمان ورث داؤد وان محمدا ورث سلیمان وانا ورثنا محمدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم فقال ابوبصیر ان ھذا لھو العلم الخ ملخصاً من عینہ- یعنی ضریس الکناسی شیعی نے
باسناد صحیح روایت کیا کہ مین اور ابوبصیر- جو علماء شیعہ مین معتمد علیہ آدمی ہے- دونون جناب
امام ابوعبداللہ جعفر صادق ع کیخدمت اقدس مین بیٹھے تھے- پس امام ممدوح نے فرمایا کہ تحقیق
داؤد ع علم انبیاء علیہم السلام کے وارث ہوئے اور سلیمان ع داؤد ع کے وارث بنے اور حضرت
محمد- سلیمان ع کے وارث ہوئے اور ہم لوگ یعنی علماء اہلبیت یا علماء اس امت کے حضرت
محمد ع کے وارث ہین- پس ابوبصیر شیعی مذکور نے کہا کہ یہ توریث جسکو حضرت امام صادق ع نے
ذکر کیا ہے- البتہ یہ علم ہے آہ- (۲) معتبر تفسیر شیعہ عمدۃ البیان مطبوعہ مطبع یوسفی دہلوی کے
جلد ۲ سورۃ النمل مین صفحہ ۸۰ پر ذیل آیت وورث سلیمان داؤد آہ کے بعبارت طویل لکھا ہی جسکا
خلاصہ یہ ہے کہ حضرت داؤد ع کے انیس ۱۹ بیٹے تھے اور ہر ایک دعوی ملک کا رکھتا تھا- حق تعالی

نے ایک نامہ مہر کرکے داؤد کے پاس بھیجا۔ اور اوسمین چند مسائل مرقوم تھے۔ حضرت داؤد
سے کہلا بھیجا کہ جو کوئی تیری اولاد مین سے ان مسئلونکا جواب دیوے وہ بعد تیرے وارث
ملک کا ہے داؤدؑ نے اپنے بیٹون کو جمع کیا اور مسائل اون سے پوچھے گئے بغیر سلیمانؑ کے
کسینے جواب نہ دیا اور یہ جواب جو موافق نامہ کے تھا بنی اسرائیل کے سب بزرگ سلیمانؑ کے
علم اور فضل کے مقر ہوئے الخ ملخصاً من عینہ۔ عمدۃ البیان کے مفسر جو ملک ہند مین اہل
تشیع کے درمیان بڑے بھارے مولوی ہین۔ اونہون نے اپنے مطلب کے واسطے اس آیت
کی تفسیر کرنے مین روایت صحیحہ کے ساتھ عبارت پوچ ملادی۔ اپنے اثبات دعوے مین اقوال
آئمہ طاہرین ع سے برخلاف چلے گئے۔ دیکھو حضرت سلیمان کا نامہ مذکورہ مین جواب باصواب
دینا اور باقی ۱۸ برادرونکا لاعلمی کی جہت سے خاموش رہنا سب برادران حقیقی کو وراثت
جدی ملک دنیا سے کسطرح محروم کرتا ہے۔ ایک باپ کے بہت بیٹے ہون تو کوئی تو علم اور فضل
مین فوقیت رکھتا ہے اور کوئی بالکل ناخواندہ ہوتا ہے۔ پر ورثہ سے تو کسیکو بھی محروم نہین کیا
جاتا۔ آئمہ معصومین ع تو حضرت سلیمان ع کو حضرت داؤد ع کے علم کا وارث بناوین۔ جیسا پہلی
توجیہ مین اصول کافی سے مذکور ہوا ہے اور زمانہ موجودہ کے اہل تشیع اپنا مدعا ثابت کرنیکے لئے
علم کی جگہ ملک لکھا رہین۔ حیف برین دیانت۔ اور تفسیر مدارک و تفسیر ابن عباس رض مین بالفاظ
مختلفہ بیک مضمون آیت مذکورہ کے ذیل مین منقول ہے کہ ان سلیمان جاز بالنبوۃ مثل
ابیہ دون سائر بنیہ وکانوا تسعۃ عشر۔ یعنی حضرت سلیمان ع اپنے باپ کیطرح مشرف بہ نبوت
ہوئے نہ تمامی بیٹے داؤد ع کے حال آنکہ داؤد ع کے اونیس ۱۹ بیٹے تھے۔ اور شیعہ کی روایت سے
بھی لکھا گیا کہ حضرت داؤد ع کے ۱۹ فرزند تھے۔ پس سلیمان ع عالم اور قابل نبوت تھے حقتعالی
نے اونکو پیغمبری دیکر نبوت کی جہت سے داؤد ع کا وارث بنایا۔ اور دوسرے فرزند داؤد کے
نبوت کے لایق نہین تھے۔ اسلئے اونکو ورثہ مذکورہ سے محروم رکھا اور قرآن مین بھی اونکا ذکر
نہ کیا۔ اگر اس آیت سے وراثت دنیا کی مراد ہوتی تو خداوند معبود سبھون کو وارث کرتا اور انکی
وراثت کو بھی قرآن شریف مین یاد فرماتا۔ فافہم واللہ ہو الہادی (۳۳) تفسیر کبیر مطبوعہ مصر کے
جلد ۶ مین صفحہ ۵۵۷ پر آیت مذکورہ کے ذیل مین مسطور ہے۔ ولو قیل وورث سلیمان داؤد

فی مالہ لم یکن موافق لقولہ یا ایہا الناس علمنا منطق الطیر معنی واذا قیل وورث مقامہ بالنبوۃ حسن
ووافق ذالک لان تعلیم منطق الطیر یکون داخلاً بالنبوۃ دون المال وکذالک قولہ واوتینا من
کل شیٍٔ لان وارث النبوۃ یجمع ذالک ووارث المال لا یجمعہ۔ یعنی اگر کہا جاوے کہ حضرت
سلیمان حضرت داؤد کا مال مین وارث ہوا تو بروئے معنے اس فقرہ کے موافق نہین کہ علمنا
منطق الطیر یعنے سکہلائے گئے ہین ہم بولی جانورونکی۔ اور اگر کہا جاوے کہ قایم مقام داؤد کے
نبوت مین وارث ہوا تو بہت بہتر اور اسکے موافق ہے کیونکہ پرندون کی بولی سیکھنا نبوت مین
شامل ہوتی ہے نہ مال مین۔ اور اسیطرح قولہ واوتینا من کل شیٔ یعنے دیئے گئے ہین ہم سب چیز
سے۔ کیونکہ نبوت کا وارث سب اشیا جمع کرتا ہے بخلاف وارث المال وقولہ تعالیٰ ان ھذا
لہو الفضل المبین لا یلیق ایضاً الا بما ذکرنا دون المال لان المال قد یحصل للکامل والناقص یعنی اللہ تعالیٰ
کا بزبان سلیمان ؑ فرمانا کہ تحقیق یہ ہے فضل ظاہر۔ یہ بہی نہین مناسب مگر نبوت کے ساتھ۔ نہ
ساتھ مال کے کیونکہ مال کبہی حاصل ہوتا ہے کامل کے لئے اور کبہی ناقص کے لئے پس نقصان اور
زوال مین پڑجاوے تو فضل العظیم باقی نہین رہتا اور نبوت مین ہمیشہ فضل العظیم کا رتبہ حاصل
ہوتا ہے۔ فلیتامل فبطل قول من زعم انہ یرث المال انتہیٰ۔ یعنی پس باطل ہوا قول اوس شخص کا
جسنے گمان کیا کہ سلیمان ؑ مال کا وارث ہوا۔ اور شیعہ کی کتاب ابواب الجنان مطبوعہ مطبع نولکشور
کے جلد ۲ مین صفحہ ۳۰ پر مروی ہی کہ در کافی از حضرت اقدس نبوی ؐ منقول است۔ ان العلماء
ورثۃ الانبیاء لم یورثوا دینارا ولا درہما ولکن ورثوا العلم فمن اخذ منہ اخذ بحظ وافر یعنی بدرستیکہ
علما وارثان پیغمبران اند چہ میراث پیغمبران دینار و درہم نیست بلکہ علم است پس ہر کہ فراگرفت
علم فراگرفت نصیبے وافر و این حدیث شریف در امالی شیخ صدوق رح نیز سمت ذکر یافتہ انتہیٰ
ملخصاً من عینہ۔ اس روایت کی زیادہ تشریح کی چندان ضرورت نہین۔ اب کتب معتبرہ و
مسلمہ فریقین سے حضرات شیعہ کو جواب دندان شکن ملگیا۔ اور توریث انبیاء ؑ کا حال بہی جملہ
شیعون پر کہل گیا۔ اور حدیث نحن معاشر الانبیاء آہ کا صحیح ہونا بہی علی العموم ثابت ہوا۔ اور
آئمہ معصومین علیہم السلام کی روایات صحیحہ کا بہی حضرت ابوبکر صاحب کی رائے سے موافق
ہونا مثل الشمس فی نصف النہار درپایہ ثبوت کو پہونچا۔ پس معترض کی بکواس اوسکی جہالت

اور عادت تجردی پر شمار کیگئی۔ علاوہ دلائل مسطورہ بالا کی اگر پوچھو تو شیعہ کی فاضل اجل ومحقق بی بدل امام محمد بن یعقوب الکلینی الرازی کی صحیح کتاب فروع کافی مطبوعہ مطبع نولکشور کے جلد سوم جزو اول مین صفحہ ۲۷ پر مروی ہی عن احمد عن ابی الحسن الثانی قال سئلتہ عن الحیطان السبعۃ التی کانت میراث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لفاطمۃ علیہا السلام فقال لا انما کان وقفا وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یاخذ الیہ منھا ما ینفق علی اضیافہ والتباعۃ آہ من عینہ۔ یعنی احمد شیعی نے امام ابی الحسن الثانی حضرت علی بن موسی رضا علیہ السلام سے روایت کیا کہ مینے امام ممدوح سی ان سات باغ کا سوال کیا جو (میری قیاس مین) میراث پس ماندہ رسول اللہ ص سے حضرت فاطمہ علیہا السلام کے لئے رہے تھے۔ تب پیر امام موصوف نے فرمایا کہ وہ باغات حضرت سیدہ کی میراث نہین تھی اور جز این نیست کہ وہ وقف تھے اور رسول پاک اونہین سے اتنا قدر اپنے لئے لیتے تھے جو مہمانون اور اپنے تابعدارون پر خرچ کردیتے تھے۔ اب اس صحیح حدیث کے مطابق یہی بکلمہ انما رسول اقدس کی پس ماندہ جائداد وقف مین منحصر ہوگئی پھر بتاؤ کہ حضرت ابابکر صدیق رض کا کیا قصور ہے۔ حضرت ابوبکر خلیفۂ رسول ع نے کب رسول کی پیروی سے کنارہ کیا اور کب فاطمہ معصومہ پر ظلم کیا۔ افسوس حضرات آئمہ معصومین ع کے اقوال تو ابوبکر رض کے قول کے موئید ومثبت ہودین۔ اور شیعیان اپنی بدعادتی سے اونپر طعنہ زدی کرین۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ اور یہ نہ جانین کہ بشہادت آئمہ طاہرین ع حضرت ابوبکر رض کی زبان مبارک پر کذب کو دخل نہین۔ اور وہ بجز راستی ہرگز نہین کہتے تھے۔ دیکھو امام الہمام امام ابوجعفر محمد باقر ع کی زبانی۔ ابوبکر صاحب کا صادق ہونا بقولہ نعم الصدیق فمن لم یقل لہ الصدیق فلا صدق اللہ قولہ فی الدنیا والآخرۃ۔ اسی کتاب کے صفحہ ۳۲ پر مذکور ہوچکا ہے۔ اب شیعہ کو حضرت ابوبکر رض کے صدیق جاننے کے بغیر کب نجات ملیگی۔ واللہ ہو الہادی بفضلہ۔ اور شیعہ کی معتبر کتاب تفسیر لوامع التنزیل مطبوعہ مطبع امپیریل پریس لاہور کی جلد ۲ مین صفحہ ۲۹۹ پر بروایت کافی مروی ہے۔ قال ابو عبد اللہ علیہ السلام ان الوصیۃ نزلت من السماء علی محمد کتابا لم ینزل علی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کتاب مختوم الا الوصیۃ فقال جبرئیل ع یا محمد ہذہ وصیتک فی امتک عند اہل بیتک فقال رسول اللہ صلعم ای اہلبیتی یا جبرئیل قال علی نجیب اللہ منہم وذریتہ لیرثک علم النبوۃ کما ورثہ ابراہیم علیہ السلام ومیراثہ لعلی رض وذریتک من صلبہ الخ

من علیہ۔ خلاصہ آنکہ حضرت امام ابو عبداللہ جعفر صادق ع نے فرمایا ہے کہ رسولخدا ص پر
آسمان سے ایک وصیت بروئے کتاب نازل ہوئی اور آنحضرت ص پر کوئی کتاب مُہر زدہ
نہین نازل ہوئی مگر وصیت مذکورہ۔ پس حضرت جبریل ع نے عرض کی کہ یا محمد ص یہ وصیت
آپکو ہے آپکی اُمت مرحومہ مین واسطے آپکے اہلبیت کے رسولخدا ص نے فرمایا کہ ای جبریل میری
اہلبیت کون ہین۔ تسپر حضرت جبریل نے کہا کہ آپکے اہلبیت مین سے حضرت علی۔ خداتعالیٰ
کے شریف مرد ہین اور انکی اولاد ہے۔ البتہ وارث ہوگا تیری علم نبوۃ کا علی رض جیسے آپ ابراہیم ع
سے اوسکے وارث ہوئے اور علم کی میراث علی کے لئے اور آپکی اولاد نرینہ کیواسطے ہے جو حضرت
علی رض کی صُلب سے ہوگی۔ شیعہ کی یہہ روایت جسمین رسول پاک کی اولاد اور مولانا علی رض کا
علم الانبیاء مین وارث ہونا بصریح موجود ہے اور اسمین اموال دُنیا کا نام کیا بلکہ نشان تک بھی
نہین محض شیعہ کے الزام کے واسطے لکھی گئی ہے۔ ورنہ اہلسنت کے نزدیک تو ایسے موضوع
کلمات کا کچھہ بھی ثبوت نہین۔ دیکھو حضرت علی رض کا شریف مرد اور برگزیدہ اہلبیت مین سے
ہونا وغیرہ وغیرہ ایسے اوصاف سے تو کوئی مومن انکار نہین کرتا جو کرے سو وہ مردود ہے لیکن
ہم کہتے ہین کہ رسولخدا ص پر ایک کتاب مشمول وصیت کا جسپر مُہر ثبت تھی نازل ہونا محض شیعہ کے
مصنوعی سرودین سے ہے۔ یہ تو ہر کوئی جانتا ہے کہ وہ کتاب اللہ جو آنحضرت افضل الانبیاء
صلواۃ اللہ علیہم پر نازل ہوئی ہے اور جسکی وصف مین ذالک الکتاب لاریب فیہ آیا ہے
تمام اہل ایمان کی آنکھوں کا نور ہے۔ اب ہمین حضرات شیعہ بتائین کہ وہ کتاب اللہ جسمین وصیت
لکھی ہوئی تھی اور بامُہر ثبت شدہ حضرت جبریل ع لاتے تھے۔ رسولخدا ع نے اوسکو ظاہر
کیون نہ کیا۔ کسواسطے مخفی رکھدی۔ یہہ کتاب اللہ جسکا نام فرقان حمید ہے اور جسمین خلفاء
ثلثہ وغیرہ مہاجرین اور انصار و ازواج مطہرات رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اوصاف
حمیدہ ہین اسکو تو سید المرسلین جہان مین ظاہر کرین۔ اور وہ کتاب اللہ مروی اہل شیعہ
جسمین محض حضرت علی و اہلبیت کی وصیت ہووے اوسکو رسول ص چھپاوین نہ جہان
مین اوسکو عیان کرین نہ کسیکو پڑھکر سنادین۔ سبحان اللہ شیعہ کے ہان کیا عمدہ رسالت ہے
اس صورت مین تو جناب رسالت مآب ہی شیر خدا کے ذاتی دشمن ہین۔ الٰہی توبہ یا یہہ کہ

سید الکونین بزعم شیعہ معاذ اللہ ڈر گئے ہون کہ اس کتاب اللہ کو اگر ظاہر کرونگا تو خلفاء ثلثہ یعنی
ابوبکر۔ عمر۔ عثمان حضرت علی کی عداوت سے میری نبوت کو ہی نہ چہین لیوین۔ استغفر اللہ
اگر شیعہ کے ہان اسی محبت عترت کا نام اسلام ہے تو ایسے اسلام کو ہمارا صدہا کوس سے سلام
ہے۔ واللہ الہادی۔ **سوال شیعہ**۔ جب انبیاء علیہم السلام کی جائداد کسیکی
وراثت نہین تو آپکی ام المومنین عائشہ وغیرہ ازواج کو کیا استحقاق حاصل تھا۔ جو فدک
وغیرہ جائداد کی آمدنی سے اونکو اخراجات دیئے جاتی تہے۔ ذرہ ہمین مفصل سمجہائین **جواب**۔ آہ
معلوم ہوتا ہے کہ آپکو مالیخولیا کی بیماری بدرجہ کمال ہے۔ اگر آپ انصاف کی نشتر سے فصد
کرائین تو یقین ہے کہ خون غلیظ متعصبانہ کی نکلنے سے آپکا دماغ مقدس مُصفّا ہو جائیگا۔
پھر آپ روایات معتبرہ فریقین کو سمجھ جائینگے۔ آپکی خدمت مین بارہا عرض کر دیگئی ہے کہ فدک وغیرہ
جائداد نبوی ص کسیکی وراثت نہین تہی بلکہ وہ بیت المال تھا۔ اہل سنت اور اہل شیعہ کا اسمین
اتفاق ہے۔ اسناد فریقین عنقریب گذر چکی ہین۔ اور رسول پاک ص جیسا اپنی زندگانی مین اپنے
ازواج کو مال مذکور سے نفقہ دیتے تہے۔ آنحضرت ص کے انتقال فرمانے کے بعد بھی اونکی بی بیونکو
اسیطرح اخراجات پہونچتے رہے۔ خلفاء الرسول ص ابوبکر۔ عمر۔ عثمان۔ علی۔ حسن رضی اللہ عنہم
نے برابر طریقہ مذکورہ کو جاری رکہا کیونکہ رسول پاک کی وفات کے بعد بہی ازواج الرسول ع
اونکے حبالہ نکاح مین مقید ہین اور سید المرسلین کی فوت ہونے سے اونکا نکاح نہین ٹوٹا۔ پس
آنحضرت ع کی سوا سب مردون پر حرام ہین۔ جیساکہ اس مختصر رسالہ مین صفحہ ۳۰ کی مقدمہ مین گذر چکا
ہے اور علاوہ اسکے دیکہو شیعہ کی معتبر تفسیر لوامع التنزیل مطبوعہ مطبع سلطانی امپیریل پریس
لاہور کی جلد ۲ مین صفحہ ۵۶۹ پر بتصریح لکہا ہے۔ اِنَّ طلحۃ بن عبد اللہ قال لئن قبض رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لانکحن عائشۃ رضی اللہ عنہا فاخبرہ اللہ تعالی وما کان لکم ان تؤذوا رسول اللہ
ولا ان تنکحوا ازواجہ من بعدہ ابداً الآیۃ خلاصہ اش آنکہ طلحہ بن عبد اللہ کہ از اصحاب رسول ع
بود گفتہ بود وقتیکہ رسول خدا ص بمیرد من عائشہ رض را در نکاح خود می آرم خدا خبر داد کہ ازواج او جملۃً
ابداً آباد حرام اند بموت او عقد نکاح او فاسد میشود تم کلامہ ملخصاً یعنی طلحہ بن عبد اللہ جو رسول ع
کے اصحاب مین سے تہا اوسنے کہا کہ جب آنحضرت ع انتقال فرمائینگے تو مین بعد زندگی حضرت

سوال شیعہ کہ ازواج الرسول ع کو فدک وغیرہ سے کیون اخراجات دیئے جاتی تہے اور اسکا جواب

رسول ع کی فوت ہونے سے اونکی ازواج کا نکاح اون سے نہین ٹوٹا۔

عائشہ صدیقہ سے نکاح کرونگا۔ پس حقتعالی نے پارہ ومن یقنت کی سورۃ الاحزاب مین خبر دی کہ نبی ؑ کے ازواج اور لوگون پر ہمیشہ حرام ہین اور آنحضرت ؐ کی وفات سے اونکا نکاح فاسد نہین ہوتا۔ اب کتب اہل سنت کی روایت سنو کہ شیعہ کی روایات کے معارض ہے یا موافق۔

مشکوۃ کے باب وفاۃ النبی صلعم مین صفحہ ۵۴۲ پر مروی ہے۔ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لا یقتسم ورثتی دینار ما ترکت بعد نفقۃ نسائی فہو صدقۃ یعنی رسول پاک صلعم نے فرمایا ہے کہ میرے وارث میری مرنیکے بعد ایک دینار کو بھی نہ بانٹینگے جو کچھ مین چھوڑون میری بی بیون کے نفقہ کے بعد صدقہ ہوگا۔ اور یہ حدیث صحیح بخاری مطبوعہ مطبع احمدی کی کتاب الفرائض مین صفحہ ۹۹۶ پر بھی کسیقدر الفاظ کم و بیش سے مروی ہے۔ پس فتح الباری شرح صحیح بخاری مین صفحہ مذکور کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ یوخذ منہ نفقۃ لنسآئہ لان ہن محبوسات عندہ محرمات علی غیرہ بنص القرآن یعنی فدک وغیرہ سے ازواج الرسول ؑ کا نفقہ لیا جائیگا۔ کیونکہ وہ مطہرات آنحضرت ؑ کے نزدیک مقید ہین باسوائے آنحضرت ؑ کے بنص القرآن سب پر حرام ہین۔ اب ازواج مطہرات کے لئے واجب النفقہ ہونا ثابت ہوا اور شیعہ کی بدگوئی شیعہ کی بدیانتی پر سمجھی گئی۔ واللہ ہو الہادی

اللہم اہد ہذا القوم فانہم لا یعلمون ۵ سعدی رح

چشم بد اندیش کہ برکندہ باد ٭ عیب نماید ہنرش در نظر

ساتوان باب مرض الموت مین رسول ؑ کی طلب قرطاس و دوات کے بیان مین

معترض نے منبع الانصاف مین صفحہ ۱۵ سے ۱۸ تک بعبارت طویل تحریر کیا جسکا خلاصہ یہہ ہے کہ اول مخالفتیکہ در عالم شد مخالفت شیطان از امر الہی بسجود آدم بود و اول فتنہ و خلافیکہ در اسلام شد منع عمر بود از کاغذ و قلم آہ۔ قولوا یا ارباب البصائر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لانی خشیت من زوال الایمان بسماع مقالات مشل ہذا الفتان۔ الہی اس شیعہ کو اپنی خزانہ غیب سے اتنی رہنمائی تو کر کہ جستے تیرے پیارے بندگان مقبولین بارگاہ کا قدر پہچانے اور بدگوئی سے شرماوے افسوس جن شریفون کو حق تعالی اور رسول ؐ نے باوصاف حمیدہ کثیرہ کے سرافراز کیا ہی۔ اور جن

بزرگون کو جنت کی بشارت دنیا مین ہی دیدی۔ اونکی حق مین السے واہیات کلمات کہنے سے اپنے ایمان کے برباد ہونیکا ذرا خوف نہین کرتا۔ دیکھو سنن الترمذی مطبوعہ دہلی جلد ۲ کی صفحہ ۲۳۳ پر مروی ہے۔ باسنادہ

سید عالم کا حضرت عمر رض کو جنت کی بشارت دینا

الصحیح عن عبد اللہ بن بریدۃ قال اصبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال دخلت الجنۃ فاتیت علی قصر مربع مشرف من ذہب فقلت لمن ہذا القصر فقالوا الرجل من العرب فقلت انا عربی لمن ہذا القصر قالوا الرجل من قریش فقلت انا قرشی لمن ہذا القصر قالوا الرجل من امۃ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقلت انا محمد لمن ہذا القصر قالوا لعمر ابن الخطاب فی الباب عن جابر ومعاذ وانس وابی ھریرۃ الی آخرہ مختصراً وملخصاً۔

یعنی مخبر صادق صلعم نے بوقت نماز صبح فرمایا کہ مین بہشت مین داخل ہوا۔ پس سیر کرتے کرتے ایک رنگ محل چار گوشہ بلند پر پہونچا دیکہا تو وہ سونیکا بنا ہوا تھا۔ مینے فرشتے اور حورون سے جو وہان رہتے تہے کہا کہ یہ محل عالیشان کسکے واسطے ہے اونہون نے کہا کہ ایک مرد خجستہ باشندہ عرب کی واسطے۔ پھر مینے کہا کہ مین عربی ہون مجھے سمجہانا۔ کہ یہ رنگ محل کس کی لئے ہے اونہون نے کہا کہ یہہ محل ایک مرد بزرگ قریشی کیواسطے ہے پھر مینے کہا مین افضل القریش ہون مجھے مفصل سمجہائیو انہون نے کہا کہ یہ محل ایک مرد برگزیدہ امت محمدیہ صلعم کیواسطے ہے پھر مینے کہا کہ حضرت محمد صاحب امت تو مین ہی ہون میری امت مین سے وہ کون خدا کا مرد ہے جسکے واسطے یہہ محل بنایا گیا ہے۔ تب فرشتون نے کہا کہ یہ اعلیٰ محل حضرت عمر ابن خطاب کی لئے تیار کیا گیا ہے۔

افسوس اس نیکبخت معترض نے السے دلائل اور اخبار صادقہ کو چہوڑ کر محض بکواس کرنے پر کمر باندہ لیا۔ کاشکے اگر اس ذی فہم کو حدیث طلب قرطاس و دوات کی کو الف سے کما ینبغی علم نہ تہا تو اس کجروی سے اوسکو کیا حاصل ہوا۔ ہان البتہ اپنا اور اپنے معتقدین کا ایمان ضرور برباد کیا۔ یہہ نیاز مند جملہ ناظرین ارباب کیاست پسند کیخدمت مین نہایت عجز سے ملتمس ہے کہ حدیث طلب قرطاس مندرجہ باب ہذا کی تحقیق کو اول سے آخر تک ذرہ ملاحظہ کر کے انصاف فرمائین اور فریقین مین سے جسکی کلام کو درست اور قابل سماعت دیکھین اوسکو بدعائے خیر یاد فرماوین۔

طلب قرطاس و دوات مین سے شیعہ کا حضرت عمر رض پر طعن کرنا اور اسکا جواب

اس جھگڑے کی تشریح معہ اعتراضات وجوابات مقدمات ذیل مین عرض کیجاتی ہے **مقدمہ الف** معترض نے لکھا ہے کہ بدانکہ باتفاق جمیع محدثین و مورخین ہر دو فرقہ رسولخدا در مرض موت اصحاب راگفت بیارید از برائے من اسباب کتابت تا بنویسیم از برائے شما نوشتہ کہ بعد از آن ہرگز ضلالت

نیفتید و عبارت آنحضرت موافق روایت صحیح بخاری و صحیح مسلم و مشکوٰۃ اینست کہ ھلمو اکتب لکم
کتابا لن تضلوا بعدی۔ یعنی بیائید تا بنویسم برائے شما کتابے کہ بعد ازان ہرگز بضلالت نیفتید و در
شرح مواقف ائتونی بقرطاس اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعدی۔ یعنی بیارید نزد من کاغذے تا
بنویسم برائے شما کتابے کہ بعد از من بضلالت نیفتید۔ پس عمر ابن خطاب مانع شدہ گفت
رسول ص ہذیان میگوید حسبکم کتاب اللہ یعنی بس است شمارا کتاب خدا۔ و در بعضی از روایات ہجر
واقع شدہ و در بعضی ہجر و در کتب لغت مثل قاموس وغیرہ مذکور است کہ وقتی کہ میخواہند از ہذیان
گفتن بیمار خبر دہند میگویند ہجر و یہجر و در روایت بخاری واقعہ شدہ کہ عمر ابن خطاب گفت قد غلب
علیہ الوجع در دہر رسول مستولی شد حرفش اعتبار ندارد و مخفی نیست کہ اینکلام شنیع بغیر ازین معنی
ندارد کہ آنچہ رسولخدا میگوید از روئے بیخودی و غلبہ مرض است پس ہذیان گفتہ باشد آنگہ منافقین
باعمر اتفاق نمودند۔ نزاع بطول کشید تا آنکہ رسولخدا از روئے اعراض ایشانرا دور کرد از پیش خود۔
اکنون اے طالبان دین حق انصاف باید داد کہ در زیر آسمان این چنین فعلی از کدام مسلمان
اخلاص کیش بر آید آہ۔ یہان تک بعینہ معترض کی عبارت ہے **جواب**۔ حدیث طلب
قرطاس مستند سائل جیسی مشکوٰۃ مطبوعہ مطبع محمدی بمبئی مین صفحہ ۵۴۰ پر بروایت شیخین
لکھی ہے بدین الفاظ ہے۔ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال لما حضر رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم وفی البیت رجال فیہم عمر بن الخطاب قال النبی صلعم ہلموا اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعدہ
فقال عمر قد غلب علیہ الوجع وعندکم القرآن حسبکم کتاب اللہ الخ۔ یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے
مروی ہے کہ جب رسولخدا پر موت حاضر کیگئی (مراد مرض الموت ہے یعنے بیماری کے ایام تھے کیونکہ
یہہ واقعہ پنجشنبہ کو ہوا جیساکہ اسی حدیث مین آجائیگا اور آنحضرت ع کی وفات دوشنبہ مین ہوئی
جیساکہ باب وفات النبی صلعم مین آئیگا انشاء اللہ تعالی) اور اوسوقت گھر مین بہت آدمی موجود
تھے۔ رسول پاک نے ارشاد کیا کہ لاؤ اسباب لکھنے کا تاکہ لکھدون مین تمھین ایک نوشتہ جو نہو تم
گمراہ جادہ سلامت دائم سے بعد اوسکے پس حضرت عمر رض نے اس خیال کی بنا پر کہ رسول پاک
کو شدت مرض سے تکلیف ہوگی۔ فرمایا کہ اسوقت آنحضرت ص پر بیماری غالب ہے اور تمھارے پاس
قرآن ہے تمھین کتاب اللہ کافی ہے آہ اور صحیح بخاری کی ۱۲ اجزو مین یہہ حدیث بدین الفاظ ہے

کہ سعید بن جبیر نے حضرت ابن عباس رضہ سے روایت کیا اور کہا کہ مینے دیکھا ابن عباس کو جو

فرماتے تھے یوم الخمیس و مایوم الخمیس ثم بکی حتی بل دموعہ الحصا قلت یا ابن عباس و مایوم الخمیس قال

اشتد برسول اللہ وجعہ فقال ائتونی بکتف اکتب لکم کتابا آلخ یعنی یوم پنجشنبہ اور کیا عجیب ہے یوم پنجشنبہ پھر حضرت ابن عباس روئے یہانتک کہ اونکی آنسوؤن نے سنگریزہا کو جو وہان پڑے تھے تر کر دیا مینے گذارش کی کہ ای ابن عباس کیا ہے یوم الخمیس فرمایا ابن عباس نے کہ اوس دن مین رسول پاک کی بیماری شدت کو پہونچی پھر آپنے اپنے اصحاب کرام کو ارشاد کیا کہ مجھے اسباب لکھنے کا دو تاکہ مین تمکو ایک تحریر لکھ دون آہ۔ اب سچ پوچھو تو طلب قرطاس کا باعث کوئی نہین جانتا کہ رسول پاک کیا لکھنا چاہتے تھے اور جناب کا مافی الضمیر کیا تھا کیونکہ اسکے بعد چار پانچ یوم تک زندہ بھی ہے اور باوجودیکہ آپکے وجود باجود مین راحت بھی ہوئی جیسا کہ مسجد مبارک مین تشریف لاکر نماز ہمراہ صحابہ کرام ادا فرمائی چنانچہ باب وفات النبی مین آئیگا۔ انشاءاللہ تعالیٰ تاہم آپنے اس گنبد بے در کا راز نہ کہولا۔ اور اہل شیعہ و اہل سنت کے بعض لوگون نے اپنی اپنی رائے کے موافق بیان کیا ہے کہ حضور ممدوح اس تحریر سے خلافت کی لکھنے کا ارادہ کرتے تھے چنانچہ شیعہ تو کہتے ہین کہ مولا مرتضی رضہ کی خلافت بلافصل لکھنے کیواسطے اسباب کتابت چاہا تاکہ میری وفات کے بعد اکثر صحابہ رضہ خلافت اور حکومت کی تمنا نہ کرین۔ اور اہل سنت کے بعض لوگ کہتے ہین کہ خلفاء الراشدین یعنی حضرت ابا بکر الصدیق۔ حضرت عمر۔ حضرت عثمان۔ حضرت علی۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہم اجمعین کی خلافت لکھنے کے لئے لکہنے کا اسباب طلب کیا تھا کیونکہ آنحضرت ع کو بنور نبوت معلوم ہوگیا تھا کہ میری امت مین سے کئی ایک لوگ انکی خلافت سے منکر ہوکر چاہ ضلالت مین جا پڑینگے۔ لیکن تقدیر آلہی جو رسول پاک کی تدبیر پر غالب تھی نہین چاہتی تھی کہ سید عالم شدت مرض مین تکلیف اوٹھا کر تحریر کرین۔ لہذا تقدیر ایزدی کی حکم سے حضرت عمر رضہ کی رائے مبارک مین گذرا کہ نبی صلعم کو جو اسوقت مرض کی شدت ہے۔ آپ اُمی عالم ہونیکی حالت مین وصیت کسطرح تحریر فرمائینگے۔ اِس بنا پر اونہون نے فرمایا کہ قد غلب علیہ الوجع آہ اور اکثر محققین نے لکھا ہے کہ جناب والا کو خلافت کی لکھنے کی کچھہ بھی ضرورت نہین تھی بدلائل ذیل (۱) رسول پاک کی وفات کے بعد یہہ خلافت آپکی سنت کی مطابق نیابت

رسول ؐ تھی جو غالبًا امور دنیتیہ مین شامل ہے اور طلب قرطاس سی پہلے اڑہائی تین ماہ کے
عرصہ سے جب دین کامل ہوچکا تہا۔ لقولہ تعالی الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم الآیتہ۔
پس دین کامل ہوجانیکے بعد رسولخدا کو تجدید فعل کی کچہہ ضرورت نہین تہی (۲) آنحضرت ؐ جانتے
تہے کہ حقتعالی نے مستخلفین کے ساتھ زبان قدرت سی خلافت کا وعدہ فرمایا ہوا ہی۔ لقولہ
وعداللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنہم الخ جیسا کہ اس کتاب کے صفحہ ۵ پر گذر گیا ہی۔
پس آپکو معلوم تہا کہ جو لوگ اس وعدہ کے موعود لہ ہین اونکو حقتعالی حسب وعدہ خود خلیفہ بنا
دیویگا۔ پھر جناب کو اسکے لکہنے کی کیا ضرورت تہی (۳) جناب رسولخدا ؐ کو خلافت کا امر زبان
مبارک سے کہدینا کافی تھا جو امر بالمشافہ کیا جائے اوسکے لکہنے کا کیا ذکر ہے یہ تو سب کوئی جانتے
ہے کہ حاضرین کے لئے حکم بزبان اور غائبین کے لئے جو غیر ملک مین ہون۔ بہ کتابت کفایت کرتا
ہے۔ پھر ان لوگون کے واسطے تحریر کیا معنے رکہتی تہی۔ (۴) آنحضرت علیہ السلام نے تندرستی
کیحالت مین خلافت بلافصل حضرت ابوبکرؓ وغیرہ خلفاء الراشدین کے لئے مقرر فرمادی تھی
چنانچہ علماء شیعہ اور اہل سنت کا اسبارہ مین اتفاق ہے اگر شیعہ اعتبار نہ کرین تو اسی کتاب کے
صفحہ ۶ پر ملاحظہ کرلین اور آئندہ باب وقوع خلافت خلفاء مین بہی ہم فریقین کی کتب سے لکھینگے۔
انشاءاللہ تعالی (**مقدمہ ب**) یہہ تو یقینیات مین سی ہے کہ رسول پاک ؐ جہوٹ بولنے
سے اور احکام شرع کی تغیر کرنیسے معصوم تہے۔ اور جس امر کیلئے مامور من اللہ ہوئے تہے مثلاً
تبلیغ رسالت تو اوسکے ترک کرنیسے بہی معصوم تہے لیکن امراض جسمانی سے معصوم نہین تہے
کیونکہ اس سے اونکے مرتبہ کو نقصان نہین آتا تہا اور نہ ہی اسبات سی شریعت غرا کو کچہہ خلل پڑتا تھا
دیکہو علمائے فریقین سی مروی ہے کہ سید عالم کو سحر کیا گیا تہا جسنے آپ اس درجہ تک بیمار ہوئے کہ کئی
بار آپکے خیال پاکیزہ مین آیا کہ فلان کام ہم کرچکے ہین حالانکہ جناب نے نہین کیا ہوا ہوتا تہا اور
یہ واقعہ بھی مسلمہ فریقین ہے کہ حضور والا کو مرض الموت مین جو بیماری ہوئی وہ بہ نسبت سابقہ
مرضون کے بہت ہی سخت تہی۔ خصوصاً طلب قرطاس کے وقت شدت مرض سی نہایت تکلیف
مین تہے اسیواسطے آن ذات والا صلعم کے شفیق حضرت عمرؓ نے فرمایا قد غلب علیہ الوجع وعندکم
القرآن آہ یعنی اسوقت آپ پر بیماری اور درد غالب ہے آہ اور ہمیشہ حضرت عمرؓ کی عادت تہی کہ

جسوقت رسول مقبول صلعم کے وجود مبارک مین کوئی تکلیف دیکھتے یا آپکے مزاج مقدس کے خلاف
کوئی امر اونکو نظر آتا تو اوسکے دفع کرنیکا تدارک کرتے تھے۔ منجملہ اونکے ایک بار کا ذکر علماء شیعہ بھی
تحریر کرتے ہین۔ دیکھو شیعہ کی کتاب زبدۃ المصائب مطبوعہ مطبع نولکشور کی مجلس ششم مین صفحہ ۹۱
پر لکھا ہے کہ ایکدن اعرابی نے رسول علیہ الصلوۃ والسلام کی طرف سحر و کذب کی نسبت دی تو

فوثب لہ عمر رض ابن الخطاب لیبطش بہ فقال لہ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اجلس یا ابا الحفص
الخ۔ یعنی یکایک عمر ابن خطاب خلیفہ ثانی غصے مین آکر کھڑے ہوگئے۔ اور چاہا کہ اوس اعرابی کو گرفتار
کرین۔ حضرت نے فرمایا کہ بیٹھ جاؤ ای ابوحفص آہ۔ اس روایت سے اور اس قسم کی روایات سے
صاف ثابت ہے کہ حضرت عمر رض رسول پاک صلعم کی عاشق تھے اونپر اگر کوئی گرانی دیکھتے تو برداشت
نہین کرسکتے تھے اور غالباً رسول صلعم بھی اونکی رائے سے رائے ملادیتے تھے جیسا کہ اس کتابت کو ترک
کردیا تھا۔ (مقدمہ ج) معترض کی تقریر کا خلاصہ یہہ ہے کہ جب رسول پاک صلعم نے لکھنے کا
اسباب مانگا تو عمر ابن خطاب نے کہا کہ رسول صلعم ہذیان کہتے ہین جیسا بعض روایات مین ہجر واقع
ہے اور بعض مین ھجر اور کتب لغت مثل قاموس وغیرہ مین لکھا ہے کہ جب عرب کے لوگ چاہتے ہین کہ بیمار
کے ہذیان سے خبر دلوین تو ہجر و ہجر کہتے ہین آہ۔ افسوس یہ ہے کہ اس شیعہ کو کچھ بھی رقت قلبی
نہین ایسا دلیر آدمی ہے کہ صحابہ کرام کی عداوت مین رفتہ رفتہ حد سے گذر جاتا ہے ہم شیعہ کی بہتان
مذکورہ کا جواب دو وجہ سے دیتے ہین (۱) لفظ ہجر جو بعض روایات مین آیا ہے اسکے کئی ایک احتمال
ہین منجملہ اونکے ایک احتمال یہہ بھی ہے کہ لفظ اہجر فعل ماضی ہے۔ ہجر سے جو بفتح اول وسکون ثانی
کے ہے اور مفعول محذوف یعنی الحیوۃ اور کتب لغت جنکا شیعہ نے حوالہ دیا ہے۔ مثل کشف و صراح وغیرہ
مین پایا گیا کہ ہجر بفتح مصدر ہے بمعنی جدائی کرنیکے و بکسر اسم مصدر ہے بمعنی جدائی کے فقط پس
صحابہ کرام کا قول اہجر یعنے ترک اور جدائی کیا ہے حضرت علیہ السلام نے دنیا سے نہ ہذیان کا معنے مراد ہے جو
شیعہ نے لکھا ہے فلیتدبر۔ (۲) بعد تسلیم صحت وقوع لفظ ہجر کے جیسا کہ بعض روایات مین وارد ہے
ہم اسکے جواب مین یون لکھتے ہین کہ ہجر کا لفظ اصل لغت عرب مین بمعنی بہیدن وگذاشتن کے پایا
گیا ہے جیسا قرآن شریف مین پارہ تبارک الذی کی سورۃ المدثر مین والرجز فاہجر موجود ہے اور ایسے
ہی اسکی آئمہ لغت تصریح کرچکے ہین تو اب اسکو ہذیان کے معنے پر حمل کرنا خلاف لغت ہے دیکھو منتہی الارب

قول شیعہ کہ عمر رض نے کہا کہ رسول صلعم ہذیان بولتے ہین اور اسکا جواب +

جسکا سائل حوالہ دیتا ہے اوسکے ربع ثانی مین صفحہ ۷۳ پر لکھا ہے۔ ہجر ہجرا بالفتح و ہجرانا صرمہ والشیٔ ترکہ۔ ہان جب ہجر کے ساتھ لفظ فی مرضہ لگایا جائے تو البتہ ہذیان کا معنے ادا ہو سکتا ہے۔ کیونکہ جب ہجر ترک کے معنے مین ہوا تو بسبب قرینہ مرض کے ترک عقل کے معنے مین ہوگا جو ہذیان ہے مگر چونکہ لفظ مرض سے معرا ہے تو ہم اوسکو ترک کے معنے مین جو اوسکا اصلی معنی ہے استعمال کرینگے اوسکا متروک حیات وحاشا بہا قرار دینگے اور رعایتہ حرمت اکرام الصحابہ رضی اللہ عنہم کی اسی توجیہ مین کامل مؤید ہے ہذا ما ظہر لی واللہ ہو الہادی **(مقدمہ ۵)** حضرت عمر رضہ کا حاضرین کو خطاب کرکے یہہ فرمانا کہ قد غلب علیہ الوجع وعندکم القرآن حسبکم کتاب اللہ یعنی رسول ؐ پر بیماری غالب ہے اور تمہاری نزدیک قرآن ہی کافی ہے تمہین کتاب اللہ کی محض اشتیاق محبت الرسول ؐ مین تھا اور اونکا یہہ خیال اسبات پر مبنی تھا کہ قرآن شریف جو کتاب اللہ ہے اسمین جب سب قسم کے احکام موجود ہین تو نبی ؐ کو ہرج رسانی شدت مرض مین کیا فائدہ کریگی دیکھو حق سبحانہ وتعالی پارہ واذا سمعوا مین فرماتا ہے۔ ما فرطنا فی الکتاب من شیٔ یعنی نہین چھوڑا ہمنے قرآن مین کسیقسم شئی کو اور ہر ایک قسم کا ذکر عبارۃً واشارۃً ودلالۃً وکنایۃً وصراحتۃً واقتضاءً ہمنے قرآن مین کیا ہے۔ یہان بعض شیعہ اپنی ہرزہ درائی سے کتاب سے لوح محفوظ مراد لیتے ہین اور یہہ نہین جانتے کہ الف ولام اسم مفرد پر معہود والسابق یعنی معلوم اگلے کیطرف پھرتے ہین اور معہود والسابق کتابو نہین سے مسلمانون کے نزدیک قرآن ہی ہے تو واجب ہوا کہ کتاب سے مراد اس آیت مین قرآن مجید ہو۔ اور شیعہ کی تفسیر عمدۃ البیان مطبوعہ دہلی کی جلد ۱ین صفحہ ۳۵۳ پر اس آیت کی ترجمہ مین لکھا ہے۔ ما فرطنا فی الکتاب آہ یعنی نہین کمی کی ہے ہمنے بیچ قرآن کے کسی شئی کی بلکہ وہ قرآن شامل ہے ہر چیز پر آہ من عینہ اور نیز شیعہ کی معتبر تفسیر البہیہ مطبوعہ لاہور کی جلد ۱ کی صفحہ ۳۳۲ پر لکھا ہے۔ ما فرطنا ای ما ترکنا۔ یعنی فرو نگذاشتیم در قرآن ہیچ چیز برا زیرا آنکہ قرآن متضمن جمیع ما یحتاج الیہ است و بعضے از کتاب جامع المحفوظ حمل کردہ اند وحمل آن بقرآن موافق حدیثی است کہ در عیون اخبار الرضا از حضرت امام رضا ؑ مروی است کہ آنحضرت ؑ فرمودہ ان اللہ تعالی لم یقبض نبیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حتی اکمل لہ فقال عز وجل ما فرطنا فی الکتاب ای ما ترکنا فی القرآن یعنی حق تعالی قبض روح پیغمبر خود نفرمودہ تا آنکہ کامل گردانید برائے او دین خود را و نازل گردانید برائے او قرآن را و بیان کرد در آن قرآن حلال و حرام و حدود و احکام و جمیع

آیت ما فرطنا فی الکتاب من شیٔ

مایحتاج الیہ ابنیائے کامل الخ ملخصاً و مختصراً من عینہ - اور نیز حق تعالی پارہ واذا سمعوا کی سورۃ الانعام مین فرماتا ہے - ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین ؏ پس جب کتاب اللہ مین سب کچھ موجود ہے تو رسول پاک صلعم کی مزاج مقدس کو شدت مرض مین تکلیف دینا کچھ فائدہ نہین رکھتا تہا -

(**مقدمۂ - ۵**) عادت مستمرہ تھی کہ جب رسول مقبول ؐ اپنے اصحاب کرام کو کوئی امر فرماتے تہے جو بطریق ایجاب کے نہوتا تو حضرت عمر رضہ اوسمین کچہہ گفتگو کرتے تھے اور آنحضرت ؐ اونکی گفتگو سُنکر اوسمین غور فرماتے تہے پس اگر مناسب سمجھتے تو حضرت عمر رضہ کے کہنے سے اوس امر کو ترک کردیتے تھے جیسا اس واقعہ مین لکھنے کو اونکی رائے سے ترک کردیا تہا - کیونکہ حضرت عمر رضہ رسول پاک ؐ کے مشیر صاحب تدبیر اور دانشمند وزیر تھے اونکی رائے سلیم جملہ امور مین صائب ہوتی تہی - بالفرض اگر جناب رسول ؐ اونکی عرض پر توجہ موجہ مبذول نفرماتے تو اکثر اوقات اونکی رائے کے موافق قرآن حمید نازل ہوجاتا تھا جو آیات ربانی حضرت جبریل ؑ - حضرت عمر رضہ کی رائے کے موافق رسول الثقلین پر لائے تھے اگر سب کے سب اسجگہ لکھی جائین تو اس مختصر رسالہ مین اونکی گنجایش نہین - لیکن بطور نمونہ گذارش کیا جاتا ہے کہ منجملہ اونکے ایک وہ ہے کہ جب عبداللہ بن اُبی منافق مرگیا تو رسول پاک نے اوسکی نماز جنازہ پڑہنے کا ارادہ کیا اور حضرت عمر رضہ نے حضور ممدوح کیخدمت اقدس مین اوسکی بُرائیان بیان کین اور آنحضرت ؐ کو جنازہ پڑہنے سے منع کیا - آخر آنحضرت ؐ نے حضرت عمر کی عرض کو نہ سُنا اور مُسکر اکر کہا کہ ہٹ جاے عمر رضہ حضرت عمر رضہ باز نہ آئے اور کہا کہ یا رسول اللہ یہہ شخص سخت منافق تھا لیکن آنحضرت ؐ اوسپر نماز جنازہ پڑہنے کو تشریف لیہی گئے - جب فارغ ہوئے تو سورۃ توبہ کی یہہ آیت ولا تصل علی احد منهم مات ابداً ولا تقم علی قبرہ ؕ - نازل ہوئی پس آنحضرت ؐ نے حضرت عمر رضہ کو مبارکباد سے سرفراز فرمایا اور ارشاد کیا کہ اے عمر رضہ تیری رائے کے موافق قرآن نازل ہوتا ہے جیسا کہ اس کتاب کے چھٹے باب مین بہی گذر گیا ہے اور منجملہ اونکے ایک وہ ہے جو اسیران بدر کی باب مین حضرت عمر رضہ کی رائے جناب رسول ؐ کی رائے کے موافق نہ ہوئی تو آیت ماکان للنبی ان یکون لہ اسریٰ آہ جو اس کتاب کے صفحہ ۳۰ پر گذری ہے نازل ہوئی آنحضرت ؐ نے فرمایا کہ اگر آج حق تعالی کیجانب سے عذاب نازل ہوتا تو حضرت عمر رضہ کے سوا کوئی عذاب سے نہ بچتا - اور منجملہ اونکے ایک وہ ہے جو عبداللہ بن اُبی منافق مشہور کی بیماری مین اوسکے بیٹے نے رسول پاک کیخدمت شریف مین

کئی ایک جگہ حضرت عمر رضہ کی رائے کے موافق قرآن نازل ہوا تھا

عرض کیا کہ میری بابت کیواسطے استغفار چاہین رسول پاک تیار ہوئے حضرت عمر رضہ مانع آئے
آنحضرت صلعم نے اونکے کہنے پر کچھہ التفات نہ کی۔ جب استغفار سے فارغ ہوئے تو آیت استغفر لہم
اولا تستغفر لہم آہ نازل ہوئی جو اس کتاب کے باب ششم مین گذر چکی ہی۔ اور منجملہ اونکے ایک وہ
ہے جو شیعہ کی کتاب تفسیر لوامع التنزیل مطبوعہ مطبع گلشن رشیدی لاہور کی جلد ا مین صفحہ ۳۴۱ پر
لکھا ہے کہ حضرت رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بر در مسجد الحرام فرمود ہذا مقام ابراہیم است
مقام ابراہیم علیہ السلام عمر گفت پس چرا آنرا جائے نماز گذاردن خود نمیگردانی پیغمبر صلی اللہ
علیہ وآلہ فرمود الی حین ماموراً من اللہ نشدم پس ہنوز آفتاب آنروز غروب نکرد کہ آیت
واتخذوا من مقام ابراہیم مصلی نازل گردید آہ من عینہ۔ یعنی رسول پاک صلعم نے مسجد الحرام کے
دروازہ مبارک پر کھڑے ہوکر فرمایا کہ یہ حضرت ابراہیم ع کا مقام ہی۔ یہان کھڑے ہوکر نماز
ادا کرتے تہی یہہ اونکے قدمون کی نشان ہین۔ پس حضرت عمر رضہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ کسلیے
جناب اسکو جائے نماز نہین بناتے اور اِس مقام پاکیزہ مین آپ کیون نہین نماز ادا کرتے
رسول پاک صلعم نے فرمایا کہ اے عمر رضہ ابتک اللہ تعالی نے مجھے اسکا مامور نہین کیا۔ حضرت عمر رضہ
نے مقام مبارک مذکور پر نماز پڑہنے کی بہت ہی تمنا کی۔ پس ابہی اوسدن کا آفتاب غروب کے
درجہ کو نہین پہنچا تہا کہ آیت مجید واتخذوا من مقام ابراہیم مصلی نازل ہوئی۔ اور منجملہ اونکے
ایک وہ ہے جو ایکدن حضرت عمر رضہ نے رسول پاک صلعم کیخدمت مین گذارش کی کہ یا رسول اللہ صلعم
آپکی قدمبوسی کو اکثر مختلف لوگ آتے ہین۔ اور اِسحالت مین آپکے ازواج جو سامنے بیٹھے ہوتے ہین
تو نہایت قباحت ہے آپ انکو پردہ مین بیٹھنے کا حکم دیجیے اسپر رسولخدا صلعم نے فرمایا کہ یا عمر مین ابہی اس
امر سے مامور من اللہ نہین ہوا۔ آخر حضرت عمر رضہ رہ نہ سکے اور ازواج مطہرات کو فرمایا کہ اے
ازواج الرسول صلعم تمکو پردہ نشینی سے بہتر کوئی کام نہین۔ اسپر ازواج مین سے حضرت زینب نے
جواب دیا وانک علینا یا ابن الخطاب والوحی ینزل فی بیوتنا۔ یعنی تو ہمپر حکومت کرتا ہے اے
ابن خطاب حالانکہ حضرت جبرئیل ع ہمارے گھر مین نازل ہوتا ہے۔ اگر ستر کا حکم حق تعالے کی
جانب سے ہوتا تو ہمین حضرت جبرئیل ع کہدیتا۔ اسسے حضرت عمر کو بڑی غیرت آئی۔ تہوڑی دیر
کے بعد پارہ ومن یقنت کی سورۃ الاحزاب کی یہ آیت نازل ہوئی۔ واذا سئلتموہن متاعاً

بروایت شیعہ مقام ابراہیم ع پر مُصلّی بنانیکا حکم حضرت عمر رضہ کی رائے سے نازل ہوا۔

حکم ستر امہات المومنین حضرت عمر رضہ کی رائے پر نازل ہوئے

فسئلوھن من وراء حجاب ۔آہ ۔ پہر اسکے بعد حضور علیہ السلام نے ازواج مطہرات کو ستر مین بٹھا دیا۔ کما فی التفسیر الکبیر والمشکوۃ وغیرہما۔ اور منجملہ اونکی ایک وہ ہے جو شیعہ کی معتبر کتاب تفسیر لوامع التنزیل مطبوعہ مطبع امپیریل پریس لاہور کی جلد ۲ مین صفحہ ۴۴ پر حرمت خمر کی بارہ مین کتب معتبرہ سے لکھا ہے۔ ان عمر قال اللھم بین لنا فی الخمر بیانا شافیا فنزلت آیۃ سورۃ النساء یاایھا الذین آمنوا لاتقربوا الصلوۃ وانتم سکاری یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہم جو حرمت شراب کے بہت خواہان تہے اونہون نے دعا مانگی کہ بارخدایا شراب کے بارہ مین ہمارے لئے شافی حکم کر۔ پس سورۃ نساء کی یہ آیت نازل ہوئی۔ جسکا ترجمہ یہ ہے کہ اے لوگو جو خدا و رسول پر ایمان لائے ہو مت نزدیک جاؤ نماز کے جبکہ تم شراب سے مست ہو۔ پس رسول پاک صلعم نے حضرت عمر رض کو طلب کیا۔ اور اونپر اس آیت کو پڑہا پہر حضرت عمر رض نے استدعا کی کہ بارخدایا ہمارے واسطے شراب کا حکم مفصل بیان فرما۔ اسکے بعد پارہ سیقول کی یہ آیت نازل ہوئی۔ ویسئلونک عن الخمر والمیسر قل فیھما اثم کبیر آہ یعنی اور سوال کرینگے تجھ سے شراب اور قمار سے پس کہہ ان دونون مین گناہ سخت ہے آہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت کو بھی حضرت عمر رض کے روبرو پڑہا تو حضرت عمر رض نے دعا مانگی کہ اے خدا تعالی شراب کی بارے مین مفصل حکم کر۔ اوسوقت پارہ واذا سمعوا کی یہ آیت نازل ہوئی۔

یاایھا الذین آمنوا انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس الی قولہ فھل انتم منتھون۔ جب حضرت عمر رض نے اس آیت کو سنا تو کہا کہ خدایا اب ہم مطلب کو پہونچگئے ہین۔ تم کلامہ مختصرا من عینہ۔ اور یہان کاتب کی غلطی کا اشتباہ ہے کیونکہ حضرت عمر رض کی التجا کرنے مین آیت ویسئلونک عن الخمر آہ پہلے نازل ہوئی تھی اور اسکے بعد لاتقربوا الصلوۃ آہ کو جبرئیل ع لائے تھے۔ اور اس قسم کی اور بھی آیات بہت ہین جو جناب عمر رض کی رائے کے موافق نازل ہوئی ہین۔ جنکو عدم گنجایش سے نہین لکھا گیا۔ پس ان آیات کے شان نزول سے واضح ہوگیا کہ حضرت عمر رض صائب رائے اور کامل دماغ رکھتے تہے۔ **سوال شیعہ** شاید حضرت عمر رض کا رائے جناب سید عالم کی رائے مبارک سے زیادہ کامل تہا جیسا اونکی رائے کی موافق آیات بہی نازل ہوئین اور رسولخدا صلعم لکھنے کا اسباب چاہین۔ پہر ارشاد حضور کا کچھ لحاظ نہوا اور حضرت عمر رض کے قول حسبکم کتاب اللہ کا بڑا قدر کیا گیا آہ۔ **جواب**۔ اسکا دو وجہ سے دیا جاتا ہے (۱) ایک وصف کلی یعنی کامل ہوتی ہے اور ایک اوسکی جزو ہوتی ہے۔ اور رسول پاک صلعم کی

وصف کُل سے بفضل خداوند جل و علا حضرت عمر رضہ کو وصف جزء کا حصہ حاصل ہوا تھا۔ اور وصف کُل کی خاصیت ہے کہ وہ اپنے محل مین سے کبھی اسقدر ظہورہ نہین کرتی کہ جسقدر اپنی جزء مین سے ظہورہ کرتی ہے۔ پس امور مذکورہ بالا مین حضرت رسول عم کی وصف کُل نے اپنی جزء حضرت عمر رضہ کی وصف مین جو ظہورہ کیا یعنی جو کچھ حضرت عمر رضہ سے فوائد ظہور مین آئے گویا دراصل رسول پاک عم کی وصف کل کا اثر تہا اور اسکے مظہر کے لئے حضرت عمر رضہ کا وجود فیض آمود اور اونکا ضمیر منیر عمدہ سی بھی عمدہ تہا (۳) حضرت عمر رضہ کو بہ نسبت اور لوگون کے رسول پاک صلعم سے امور مذکورہ مین فیض زیادہ تہا۔ جب اونکو تدبیر امور خیر مین فیض وافر سے بہی وافر تھا تو وہ ہر ایک رائے شاورسول پاک صلعم مین اور جملہ امور مین رائے دوڑاتے تہے پھر جب کام مین خلل جانتے تو حضور عم سے عرض کر دیتے تھے اور رسول عم اوسمین فکر کرتے تھی۔ اگر مناسب دیکھتے تو اوسکے ترک کرنیکا امر فرماتے تہے۔ اسی لئے آنحضرت عم نے حضرت عمر رضہ دانشمند وزیر صاحب تدبیر کی وصف مذکورہ دیکھکر اونکی حق مین فرمایا کہ اگر میرے بعد کوئی پیغمبر ہوتا تو عمر ابن خطاب رضہ کو پیغمبری ملتی دیکھو صحاح ستہ مستدلہ معترض مین سی سنن الترمذی مطبوعہ مطبع مجتبائی کے جلد ۲ مین صفحہ ۲۳۰ پر باسنادہ مروی ہی۔ عن عقبۃ بن عامر قال قال رسول اللہ صلعم لوکان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب۔ یعنی اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو البتہ عمر ابن خطاب رضہ پیغمبر ہوتا۔ کیونکہ اونکی دل اور زبان مبارک مین فرشتہ القا کرتا ہی۔ لہذا اونکی زبان دُرفشان سی حق نکلتا ہے اور حق کہنے مین نہ کسیکا لحاظ کرتے ہین اور نہ کسیکا خوف اونکی وجود مین آتا ہے۔ یعنی احکام دین کے جاری کرنے مین کبھی شخص کا ڈر نہین رکھتے۔ جیساکہ مشکوۃ مطبوعہ مطبع احمدی دہلوی کے صفحہ ۵۵۹ پر مروی ہے۔ عن علیؓ رضی اللہ عنہ قال قیل یارسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم من نؤمر بعدک قال ان تؤمروا ابابکر رضہ تجدوہ امیناً زاہداً فی الدنیا راغباً فی الآخرۃ وان تؤمروا عمر رضہ تجدوہ قویاً امیناً لایخاف فی اللہ لومۃ لائم الخ۔ اس حدیث کا ترجمہ اس کتاب کی صفحہ ۱۱۰ پر مفصل گذر گیا ہے اسکا اسجگہ مکرر لکھنا محض شیعہ کو یاد دلانیکی غرض سی ہی۔ **مقدمہ ۔ ۵** ۔ حضرت عمر رضہ کا یہ قول کہ ای حاضرین قد غلب علیہ الوجع وعندکم القرآن حسبکم کتاب اللہ جو جناب حضور علیہ السلام کی رفع تکلیف کیواسطے تہا۔ یہ وعید مین داخل نہین ہی۔ کیونکہ وعید مین اوسوقت داخل ہوتا ہے کہ جسوقت رسول عم پاک کوئی امر کرین جو بطریق وحی ہو۔ پھر سامعین اوس سے صریح انکار کرین

اور طلب قرطاس نہ بطریق وحی تہا اور نہ ضروریات مین سے تہا۔ بلکہ آنحضرت صلعم کے خیالات بشریہ سے تہا ورنہ معاذ اللہ لازم آئیگا کہ جناب رسول سید المعصومین بھی اس کتابت کی ترک کرنیسے نعوذ باللہ گناہ کے مرتکب بنجائین الٰہی توبہ یا وعید مین داخل ہوجائین نعوذ باللہ من ذالک۔ حالانکہ شیعہ کی معتبر کتاب انارۃ البصائر مطبوعہ مطبع نولکشور کی جلد ۲ مین صفحہ ۲۳۱ پر بعینہ لکھا ہے کہ

جناب سید المرتضی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہی کہ پیغمبر ع کو جائز نہین ہی کہ جسکے ساتھ مرسل ہوا ہی اوسے چھپائے گو خوف قتل کا کیون نہو کیونکہ اوسے یقین حاصل ہے ساتھ اسبات کے کہ حق تعالی نے اوسے پیغمبری پر اپنی مبعوث فرمایا ہے اور وہ اوسکو بچانیوالا ہے قتل سے اوسوقت تک کہ رسالت ادا کیجائے اور دعوت سنائی جائے ورنہ تو غرض بعثت ناقص ہو جائیگی تم عبارتہ من عینہ۔ آب معلوم ہوا کہ مرض الموت مین لکھنے کا اسباب طلب کرنا کوئی پیغام ربانی سے نہین تھا جیسا کہ شیعہ لوگ گمان کئے بیٹھے ہین۔ کیونکہ سید عالم ص کبھی اوسکو ترک نہ کرتے بلکہ اوسیوقت یا دوسرے دن کیا بلکہ تیسرے اور چوتھے دن تک بھی تحریر فرما دیتے یہان تک کہ بغیر لکھنے کے دنیا سے انتقال نہ فرماتے۔ یہان حضرات شیعہ اتنا تو خیال فرماوین کہ جب سید الکونین کو اپنی موت کا حال معلوم تہا اور یہ بھی جانتے تہے کہ عمر ابن خطاب اب میری موت پر قادر نہین ہے اور تبلیغ رسالت کے ترک کرنیسے بہی آن ذات بابرکات معصوم تھی تو پھر آپکو کس امر کا ڈر تہا جو اس لکھنے سے باز رہگئے۔ اور حضرت معترض نے جو اپنی خوش فہمی سے لکھا ہے کہ عمر ابن خطاب نے یہ نہ سوچا کہ رسول ص جو قرطاس و دوات طلب فرماتے ہین تو یہ حسب آیت اِنْ ہوَ اِلّا وحیٌ یوحیٰ خداوند کریم کیجانب سے ہے آہ۔ آسکے جواب مین خاکسار گذارش کرتا ہی کہ آیت کریمہ وما ینطق عن الہویٰ اِنْ ہُوَ اِلّا وحیٌ یوحیٰ جو پارہ ۲۷ کی سورۃ النجم مین ہے۔ مخصوص بہ جملہ نطق قرآنی کے ہی عموماً اور بہ بعض منطوقات رسول پاک کے ہی خصوصاً کیونکہ اگر سب منطوقات رسول صلعم کے بموجب وحی کی ہوتے تو حق تعالی سے آنحضرت صلعم کو کبھی کسی امر پر اعتراض وارد نہوتا۔ حالانکہ پارۂ قد سمع اللہ کی سورۃ التحریم مین ہی رسول پاک صلعم کے تحریم العسل کا قصہ دیکھو جبکہ سید عالم نے اپنے پر شہد حرام کیا تو آیت لِمَ تُحَرِّمُ ما احلّ اللہ لک نازل ہوئی۔ اور ماسوا اسکے کئی جگہ نبی صلعم کو حق تعالی سے اعتراض وارد ہوا ہی چنانچہ بارہا اسی رسالہ کی باب ششم مین مذکور ہوگئے ہین۔ پس جب ایسی حالت ہی تو معلوم ہوا کہ جملہ منطوقات حضور ع کے بموجب وحی کی نہین ہوتے

پیغمبر ع کو جائز نہین کہ تبلیغ رسالت کو ترک کرے۔

وما ینطق عن الہوی مخصوص بہ نطق قرآنی ہی

تہی - بلکہ کئی ایک جگہ اپنی ارادت بشریہ سے بہی فرما دیتے تہے - اب باقی رہی یہ بات کہ جو امور جناب ممدوح نے اپنی خواہش بشریہ سے فرمائے ہون تو اونپر امت مرحومہ کو تعمیل کرنی چاہئیے یا نہین سو اسکا فیصلہ کتب معتبرہ و مسلمہ فریقین کے دیکہنے سے بدین وجہ ہو سکتا ہے کہ ایسے امور مین اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا رسول ع پاک سے مشورہ ہوا ہو اور آپنے اوس امر کو اونکے مشورہ سے ترک کر دیا ہو تو اوس حکم کی تعمیل اُمت پر لازم نہین ہے - جیسا کہ صدہا مسائل مین ہوا ہے اور اگر نبی صلعم نے صحابہ مقبولین کے مشورہ سے اوس امر کو نہین چہوڑا - بلکہ جو کچھ فرمایا پورا کیا گیا تو اوس امر کی تعمیل اُمت پر لازم ہے - کیونکہ حق سبحانہ وتعالی نے اپنے حبیب ع کو اصحاب کرام رض کے ساتھ مشورہ کرنیکی اجازت دیدی ہوئی تھی - دیکہو اللہ تعالی پارہ لن تنالوا مین فرماتا ہے - وشاورہم فی الامر الآیۃ یعنی مشورہ کر اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی صحابہ سے کام مین - اب اس کتابت کو دیکہو کہ آیا رسول پاک نے اسکو ترک کر دیا تہا یا تحریر کرنیکے بعد بطرف عالم باقی تشریف لیگئے - اگر کہو کہ اپنا مافی الضمیر لکھکر دنیا سے انتقال فرمایا ہے تو یہ بالکل لغو ہے - اور سراسر بد نسقی و ہرزہ درآئی ہے اور اگر کہو کہ صحابہ کرام کے مشورہ سے اس کتابت کو ترک کر گئے ہین تو پھر تمہین کیا عناد ہے جو نبی صلعم اپنی اصحاب کرام کی صلاح پر توجہ فرماوین اور اونکا لحاظ کرین اور آپ آنحضرت صلعم کی اطاعت کے برخلاف ایک اُلٹی چال پر چلین - سبحان اللہ یہ ہرگز نہین مگر عناد اور نفاق اور فتنہ و فساد ہے - واللہ ہو الہادی - **مقدمہ ز** - معترض کی تقریر کا خلاصہ یہ ہے کہ جب رسول ع نے لکھنے کا اسباب چاہا اور عمر ابن خطاب نے وعندکم القرآن کا کلمہ پیش کیا تو اوسوقت منافقین نے عمر سے اتفاق کر لیا - اور لکھنے کا اسباب نہ لانے دیا - جب آپسمین وہ منافقین جہگڑنے لگے تو نزاع کے بڑہ جانے مین رسول ع نے اونکو اپنی مجلس سے دور کر دیا - الخ تم کلامہ ملخصاً - دیکہو اس شخص نے رسول پاک ع کے اصحاب مبشرین بالجنۃ کو معاذ اللہ منافقین لکھکر صرف اپنے ہی ایمان کو برباد نہین کیا بلکہ اپنے سب معتقدین کو گمراہ کرنیکا بہی خوب بندوبست کیا ہے - یہ بات ہمارے ہان مسلمہ ہے کہ طلب قرطاس مین ضرور موجودہ مسلمانون کا باہمی اختلاف ہوا تھا - مگر یہ اختلاف وعید مین داخل نہین ہے - جیسا کہ عنقریب بیان کیا جاویگا - اور مشکوۃ مین بحوالہ صحیحین مروی ہے کہ اوسوقت صحابہ اور اقارب مختلف ہوئے منہم من یقول قربوا یکتب لکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ومنهم ما قال عمر رضی اللہ عنہ۔ یعنی کوئی اونمین سے کہتا تہا کہ لکھنے کا اسباب لاؤ تاکہ تمہارے لئے جناب رسولخدا صلعم لکھین اور کوئی اونمین سے وہ بات کہتا تہا جو حضرت عمر رضہ نے کہی تہی یعنی شدت مرض مین آنحضرت ع کو تکلیف دینا مناسب نہین۔ اور اس اثناء مین بہت باتین ہونے لگین۔ یہہ تو ہر کوئی جانتا ہے کہ جس گھر مین دس پندرہ آدمی ہون خواہ وہ کیسی ہی نرم گفتگو کرین مگر تاہم اونکی کلام جو چند مردمان کے مونہہ سے نکلیگی ضرور بلندی دکھائیگی۔ پس اختلاف مذکورہ مین جب صحابہ مقبولین کی کلام مین قدرے شورش ہوئی جیسا اکثر باتون سے ایکدوسرے کی بات کو نہ سمجھ سکے تو آنحضرت ع نے فرمایا قوموا عنی یعنی اس وقت میرے پاس سے اوٹھ جاؤ یعنی اسواسطے کہ مینے لکھنے کا قصد چھوڑ دیا ہے۔ سو اب اس اختلاف اور واقعہ مذکورہ سے صحابہ کرام پر طعن کرنا سراسر جہالت اور اختلال دماغ ہے اور اپنے ایمان کو کہونا ہے۔ کیونکہ یہ اختلاف صحابہ کا اجتہادی کروسے ہوا تہا چنانچہ شیعہ کی معتبر کتاب اخبار ماتم مطبوعہ مطبع حسینی رامپوری کی مجلس ۲۷ مین صفحہ ۳۴۱ کے حاشیہ پر لکھا ہے۔ واما الاختلافات الواقعۃ فی حال مرضہ وبعد وفاتہ صلعم بین الصحابۃ رضی اللہ عنہم فہی اختلافات اجتہادیۃ کما قیل کان غرضہم فیہا اقامت مراسم الشرع وادامتہ مناہج الدین انتہی من عینہ۔ یعنی ایسے اختلافات واقعہ حالت مرض اور بعد از وفات آن سرور کائنات کے صحابہ کے درمیان۔ اختلافات اجتہادیہ تہے جیسا کہا گیا ہے کہ اونکی غرض اوسمین امور دینیہ کی قائم کرنے اور طرق شرعیہ کی صفائی کرنیکی تہی دیکہو اس روایت سے اظہر من الشمس ثابت ہے کہ صحابہ مقبولین دین متین کی قائم کرنیکی کوشش کرتے تہے اور اختلاف اونکا طلب قرطاس مین اجتہادی خیال پر مبنی تہا۔ اور وہ لوگ اپنی سچی اراد سے مراسم الشرع کی تقویت مین تہے۔ اگرچہ اہل سنت کی کتب مین تو سب کچھہ ہی موجود ہے مگر شیعہ کے جواب مین الزامی جواب سے اوسکی دندان شکنی کردیگئی۔ سو منصف مزاج آدمی کو تو مشت نمونہ از خروار۔ ایک ہی روایت کا حوالہ کافی ہے اور متعصف بددین کو جو دان علوم کا سنانا بھی عبث ہے پہر ماشاءاللہ۔ جناب رسول صلعم کا اس کتابت کو ترک کر دینا اور حضرت عمر رضہ کے اجتہاد سے اس لکھنے کو چہوڑ دینا صریح ثبوت اسبات کا ہے کہ حضرت عمر رضہ اور وہ صحابہ جو انکے ساتھ اس اجتہاد مین متفق ہوگئے تھے صائب رائے ہوئے تھے۔ ہان اگر حضور ع اس کتابت کو ترک نہ کرتے اور لکھنے کے

بروایت شیعہ مرض الموت مین اور بعد از وفات رسول صلعم کی صحابہ رضہ کا اختلاف اجتہادیہ تھا

بغیر دُنیا سے انتقال نفرماتے تو البتہ حضرت عمر رض وغیرہ انکی ہم موافقین مخطی بالاجتہاد شمار کیے جاتے اور دوسرے صحابہ جو لکھانا چاہتے تھے۔ اس صورت مین وہ فریق صائب رائے ہوتے حضرت معترض اگر انصاف کی آڑ پر چلتا اور اعتساف کا راستہ چھوڑ دیتا تو اس جھگڑے کا فیصلہ اوسکی اپنی ہی سمجھ سے طی ہو سکتا تھا۔ اور مشکوۃ مطبوعہ مطبع محمدی بمبئی کے جلد دوم مین صفحہ ۲۴۶ پر مروی ہی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا ہے کہ مینی اپنے حق تعالی سے اپنی صحابہ رض کے اختلاف کی بارہ مین سوال کیا۔ پس میرے پروردگار نے مجھے فرمایا کہ یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان اصحابک عندی بمنزلۃ النجوم بعضہا اقوی من بعض ولکل نور فمن اخذ بشئی من اختلافہم فہو عندی علی ہدی الخ[1]۔ اور ان روایات مین اختلاف سی مراد اختلاف فروع مین ہی نہ اصول مین کیونکہ اختلاف اصول اور عقائد مین موجب کفر ہے۔ جیسا حقتعالی نے پارۂ لن تنالوا مین فرمایا ہے ولا تکونوا کالذین تفرقوا واختلفوا من بعد جاءہم البینات الآیۃ۔ یعنی اے مومنین مثل اُن لوگونکی مت ہو جو متفرق ہوئے ہین مثل یہود ونصاریٰ کی کہ بہت بہت فرقے ہوئے اور مختلف ہوئے ہین اپنی دین مین بعد اس کے کہ آئین اونکو دلیلین روشن کلام اللہ سے۔ تفسیر بیضاوی مطبوعہ دہلی کے جلد ا مین صفحہ ۹۴ اپر۔ اس آیت کی ذیل مین لکھا ہے۔ الاظہر ان النہی فیہ مخصوص بالتفرق فی الاصول دون الفروع لقولہ علیہ الصلوۃ والسلام اختلاف امتی رحمۃ ولقولہ علیہ الصلوۃ والسلام من اجتہد فاصاب فلہ اجران ومن اخطاء فلہ اجر واحد انتہی۔ یعنی بہت ظاہر ہے کہ آیت مذکورہ بالا مین نہی مخصوص ہی تفرق اصول او عقائد مین نہ مسائل فروع مین واسطی فرمانی رسول پاک صلعم کے کہ میری امت کا اختلاف مسائل فروع مین رحمت آلہی ہی۔ اور نیز واسطے ارشاد آن سرور کائنات کی کہ جسنی اجتہاد کیا پس صائب رائے ہوا تو اوسکے لئی دو اجر ہین اور جو مجتہد خطا ہو گیا تو اوسکے واسطے ایک اجر ہی۔ آن عبارات صادقہ کا حاصل یہ ہے کہ اُصول اور عقائد مین مختلف ہونا درجہ کفر تک پہنچتا ہے اور مسائل فروع مین اختلاف درمیان اُمت مرحومہ کی موجب رحمت ایزدی ہے اور معلومات مین سی ہے کہ اصحاب کرام کا یہ اختلاف اجتہاد اُمسائل فروع مین ہوا تھا نہ اصول اور عقائد مین چنانچہ شیعہ کی کتاب اخبار ماتم کے حاشیہ سی عنقریب گذرا ہے کہ صحابہ مقبولین کی غرض اوسمین امور دینیہ کو قائم کرنے اور طرق شرعیہ کے صاف کرنیکی تھی۔ اب معترض کے بکواس محض لغو

[1] لے یعنی تیرے اصحاب کرام میرے نزدیک تاروں کی مانند ہین بعض اون کے قوی ہین بعض سے اور سب کیلئے نور ہے پس جس کسی نے اونکے اختلاف سے تمسک کیا ساتھ کسی شے کے تو وہ میرے نزدیک ہدایت پر ہے + واعظ عفی عنہ

حسبکم کتاب اللہ کی کہنے سے عمر رض وعید مین داخل نہین ہین۔

اور پوچ ہے۔ واللہ ہو الہادی۔ **مقدمہ ح**۔ مقدمہ و مین مذکور ہوا ہے کہ سید الانبیاء کا ارشاد ہلموا اکتب لکم کتابا آہ کوئی بطریق وحی نہین وارد ہوا تھا بلکہ خیالات بشریہ سے تھا جسکو سید عالم نے خود ہی اپنی منشاء سے ترک فرمایا۔ اگر بموجب وحی ہوتا تو ضرور ہی تحریر فرماتے اور حضرت عمر رض کا حاضرین کو فرمانا کہ قد غلب علیہ الوجع وعندکم القرآن آہ۔ آن فخر انبیاء کی شدت مرض مین محض حرج اور تکلیف کو دور کرنیکی جہت سے تھا اور ایسا قول جو ایسے خیالات پر مبنی ہو یا مشورہ دینی کے طور پر واقع ہوا ور یا بصورت استفہام کہا جاوے تو وہ وعید مین داخل نہین ہو سکتا چنانچہ کئی ایک موقعہ پر کئی ایک انبیاء ع اور ملائکہ مقربین علیہم السلام سے بہی ایسی کلمات واقع ہوئے ہین۔ منجملہ اونکی ایک وہ ہے جو سورہ مریم مین آیا ہی کہ جب حضرت زکریا ع نے فرمایا قال رب انی یکون لی غلام وکانت امرأتی عاقراً الآیۃ یعنی کہا زکریا ع نے کہ اے میری پروردگار کسطرح پیدا ہوگا میرے واسطے فرزند اور ہے بی بی میری نازایندہ آہ۔ اور منجملہ اونکے ایک وہ ہے جو وہ بھی سورہ مریم مین ہی کہ حضرت جبریل ع نے جب حضرت مریم علیہا السلام کو حضرت عیسیٰ ع کی بشارت دی تو بی بی مریم ع نے فرمایا۔ انی یکون لی غلام ولم یمسسنی بشر الآیۃ یعنی کسطرح پیدا ہوگا میرے لئے طفل اور نہین ہاتھ لگایا مجھے کسی آدمی نے یعنی کسینے مجھسے مباشرت کا ارادہ نہین کیا آہ۔ اور منجملہ اونکی ایک وہ ہے جو ملائکہ مقربین نے جب حضرت آدم صفی اللہ علیہ وعلی نبینا الصلوٰۃ والسلام خلیفۃ اللہ کی پیدایش کا ذکر سنا تو کہا اتجعل فیہا من یفسد فیہا ویسفک الدماء الآیۃ یعنی؟ آیا پیدا کرتا ہے تو زمین مین اوس کیکو جو فساد کریگا اوسمین اور خونریزی کریگا آہ۔ اور اور بھی ایسے بہت واقعات ہین جو عمداً عدم گنجایش کی وجہ سے ترک کردیئے گئے ہین۔ اب معاذ اللہ حسب خیالات شیعہ لازم آئیگا کہ انبیاء اور ملائکہ علیہم السلام بھی وعید مین داخل ہو جائین نستغفر اللہ

مقدمہ ط۔ **اشکال**۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اختلاف مذکورہ کو یاد کرکے روتے تھے۔ پہر فرماتے تہی کہ لوگون نے طلب قرطاس و دوات مین باہمی تنازع کیا ہی۔ ولا ینبغی عند النبی تنازع۔ اور نہین لائق پیغمبر خدا ص کی پاس تنازع کرنا آہ۔ **جواب**۔ حضرت ابن عباس رض کا رونا تو جناب رسالت مآب ص کی مفارقت سے ہوا تھا۔

برسرم شد بار ہمچون کوہ قاف از ہجر تو | دور کن بار گران یا رحمۃ للعلمین

خفتئی و من بر رہت استادہ ام بس منتظر
لطف کن بشنو فغان یا رحمۃ للعلمین

تا ز لعلِ شکرت شیرین نمی حاصل شود
تلخ کامم خستہ جان یا رحمۃ للعلمین

ہستر کش از لالہ سیراب کن نظرِ رحم
دِہ مُرادِ سائلان یا رحمۃ للعلمین

عاجز احمد دین آمد شیفتہ بر روئے تو
شرمسار اندر جہان یا رحمۃ للعلمین

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا دوسرا فقرہ ولا ینبغی عند النبی تنازع کما مر اس سے صریح ثبوت اسبات کا ہے کہ حضرت ابن عباس رضؓ اوس زمرہ مین سے تھے جو لکھانے پر مستعد ہوئی تہو اور اخیر مین مخطی بالاجتہاد ہوئے تھے۔ اب ہم جملہ دلائل سے درگذر کے حضرات شیعہ سے صرف اتنا ہی پوچھتے ہین کہ حضرت عمر رضؓ حسبکم کتاب اللہ کے کہنے سے اگر وعید مین داخل ہوگئے تہے بلکہ شیعہ کے ناپاک عقیدہ مین معاذ اللہ اسلام سے بھی خارج ہوگئے تو بتائیے کہ ایسے شخص کو جناب مولا علی نے کس لئے اپنی بیٹی حضرت ام کلثوم نکاح مین دیدی تھی۔ آپ حضرت علی ولی شیر خدا مرد میدان کو کیا کھینگے سبحان اللہ بڑے تعجب کی بات ہے کہ اسد اللہ الغالب کھلائین اور اپنی دختر آل النبی صلعم ایک غاصب الحقوق کو بیاہ دیوین جسکی نسبت صحیح بخاری مطبوعہ مطبع احمدی کی جلد اول مین کتاب الجہاد کی صفحہ ۴۰۳ پر حاشیہ مین بحوالہ کرمانی شرح صحیح بخاری لکھا ہے کہ ام کلثوم بضم الکاف وضم المثلثۃ بنت فاطمۃ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ولدت فی حیات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وخطبھا عمر الی علی رضی اللہ عنہما فقال انا ابعثھا الیک فان رضیتھا فقد تزوجتکھا فبعثھا الیہ ببرد قال لہا قولی ہذا البرد الذی جعلت لک فقالت ذالک لعمر رضی اللہ عنہ فقال لہا قولی لہ قد رضیت رضی اللہ عنک فبعد ساعتہ وضع یدہ علی ساقہا فکشفہا فقالت اتفعل ہکذا لولا انک امیر المومنین لکسرت انفک فلما جاءت اباہا قالت بعثتنی الی شیخ سوئی واخبرتہ فقال لہا یا بنیتہ انہ زوجک انتھی واسنادہ صحیح۔ یعنی حضرت ام کلثوم بنت فاطمہ علیہما الرضوان بنت رسول صلعم جو رسول پاک صلعم کے زمانہ مین ہی پیدا ہوئی تہین۔ اور حضرت امیر عمر رضؓ کے دوران مین جب عین جوانی کو پہونچین تو حضرت عمر رضؓ نے حضرت علی رضؓ سے اونکے نکاح کی درخواست کی اور کہا کہ ام کلثوم مجھے نکاح مین دیدیوین۔ حضرت علی رضؓ نے فرمایا کہ مین ام کلثوم کو آپکی خدمت مین روانہ کرونگا پس اگر آپ ام کلثوم کے نکاح کے خواہشمند ہوئے ہین تو مینے آپکو نکاح کردی۔ پھر اسکے بعد حضرت علی رضؓ

حضرت عمر رضؓ حضرت علی رضؓ کے داماد تھے۔

گھر مین تشریف لائے اور حسب الحکم شرع ایجاب اور قبول تو ہو گئے تھے حضرت ام کلثوم رضہ کو حضرت عمر رضہ کے گھر مین روانہ فرمانا چاہا۔ پس ایک چادر جو اوسوقت گھر مبارک مین موجود تھی اور عمدہ قیمت دار تھی۔ اپنی دختر پاک پر دیکر نہایت پردہ سے حضرت عمر رضہ کے دولت خانہ مین روانہ کردیا اور نکاح کا ذکر نہ کیا کہ مینے تمہارا عقد امیر المومنین سے کردیا ہے۔ روانگی کیوقت اتنا فرمادیا کہ امیر المومنین کیخدمتمین میریطرفسے کھ دیوین کہ یہ وہی چادر ہے جو مینے آپکو بخشدی ہے پر ام کلثوم رضہ کی سمجھ مین یہ فقرہ نہ آیا۔ کیونکہ یہ ایک راز سربستہ تہا۔ حضرت ام کلثوم رضہ نے خدمتمین مشرف ہوکر اپنے باپ صاحب کا پیغام مذکور ادا کردیا۔ اوسوقت حضرت عمر رضہ نے کمال خوشی سے فرمایا کہ جب آپ اپنے والد ماجد کی عالیخدمتمین جائین تو میری طرفسے عرض کردیوین کہ مین نہایت رضی ہوا ہون خداوندکریم آپ پر رضی ہووے۔ آمین۔ جب حضرت ام کلثوم کو خدمت اقدس مین حضرت امیر عمر رضہ کے کچھ دیر ہوئی تو اثنائے گفتگو مین حضرت عمر رضہ نے مسکراکر جیسا شرع شریف کے موافق کبھی ایک وقت مین اکثر شوہر خصوصاً عربستان کی لوگ کرتے ہین۔ حضرت ام کلثوم رضہ کی ساق مبارک کو ہاتھ لگایا حضرت ام کلثوم رضہ جو نکاح کے مسئلہ سے اوسوقت بیخبر تھین کمال غیرت سے کہنے لگین کہ آپ ایسا تمسخر کرتے ہین افسوس ہے کہ آپ امیر المومنین اور خلیفۃ الرسول صلعم ہین۔ اگر آپ امیر المومنین نہوتے تو ایسی حرکت سے مین آپکا ناک توڑ ڈالتی۔ حضرت امیر عمر رضہ ایسی غیرت دیکھکر نہایت خوش ہوئی اور کمال خوشی سے ہنستے رہے۔ کچھ دیر کی بعد جب حضرت ام کلثوم رضہ اپنی قبلہ گاہ حضرت علی رضہ کیخدمت اقدس مین آکر مشرف ہوئین تو حضرت امیر عمر رضہ کا پیغام مذکورہ ادا کرکے کہا کہ ای باپ مجھے ایسے شیخ یعنی بزرگ کے لیے ادب کیخدمتمین بھیجا ہے پھر تمسخر مذکورہ کی کیفیت بیان کردی تب پھر حضرت علی رضہ نے فرمایا کہ اے میری پیاری بیٹی مینے حضرت عمر رضہ سے تیرا عقد کردیا ہے اور وہ تیرا خاوند ہے پھر اسکے بعد حضرت ام کلثوم حضرت عمر رضہ کے دولت خانہ مین ہی آباد رہین۔ اب حضرت معترض وغیرہ شیعیان بتائین کہ داماد حضرت علی رضہ کو جو کوئی برا کہے تو اوسپر خداوندکریم کی لعنت ہے یا نہین۔ یہان بعض مخالفین اپنی جہالت سے کہتے ہین کہ حضرت علی مرتضی نے کوئی اپنی خواہش سے عمر ابن خطاب کے ساتھ ام کلثوم رضہ کا نکاح نہین کیا۔ بلکہ حیدر کرار غیر فرار پر ظلم ہوا تھا۔ معاذ اللہ عمر ابن خطاب نے اونکی دختر مذکور ظلماً اور جبراً اپنے گھر مین داخل کرلی تھی۔ الٰہی توبہ استغفر اللہ

الغالب کی محبت مین یہہ قزلباشونکا فرقہ کیسا غرقاب ہوا کہ جناب شیر خدا کو کتنا نامرد بنایا گیا
استغفر اللہ ایسے واہیات کلمات کی لکھنے سے اہل ایمان کی تو قلم بھی لرزتی ہی۔ یہ ہرگز نہین مگر
شقاوت اور نفاق۔ اب حدیث طلب قرطاس اور دوات سی حضرت امیر المومنین عمر ابن خطاب رض
کی حقیت اور اونکی صائب الرائی ہونیکی حقیقت مثل آفتاب روشن ہوگئی۔ پس اگر کوئی کور چشم شیعہ
حق نہ دیکھی تو چشمہ آفتاب راچہ گناہ۔ واللہ ہو الہادی۔

آٹھوان باب جناب رسالتمآب صلعم کی وفات کے بیان مین

اس باب مین دو فصل ہین

پہلا فصل حجۃ الوداع کی بیان مین

مشکوۃ شریف کے باب قصۃ حجۃ الوداع کے پہلی فصل مین حضرت جابر رض سے مروی ہی۔ ان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکث بالمدینۃ تسع سنین لم یحج ثم اذن فی الناس بالحج فی العاشرۃ
ان رسول اللہ صلعم حاج فقدم المدینۃ بشر کثیر فخرجنا معہ الحدیث رواہ مسلم یعنی جناب سید عالم ع
مکہ معظمہ سے جب ہجرت فرماکر مدینہ منورہ مین تشریف لائے تو وہان یعنی مدینہ طیبہ مین نو سال
سکونت پذیر ہوئے اور اتنی مدت تک جناب والا نے کعبہ شریفہ کا حج نہ کیا۔ پھر جب مدینہ طاہرہ مین
ہی حضور ع کو دسوان برس چڑہا تو عام طور پر لوگو نمین جتایا گیا کہ اس سال مین حضور ممدوح ع حج کو
تشریف لیجانیوالے ہین۔ پس یہہ خبر سنکر لوگ کثیر مدینہ مبارک مین جمع ہوئے اور ہم سب لوگ رسول ع
کے ساتھ حج کے لئے نکلے آہ۔ اور تمام کتب سیر مین سے علماء اہل سنت اور اہل تشیع کی مسلمہ و معتبرہ کتاب
روضۃ الصفا مطبوعہ مطبع نولکشور کی جلد ۲ مین صفحہ ۱۳۱ پر بعبارت طویل لکھا ہی جسکا خلاصہ یہ ہے

ذکر حجۃ الوداع

کہ در حجۃ الوداع رسول اللہ ص بقبائل عرب خبر فرستاد کہ ہر کس کہ داعیہ حج گذاردن دارد باید کہ بما
پیوندد۔ پس خلق بسیار از اطراف دیار عرب روی توجہ بجانب مدینہ نہادند و دران موضع مجتمع
گشتند تا ملازم رکاب فلک فرسائی بودہ آداب و مناسک حج بیاموزند و سرور کائنات ہمراہ آن
جماعت از مدینہ بیرون آمدند و بطرف بیت اللہ شریف روانہ شدند و گویند کہ در آنرہ صد و چہار دہ ہزار

کس ملازم آنحضرت ؐ بودند۔ یعنی اوسوقت جناب سرور کائنات نے عرب شریف کے قبیلون کو خبر ارسال کی کہ جو کوئی حج کرنیکا ارادہ رکھتا ہے اوسکو چاہیئے کہ ہمارے ساتھ ملے پس اقطار عرب سے خلق کثیر بجانب مدینہ منورہ متوجہ ہوئی۔ لوگ جناب رسول ؐ کی قدمبوسی کرکے وُہین جمع ہوتی رہے تاکہ حضور ؐ کے ساتھ حج پرجاوین۔ اور حج کرنیکے طریقے سیکھ لیوین۔ اور بروایات صحیحہ ثابت ہوا ہی کہ چودہ ہزار اور ایکسو حج کرنیوالے رسول پاک صلعم کے ہمراہ اوس راہ مین ملازم تھی۔ فی الجملہ نبی ؐ ذوالحلیفہ مین تشریف لائے اور وہان احرام باندھا۔ جب کعبہ شریفہ مین پہونچے تو وہان چند یوم قیام پذیر ہوئی۔ جیسا روضۃ الصفا کے جلد مذکور مین صفحہ ۱۴۴ پر لکھا ہی۔ ورسولخدا از یکشنبہ تا ہشتم ذی الحج چہار روز درخانہ کعبہ توقف فرمودہ روز پنجشنبہ با مسلمانان روئے توجہ بجانب منا نہاد و شب ہمانجا بسر بردہ باداء صلوٰۃ بامداد قیام نمود و بعد از طلوع آفتاب بروز جمعہ متوجہ عرفات شد و در آنجا چندان توقف کرد کہ آفتاب از وسط آسمان زائل گشت انگہ بر ناقہ سوار شدہ خطبہ در غایت فصاحت و بلاغت بخواند و درین روز آیت کریمہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم

شان نزول آیت الیوم اکملت آہ

الاسلام دینا نازل شد آہ۔ یعنی رسولخدا ؐ چار یوم تک تو کعبہ شریفہ مین ہی رونق افروز ہوئے۔ اور آٹھوین ذوالحج یوم پنجشنبہ کو بجانب منا مبارک تشریف لائے۔ رات وُہین بسر فرمائی صبح بروز جمعہ جو خاص یوم حج تھا جبل عرفات پر تشریف لیگئے اور عرفات پر تا زوال آفتاب کھڑے رہے۔ جب عین زوال ہوا تو اونٹنی پر سوار ہوکر نہایت خوش آوازی سے فصیح زبان مین اور عمدہ الحان مین خطبہ پڑھا اور اوسیدن آیت الیوم اکملت لکم دینکم آہ نازل ہوئی۔ جس سے شیعہ بڑے جوش سے مولانا علی رضہ کی خلافت پر دلیل پکڑتے ہین چنانچہ اس کتاب کے صفحہ ۸ پر مفصل گذر چکا ہی۔ اور تفسیر کبیر مطبوعہ مصر کے جلد ۳ مین صفحہ ۵۲۷ پر لکھا ہے۔ نزلت ہذہ الآیۃ علی النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم الیوم الخ یوم الجمعۃ وکان یوم عرفۃ بعد العصر فی حجۃ الوداع سنۃ عشر من الہجرۃ والنبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم واقف بعرفات یعنی رسول پاک ؐ پر آیت الیوم آہ۔ بروز جمعہ نازل ہوئی اور وہ روز جمعۃ الوداع کا تھا۔ نماز عصر کے بعد سنہ ۱۰ ہجری مین جو اوسوقت حضور ؐ جبل عرفات پر قیام پذیر تھی۔ وان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم لما قرا ہذہ الآیۃ علی الصحابۃ فرحوا جداً واظہروا السرور العظیم الا ابابکر رضی اللہ عنہ فانہ بکی فسئل عنہ فقال ہذہ الآیۃ تدل علی قرب وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فانہ لیس

بعد الکمال الا الزوال وکان ذالک دلیل علی کمال علم الصدیق حیث وقف من سر ہذہ الآیۃ لم یقف

علیہ غیرہ۔ یعنی جناب رسالت مآب نے جب اس آیت کریمہ کو صحابہ رض پر بآواز بلند پڑہا تو آپ کے
اصحاب کرام رض بہت خوش ہوئے اور سب موجودین نے بڑی شادی ظاہر کی۔ ہر ایک شخص دین
عزا کی کاملیت سنکر ایکدوسرے کو مبارکباد کہنے لگے۔ مگر حضرت ابابکر صدیق رض نے خوشی نہ کی بلکہ
اس آیت شریفہ کے سنتے ہی وہ رونے لگے۔ پس حاضرین نے اون سے سوال کیا کہ آج تو شادی کا یوم ہے
کیونکہ ہم لوگون کو بوجوہ ذیل نعمتین حاصل ہوئی ہین (۱) حج کا دن ہے اور ہمکو حقتعالی نے کعبہ
شریفہ کی زیارت نصیب کی ہے (۲) جمعہ مبارک ہے جو مومنون کے لئے جمعہ ہفتہ وار عید ہے (۳) ہم لوگ
رسول اللہ ص کی قدمبوسی مین حاضر ہین۔ جنکی مصاحبت مین قرب درگاہ رب العالمین و سبب دخول جنت
ہے (۴) آج ہمکو کاملیت دین عزا کی بشارت ملی ہے۔ پس دین متین کی کاملیت سے زیادہ کیا نعمت
چاہئے۔ (۵) فردا یوم عید مبارک ہے۔ جب جملہ اسباب خوشی کے ہین تو پھر رونا کاہے کو ہے۔ حضرت
ابابکر صدیق رض نے فرمایا کہ مین بھی یہ سب نعمتین جو آج ہمین حاصل ہوئین ہین جانتا ہون مگر اسلئے
روتا ہون کہ یہ آیت رسول پاک صلعم کی وفات پر دلالت کرتی ہے۔ اور اس آیت شریفہ سے مجھے مبارک
رسول ع کی جدائی کی بو آتی ہے کیونکہ کمال کے بعد زوال ہوتا ہے جو شئے اپنی کمالیت کی درجہ کو پہنچ جائے
تو پھر خواہ مخواہ زوال مین آجاتی ہے۔ پس یہ واقعہ حضرت صدیق اکبر رض کی کمالیت علم پر دلالت کرتا
ہے بدین وجہ کہ جسطرح اس آیت کی راز سے وہ صاحب واقف ہوئے ہین۔ ایسا اور کوئی صحابہ سے

اسکا واقف نہین ہوا و عاش النبی صلعم بعد نزولہا احداً و ثمانین یوما او اثنین و ثمانین یوما و لم

یحصل فی الشریعۃ بعدہا زیادۃ ولا نسخ ولا تبدیل البتۃ تم الکلام من تفسیر الکبیر ملخصاً من ہمینہ
یعنی اس آیت کریمہ کی نزول کے بعد سید عالم صلعم نے ۸۱ یوم یا ۸۲ یوم معاش فرمائی پھر اس جہان
فانی سے انتقال فرمایا اور آیت مذکورہ کے نازل ہونیکے بعد شریعت غرا مین کچھہ زیادتی یا نسخ
اور تغیر و تبدل نہین ہوا۔ یعنی آنحضرت ص پر سب سے آخر یہی آیت نازل ہوئی ہے۔ علماء شیعہ نے
بھی اسکے قریب ہی لکھا ہے دیکھو منجملہ کتب شیعہ کے کتاب انارۃ البصائر مطبوعہ مطبع نولکشور کی جلد ۲
مین صفحہ ۲۷۰ پر مروی ہے کہ رسول ص روز عرفہ مقام عرفات پر تھے کہ حضرت کو بارشاد الہی معلوم ہوا
کہ میرا ارتحال عالم قدس کیطرف اب قریب ہے اور یہ آخری حج ہے کہ اسکے بعد اب مین یہ مناسک

بجا نہ لاؤنگا۔ اوسکے بعد جو خطبہ حضرت ؐ نے پڑہا تو اوسمین فرمایا کہ مجھسے اپنے مناسک لے لو کہ پھر مین
اس سال کے بعد تمھین نہ دیکھونگا انتھی من عینہ اور کتب تواریخ مین سے دیکھو مسلمہ فریقین کتاب
روضۃ الصفا مطبوعہ مطبع نولکشور کی جلد ۲ مین صفحہ ۱۴۴ پر بعبارت بسط لبسیط منقول ہے جسکا خلاصہ
یہ ہے کہ رسولخدا در آن روز چندان بر عرفات بالیستاد کہ قرص خورشید از نظر ہا غائب شد آنگاہ
از آنجا بمزدلفہ رسیدہ صلوٰۃ مغرب و عشا را بگذارد و شب ہمانجا بسر بردہ بعد از نماز صبح بمشعر الحرام
آمدہ روی بقبلہ الیستاد الخ۔ یعنی جناب رسالت مآب صلعم نے غروب آفتاب تک اوس دن مین عرفات
پر قیام فرمایا۔ پھر ہمراہ قوم حجاج مزدلفہ مین تشریف لائے رات وہان ہی بسر فرمائی صبح بمشعر الحرام
متوجہ ہوئے پیش از طلوع آفتاب مشعر الحرام سے واپس تشریف لائے اور افعال ہر سہ جمرہ بجا لا کر مقام
منا مین قدم رنجہ فرمایا۔ منبر پر رونق افروز ہوکر نہایت خوش آواز سے خطبہ پڑہا۔ پھر منحر مین تشریف
لائے اور جو اونٹ جناب مولانا علی رضؓ اون دنون ملک یمن سے ایکسو کے تقریب لائے تھے۔ اور جناب
سیّد الانبیاء کیلئے مقتین سب کے سب بطور ہدیہ اونہون نے پیش کردیئے تھے۔ اونمین سے ۶۳ اونٹ
جناب رسولخدا صؐ نے اپنے ہاتھ مبارک سے نحر کئے قربانی وغیرہ سب مناسک بجا لا کر بیت اللہ شریف
مین رونق افروز ہوئی و چند روزے در مکّہ شریفہ اقامت نمودہ عنان عزیمت بجانب مدینہ منوّرہ ذکر غدیر خم
معطوف گردانیدہ بعد از قطع منازل لغدیر خم کہ از نواحی حجفہ است رسید و در آنجا نزول فرمود و در آن
موضع نماز ظہر گذاردہ باصحاب کرام فرمود تا زیر درختان را صفا دادند و پالانہائے شتران را جمع کردہ
بزیر یکدیگر نہادند آنگہ باشارت آنحضرت ؐ بلال موذن ندا کرد کہ حی علیٰ خیر العمل خلق مجتمع گشتند
رسول اللہ صؐ بر بالائی آن پالانہا بر آمد و خلائق را نصیحت فرمود و حضرت علی رضی اللہ عنہ نیز بامر آنحضرت
بر آن موضع بر آمدہ در پہلوئے راست او بالیستاد و رسولخدا ؐم بزبان خجستہ موعظت فرمود باز گفت
من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللہم وال من والاہ و عاد من عاداہ الخ۔ از جملہ اصحاب عمر ابن خطاب رضؓ
گفت خوشا حال تو ای علی کہ صباح کردی و مسا مولای من و مولای جمیع مومنین و جمیع مومنات
یعنی جناب رسول مبارک ؐم چند یوم بعد ادا کرنے مناسک حج کی مکّہ معظمہ مین رہے پھر آپنے مدینہ مبارک
کو لوٹنے کا ارادہ فرمایا بصورت قطع منازل موضع غدیر خم مین رونق افروز ہوئے اور وہان نزول فرمایا
نماز ظہر کے بعد اپنے اصحاب کرام کو حکم دیا تاکہ اونہون نے جہان درختون کا خوب ٹہنڈا سایہ او

زیر سایہ نہایت ٹھنڈی جگہ تھی - اوسجگہہ کو صاف کیا اور اونٹون کے پالان جمع کر کے ایکدوسرے پر رکھ دیئے گئے - اور اونکا منبر بنایا گیا - حضرت بلال مؤذن نے رسول عم کے حکم سے عام ندا کیا کہ حی علی خیر العمل یعنی آؤ - اوپر اچھے عمل کے جیسا زمانہ موجودہ کے شیعیان اذان خمس الاوقات مین الفاظ مسنون حی علی الفلاح کی جگہ اس کلمہ کو کہتے ہین جو آنحضرت عم نے اذان مین تو درج ہی نہین کرایا تہا - پھر آن فخر انبیاء علیہ السلام منبر مذکور پر تشریف لائے حمد و ثناء الٰہی کے بعد لوگون کو نصیحت آمیز کلمات سے سرفراز گردانا اور مولا علی ع حسب الحکم سید الثقلین کی آنحضرت عم کے دائین پہلو مین اسی منبر پر کھڑے ہوگئے - رسول پاک صلعم نے خوش تقریر پُر تاثیر مین وعظ فرمایا - اختتام وعظ مین سب کو ارشاد کیا من کنت مولاہ فعلی مولاہ الحدیث یعنی جسکا مین دوست اور محب ہون اوسکا علی رض بھی دوست اور محب ہے - پس سب صحابہ کرام سے پہلے حضرت عمر رض نے فرمایا کہ مبارکباد آپکو اے ابن ابی طالب رض کہ ہوئے آپ صبح اور شام مین یعنی ہر وقت مین میرے اور سب مومنین و مومنات کے دوست صادق - اس واقعہ سے حضرات شیعہ حضرت مولانا ع کی خلافت بالفصل پر دلیل لاتے ہین اور اونکے اس خبط کا جواب اس کتاب کے صفحہ ۹ پر مفصل گذر گیا ہے - یہان شیعون کو ایک اور تخیل پیدا ہوگیا ہے؟ کہتے ہین کہ اہل سنت جو حدیث مذکور مین مولیٰ کے معنی دوست اور محب لکھتے ہین تو ہم اونسے پوچھتے ہین کیا غدیر خم سے پہلے جناب علی رض جملہ مومنین کے عدو تھے جو اوسدن مین دوست قرار دیئے گئے کیا وہ آگے کسیکے دوست نہین بنتے تھے - الخ - اس چرپوز قول کے جواب تو بہت ہین مگر عدم گنجایش سے صرف چند فقرات نہایت اختصار سے لکھتا ہون (۱) پارۂ لایحب اللہ کی سورۃ المائدہ مین آیت ذیل کو دیکھو جو اس رسالہ کی صفحہ ۱۱ کی حاشیہ پر لکھی گئی ہے - اِنما ولیکم اللہ ورسولہ والذین آمنوا الآیۃ یعنی سوا اسکے نہین کہ دوست تمہارا ہے اللہ اور رسول اوسکا اور وہ لوگ جو ایمان لائے ہین یعنی حضرت علی رض - پھر اب شیعہ بتائین کہ اس آیت کی نازل ہونیسے پہلے بزعم شیعہ معاذ اللہ حقتعالیٰ اور نبی اللہ و حضرت علی مومنین کی دشمن تھے یا کیا (۲) حق سبحانہ و تعالیٰ پارۂ اُتل ما اوحی کی سورۃ الاحزاب مین فرماتا ہے - النبی اولیٰ بالمومنین من انفسھم الآیۃ - تفسیر یوسفی مطبوعہ بمبئی کے جلد ۲ مین صفحہ ۱۵۴ پر اس آیت کا ترجمہ یون لکھا ہے کہ پیغمبر ع بہت شفقت والا ہے مسلمانون پر جانون اونکی سے سب کا مومنین - پس ہم شیعہ سے مستفسر ہین کہ اس آیت سے پہلے جناب

سید المرسلین مسلمانو نپر قہر اور سختی کرنیوالے تھے یا کیا استغفراللہ (۳) ہم جملہ دلائل سے در گذری اہل شیعہ آیت تطہیر کی حقیقت کو دیکھین جو اس کتاب کے صفحہ ۵۰ پر گذری ہے۔ پھر فرمائین کہ اہلبیت پاک بزعم شیعہ آیت تطہیر کے نازل ہونیسے پہلی معاذاللہ پلید تھے یا کیا نعوذ باللہ من ذالک۔ یا اللہ اس فرقۂ دوازدہ راست افتادہ کو راہ راست پر لا۔

دوسرا فصل رسول پاک صلعم کی انتقال کی بیان مین

روضۃ الصفا کے جلد دوم مین سید المرسلین ؐ کے انتقال مین لکھا ہے کہ علماء سیر رحمہم اللہ تعالی گفتہ اند کہ حضرت مقدس نبوی صلعم چون از حجۃ الوداع بمدینہ مراجعت فرمود مریض شدہ باز صحت یافت وچند روز بخیریت گذاردہ بعد از آن بتاریخ ثامن عشرین صفر آن سرور را تپ و درد سر عظیم روئے نمود آہ ملخصاً ومختصراً یعنی رسول ؐ جب حجۃ الوداع سے بقطع منازل جیسا پہلی فصل مین مذکور ہوا ہے مدینہ طیبہ مین تشریف لائے تو آپکو علالت جسمانی نے موںھ دکھلایا اور کچھ دن مریض ہوکر پھر صحتیاب ہو گئے چند یوم تندرستی مین ہی بسر فرمائے اوسکے بعد بتاریخ ۲۸ صفر حضور ممدوح کو جو روز روشن تھا تپ عظیم اور درد سر شدت سے شروع ہوا۔ اور شیعہ کی معتبر کتاب زبدۃ المصائب مطبوعہ مطبع نولکشور کی صفحہ ۸ پر مجلس پنجم مین لکھا ہے۔ لما مرض النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مرضاً شدیداً کان فی بیت ام سلمۃ فقالت ام سلمۃ رضی اللہ عنہا بابی انت وامی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مالی اراک متغیراً محزوناً قال یا ام سلمۃ رض نعیت الی نفسی فسلام لک منی فلا تسمعین بعد ذالک صوت محمد ابداً یعنی جب رسولخدا ؐ کو مرض شدید لاحق ہوا اوسوقت وہ حضرت ام سلمہ رض کی گھر مین تشریف رکھتے تھے۔ جب ام سلمہ رض نے حضرت کا حال نہایت ہی متغیر پایا۔ عرض کی کہ قربان ہون آپکے مان اور باپ میری یارسول اللہ ؐ کیا سبب ہے کہ اسوقت مین آپکا حال نہایت متغیر پاتی ہون۔ اور حضرت ؐ نے فرمایا کہ اے ام سلمہ اب وقت میری وفات کا قریب آیا ہے آہ من ہمینہ۔ نیز شیعہ کی معتبر کتاب اخبار ماتم مطبوعہ مطبع حسینی ہامیور جی کی مجلس اول مین صفحہ ۱۰ پر مروی ہے کہ رسولخدا ؐ آغاز مرض مین کان فی بیت ام سلمۃ رض فاقام بہ یوماً او یومین فجاءت عائشۃ رضی اللہ عنہا تسئلہ ان ینقل الی بیتہا لتتولی تعلیلہ فاذن لہا فانتقل الی البیت الذی اسکنتہ عائشہ رضی اللہ عنہا فاستمر مرضہ فیہ ایاماً وثقل علیہ وعلی آلہ السلام۔ یعنی مرض الموت مین گھر مین اپنی

زوجہ ام سلمہ رضؓ کے تھے۔ ایکدن یا دو دن وہان بسر ہوئے۔ پس بی بی عائشہ صدیقہ وہان عیادت کو
آئین اور اپنے مکان مین اوٹھا لیجانیکو چاہا کہ بیماری کا اچھا علاج ہو۔ حضرت ؑ نے بھی منظور کیا۔ پس
عائشہ رضؓ کے گھر مین قدم رنجہ فرمایا۔ دو دن جو وہان رہے تو بیماری نے شدت کی الخ۔ اور نیز شیعہ کی معتبر کتاب
انارۃ البصائر مطبوعہ مطبع نولکشور کی جلد ۲ مین صفحہ ۴۶۲ پر بعبارت طویل لکھا ہے جسکا خلاصہ یہ ہے
کہ جب مرض حضرت کا زیادہ ہوا تو مکرر یہ فرمایا کہ این انا غدا" یعنی کل کے روز مین کسکے گھر مین ہونگا۔ پس
جناب سیدہؓ نے سب بی بیون سے کہا کہ حضرت کو مرض کیحالت مین سب کے گھر جانیسے مشقت ہوگی بھتر
ہے کہ ایک گھر مین تشریف رکھین چنانچہ سب اسپر راضی ہوئین کہ حضرت ام المومنین عائشہ رضؓ کے
گھر مین تشریف رکھین بعد اوسکے عائشہ رضؓ کے گھر مین تشریف لائے اور بستر مرض پر لیٹے اور مرض حضرت کا
زیادہ ہوا۔ یہان تک کہ بہت تیز تپ حضرت کو آئی۔ آہ ملخصاً من ہمینہ۔ اور کتب صحاح مثل صحیح بخاری
وغیرہ مین بھی اسیطرح لکھا ہے۔ پس باتفاق فریقین ثابت ہوا کہ جناب رسول پاکؐ مرض الموت مین حضرت
ام المومنین عائشہ رضؓ کے گھر مین رونق افروز تھے۔ پس اسی حجرہ سے مقتدائے عالم انتقال فرماوینگے۔ اور اسی گھر
مبارک مین آپکا روضہ مبارک ہوگا۔ جیسا عنقریب آتا ہے انشاء اللہ تعالی۔ اور سنن الترمذی کی کتاب الکامل
مین صفحہ ۱۳۱ پر حضرت سالم بن عبید رضؓ سے مروی ہے کہ قال اُغمی علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی
مرضہ فافاق فقال احضرت الصلوۃ قالوا نعم فقال مُروا بلالاً فلیؤذن وَ مُروا ابا بکر فلیصل بالناس فقالت
عائشۃ ان ابی رجل اسیف اذا قام ذالک المقام بکی فلایستطیع فلو امرت غیرہ فقال مُروہ انکن لانتن
صواحبات یوسف ؑ فامر بلالاً فاذن وَ اُمر ابو بکر فصلی بالناس ثم ان رسول اللہ ؐ وجد خفۃ فقال انظروا
الی من اتکئی علیہ فجاءت بریرۃ ورجل آخر فاتکاء علیہما فجاء الی المسجد فلما راہ ابو بکر رضی اللہ عنہ
ذہب لینکص فاومی الیہ ان یثبت مکانہ حتی قضی ابوبکر رضؓ صلاتہ الحدیث یعنی حضرت سالم کہتا ہے کہ
رسول پاکؐ پر بیہوشی لاحق ہوگئی۔ جب مقتدائے عالم ہوش مین آئے تو دریافت فرمایا کہ کیا نماز کا وقت ہے
حاضرین نے عرض کی کہ ہان یا رسول اللہ ؐ حضور ؑ نے فرمایا کہ حضرت بلال رضؓ کو کہدو جو میری مسجد مین
اذان کہے اور حضرت ابوبکر رضؓ کو کہدو جو میری جابجا لوگونکو نماز پڑہائے تب حضرت عائشہ رضؓ نے گذارش
کی کہ میرا باپ حزین اور نرم مزاج آدمی ہے۔ جب آپکے مصلی پر کہڑا ہوگا تو مصلی کو آپ سے خالی دیکھکر
روتا رہیگا۔ اور ایسی حالتمین امامت نکر اسکیگا اگر اور کسیکو امر فرماوین تو بہتر ہے۔ سید عالم ؐ نے حضرت

رسولخدا کا مرض الموت مین حضرت ابابکر رضؓ کو امام بنانا

عائشہ رضہ کی اس عرض پر توجہ نفرمائی اور (غالباً حسب عادت شوہران) چند کلمات غصہ آمیز کہکر فرمایا کہ ابوبکر رضہ کو میری جگہ نماز پڑہنی کو روانہ کرو پہر حضرت بلال رضہ اذان کیواسطے ارسال کر دیئے گئے اور حضرت ابوبکر رضہ امامت کے واسطے روانہ کیئے گئے۔ اِسکے بعد سیّد عالم ص کو جو فیض آمود مین مرض سے قدرے خفت آئی اور جناب والا نے مسجد مین تشریف لانیکا ارادہ کیا اپنی کنیزک مسماۃ بریرہ اور ایک اور مرد کے مونڈہون پر ہاتھ رکھکر مسجد مبارک مین آئے حضرت ابوبکر رضہ نے آپکی تشریف آوری کو معلوم کر لیا تو پیچہے ہٹ جانا چاہا تاکہ جناب رسول ص کو یہہ جگہہ دیدیوین مگر اونکو آنحضرت صلعم نے اشارہ کیا کہ اسی جگہ ثابت رہو۔ اور کتاب تواریخ روضۃ الصفا مسلمہ فریقین مطبوعہ مطبع نولکشور کی جلد ۲ مین صفحہ ۲۰۳ پر لکہا ہے۔ کہ چون از موقف نبوۃ فرمان چنین صادر شدہ کہ ابوبکر رضہ بامامت امت پردازد ابوبکر رضہ بہ نیت ادائے صلوۃ بمسجد شتافت وچون نظرش بر محراب افتادہ آن موضع را از وجود سیّد کائنات صلعم خالی یافت چندان بگریست کہ از ہوش برفت ونالہ وزاری از ان انجمن برخاست کہ محراب ومنبر را دل بدرد آورد آہ یعنی جب حضرت ابوبکر رضہ صاحب حسب تعمیل حکم حضور ممدوح علیہ السلام کے نماز پڑہانے کو مسجد مین آئے اور محراب مبارک کو آنذات بابرکات سے خالی پایا تو اوسوقت اِتنے روئے کہ بیہوش ہوگئے اور تمام انجمن سے رونیکا آواز برپا ہوا اوسوقت محراب اور منبر جدا افتادگا بہی درد مین آگئے۔ اگر اہل شیعہ اس واقعہ سے جزع وفزع کے جواز کی دلیل پکڑین تو اسکا جواب باب ماتم داری وتعزیہ سازی مین لکھا جائیگا انشاءاللہ تعالی۔ اور شیعہ کی معتبر کتاب انارۃ البصائر مطبوعہ مطبع نولکشور کے جلد ۴ کے صفحہ ۲۷ پر لکھا ہے کہ آنحضرت ص نے حکم دیا کہ ابابکر رضہ کو بھیجین کہ نماز پڑہائین سب سے پہر جب ابوبکر آئے نماز پڑہانیکو تو آنحضرت کو مرض مین خفت ہوئی۔ پس اوٹھ کھڑے ہوئے اور دو آدمیون کے بیچ مین ہوکر مسجد کے اندر تشریف لائے جب ابوبکر رضہ نے حضرت ص کی آواز سُنی تو چاہا کہ پیچھے ہٹین مگر پہر سیّد عالم نے اشارہ فرمایا کہ اپنی مکان پر رہو بعد اوسکے حضرت تشریف لائے اور بائین طرف ابی بکر رضہ کے کہڑے ہوئے اور ابی بکر پیغمبر خدا کے ساتھہ اقتدا کرتے تھے اور سب ابی بکر کی نماز کے ساتھ اقتدا کرتے تھے۔ الخ من عینہ اور اس نماز کے ادا کرنیکی حقیقت کئی ایک محدثین نے بھی اسیطرح ہی لکھی ہے۔ از انجملہ دیکھو

مشکوۃ شریف کے باب ما علی الماموم میں بحوالہ حدیث متفق علیہ حضرت عائشہ رضہ سے مروی ہے کہ اُسوقت حضرت ابوبکر رضہ نے جب سید المرسلین صلعم کا آواز تشریف لانیکا سنا تو چاہا کہ پیچھے ہٹ جائیں اور فخر انبیاء کو یہ جگہہ دیدیویں فاومی الیہ رسول اللہ صلعم ان لا یتاخر فجاء حتی جلس عن یسار ابی بکر رضہ وکان ابوبکر رضہ یصلی قائماً وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ یصلی قاعداً یقتدی ابوبکر بصلوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والناس یقتدون بصلوۃ ابی بکر رضی اللہ عنہ انتہی من عینہ۔ یعنی پس حضور عم نے حضرت ابابکر صاحب کیطرف اشارہ فرمایا کہ اسی مصلّی پہ قائم رہو اور جناب رسول عم تشریف لائے تا کہ حضرت ابوبکر رضہ کی بائیں طرف بیٹھ گئے اور حضرت ابوبکر رضہ کھڑے ہو کر نماز ادا کرتے تھے اور رسول علیہ السلام بیٹھ کر نماز پڑہتے تھے۔ ابوبکر رضہ نے بامامت رسول پاک ص کے اقتدا کیا تھا اور اور لوگوں نے بامامت ابوبکر صاحب کے اقتدا کیا تھا۔ یہہ تو فریقین کی کتب مذکورین کا خلاصہ ہے لیکن تحقیقات کاملہ سے معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر رضہ مخبر صادق ص کی مرض الموت میں دو یوم امام بنائے گئے۔ پہلا نماز ظہر میں جسکو وجہ مذکورہ سے ادا کیا گیا تھا اور دوسرا یوم وفات کی نماز صبح میں جسمیں حضرت ابوبکر رضہ امام تھے۔ اور رسول پاک صلعم معہ اصحاب کرام اونکے مقتدیان تھے۔ جیسا معتبر کتاب کشف الغمہ مطبوعہ مصر کے جلد اول میں صفحہ ۱۸۵ پر لکھا ہے کہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال ان ابابکر رضی اللہ عنہ صلی ماموما فی صلوۃ الظہر یوم الاحد قبل وفاۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیوم وصلی اماما فی صلوۃ الصبح یوم الاثنین والنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صلی خلف ابی بکر رضی اللہ عنہ رکعۃ لما وجد خفۃ الحدیث۔ یعنی جناب رسول صلعم کے ابن العم حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ابابکر صدیق رضہ نے نماز پڑہی تہی بحالیکہ وہ رسول پاک ص کے ماموم تھے اور اور مقتدیوں کے امام تھے نماز ظہر میں یکشنبہ کے دن جو جناب رسالتمآب ص کی وفات سے اگلا دن ہے اور حضرت ابابکر صدیق رضہ نے نماز پڑہی بحالیکہ وہ امام تھے نماز صبح میں دوشنبہ کے دن جسدن جناب سید الانبیاء نے انتقال فرمایا تھا اور رسول علیہ السلام نے حضرت ابابکر رضہ کے پیچھے ایک رکعت اخیرہ پڑہی تھی۔ جب آپکو اپنے وجود مبارک میں مرض سے قدرے خفت ہوئی تھی آہ پہر انحفت

بستر مرض پر تشریف لائے اور سر مبارک اپنا حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضہ کی گود مین رکھا اور
اوس وقت حضرت مولانا علی رضہ آنحضرت ع کے پاس آئے اونکو حضور ممدوح نے ارشاد کیا کہ اے علی آپ
میرے پاس بیٹھو مین تمہین ایک وصیت کرتا ہون - جیسا کتاب روضۃ الصفاء کی جلد ۲ مین لکھا ہے

آنگہ رسولخدا با علی رضہ گفت کہ چون من ازین جہان در گذرم مرا بشوئی و عورتین من بپوش کہ ہیچ کس
عورت من نہ بیند الا آنکہ نابینا شود و چون مرا شستہ باشی آبی کہ در گوناف من و گوچشم من باشد
آنرا بیاشام تا بمیراث یابی علم اولین پیغمبران تا آخرین پیغمبران آہ - حضرت علی رضہ رسول اکرم
کے منہ مبارک سے یہ کلمات سنکر رونے لگے اور اونکی آنکہون سے جب آنسون جاری ہوئین
تو وہان سے اوٹھہ کر باہر تشریف لائے جیسا شیعہ کی جید محدث مولوی سلطان محمود الطبسی اصفہانی
شرح نہج البلاغت مین جسکو اب مینے زانو پر رکہا ہوا ہے اوسکی جزو ۲ مین لکھتے ہین - عن عبد اللہ بن
عباس رضی اللہ عنہما قال خرج علی علیہ السلام علی الناس علی من عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم فی مرضہ فقال لہ الناس کیف اصبح رسول اللہ صلعم یا اباحسن فاخذ العباس رضہ بید
علی رضہ ثم قال یا علی انت عبد العصی بعد ثلث احلف لقد رأیت الموت فی وجہہ وانی لاعرف فی وجوہ
بنی عبد المطلب فانطلق الی رسول اللہ صلعم فاذکر لہ ہذا الامر ان کان فینا علمنا وان کان فی غیرنا اوصی
بنا فقال لا افعل واللہ ان منعناہ الیوم لا یؤتینا ہا الناس بعدہ انتہی من عینہ - یعنی حضرت ابن عباس
رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت علی رضہ رسول پاک کی مرض الموت مین آنحضرت ع کے حضور سے
باہر نکلے پس لوگون نے دریافت کیا کہ یا اباحسن کسطرح حضرت نے صبح کی یعنی جناب کا کیا حال ہے حضرت
علی نے فرمایا کہ حق تعالی کی حمد کہتے ہین اور شکر بجا لاتے ہین اسکے بعد حضرت عباس رضہ نے حضرت علی رضہ
کا ہاتھ مبارک پکڑا اور فرمایا کہ ای علی رضہ تو دو تین دن کے بعد محکوم ہو جائیگا مین حلفاً کہتا ہون کہ بیشک
رسول صلعم کے مونہ مبارک پر موت کے آثار دیکھے ہین اور تمام بنی عبد المطلب کے مونہ پر جو موت
کے آثار ہوتے ہین مین اونکو بخوبی جانتا ہون پس اسیوقت پہرین آنحضرت ع کی عالیخدمت مین
اور اون سے امر خلافت کے بارہ مین دریافت کرین اگر خلافت ہمارے درمیان ہے تو ہم اوسکو جان
لیوین اور اگر کسی اور کو ملی تو ہمارے واسطے رسولخدا ع اوسکو وصیت فرما دینگے حضرت علی ع نے اسکے
جواب مین کہا کہ مین اس امر کا سوال نہین کرتا اللہ تعالی کی قسم ہے کہ اگر آنحضرت علیہ السلام امر مذکور سے

ہمکو منع کردیوین تو اونکے بعد ہمکو لوگ رتبہ خلافت کا نہ دیوینگے۔ آور صحیح بخاری مین بہی کسیقدر بالفاظ کم و بیش اسیطرح ہی لکہا ہے آور اس حدیث نے شیعہ صاحبان کی خوب گوشمالی کی ہے کیونکہ حدیث من کنت مولاہ آہ وارد خم غدیر جو پہلے باب مین گذر چکی ہی اگر مولانا علی ع کی خلافت بلا فصل پر شاہد ہی تو اب مرض الموت آنحضرت ع مین حضرت عباس اور حضرت امیر علیہما السلام کا یہ خطبہ بلیغہ کون سے خیالات پر مبنی تہا۔ آگہی تو بہ آور صحیح بخاری مطبوعہ مطبع احمدی کے جلد ۲ مین صفحہ ۶۳۹ پر باسنادہ الصحیح مروی ہی۔ عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان فی بیتی وکان راسہ بین سحری ونحری دخل علی عبد الرحمن بن ابی بکر ومعہ سواک یستن بہ فنظر الیہ رسول اللہ ص فظننت ان لہ بہا حاجۃ فقلت آخذہ لک فاشار براسہ ان نعم فتناولتہ فاشتد علیہ فقلت الینہ لک فاشار براسہ ان نعم فلینتہ بامرہ وبین یدیہ رکوۃ فیہا ماء فجعل یدخل یدیہ فی الماء فیمسح بہا وجہہ ویقول لا الہ الا اللہ ان للموت سکرات۔ یعنی حضرت عائشہ ام المومنین فرماتی ہین کہ جناب فخر انبیاء ع وفات کے روز میرے گہر مین تشریف رکہتے تھے اور آپکا سر مبارک میری گود مین تہا میرے سینہ سے تکیہ لگایا ہوا تہا کہ اتنے مین حضرت عبد الرحمن بن ابی بکر میرے حقیقی بہائی آئے اور اونکے ہاتھ مین مسواک تہا جب رسول مبارک نے اونکو دیکہا تو مینے گمان کیا کہ آپ مسواک کو چاہتے ہین اس خیال سے مینے عرض کی کہ آپکو مسواک دون آپنے فرمایا ہان مینے آپکو دیا تو آپنے اوسکو خشک پایا پہر مینے عرض کیا کہ نرم کردون اپنے دانتون سے آنحضرت ع نے فرمایا ہان پہر مینے اپنے مونہہ سے خوب نرم کیا اور دیا آنحضرت ع کو اور آپنے مسواک کیا آپکے روبرو ایک باسن تہا اور اوسمین پانی تہا آنحضرت ع پانی مین ہاتھ ترکرکے مونہہ پر پہیرتے تہے اور سخت حرارت سے مونہہ مبارک کو ترکرتے تھے اور فرماتے تہے کہ لا الہ الا اللہ موت کے واسطے بہت ہی سختیان ہین۔ حتی قبض بین سحری ونحری وفی بیتی وفی یومی فجمع اللہ بین ریقی وریقہ بسبب السواک فی آخر یوم من الدنیا واول یوم من الآخرۃ۔ یعنی تاکہ میرے سینہ سے تکیہ لگائے ہوئے میری گود کی درمیان ہی قبض کئے گئے۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون) پہر صحابہ واہل بیت حاضرین سے آواز فریاد او غلغلہ بی اختیار برپا ہوا صحابہ کرام اوسوقت مسجد مبارک مین تشریف رکہتے تھے دردناک ندبہ ونوحہ جو آن فخر انبیاء کی وفات مین بلند ہوا تہا سنکر اکثر اونمین سے فوراً بیمار ہوگئے۔ جیسا روضۃ الصفا کے جلد ۲ مین صفحہ ۲۲۳ پر منقول ہے کہ در حین وفات سرور کائنات آن صحابہ رض کہ در مسجد بودند چون ندبہ ونوحہ

رسول ع عائشہ رض کے گہر مین فوت ہوئے اور وہین دفن کئے گئے

شنیدند کہ بر فوت حضرت ختمی پناہ از ایشان صادر شدہ ہراسیمہ و متحیر گشتند چنانچہ زبان بعضی از تکلم باز
ایستاد و برخے از امراض مالیخولیا وغیرہ گرفتار شدند و بر طائفہ مرض استیلاء یافت آنگاہ طائفہء از منافقان
مدینہ بزبان آوردند کہ اگر محمد صلعم پیغمبر بودی بائیستے کہ فوت نہ شدے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہ این سخن بشنید
شمشیر از نیام کشید و بر در ایستادہ گفت کہ ہر کس کہ بگوید کہ رسول خدا فوت شدند میان او را بدو نیم کنم آہ
ملخصاً من عینہ۔ اور شیعہ کی معتبر کتاب اخبار ماتم مطبوعہ مطبع حسینی رامپوری کی مجلس ۲ مین صفحہ ۱۴۱
کے حاشیہ پر لکھا ہی کہ قال عمر رضی اللہ عنہ فی موتہ علیہ الصلوۃ والسلام من قال ان محمداً قد مات قتلتہ
بسیفی ہذا وانما رفع الی السماء کما رفع عیسی ابن مریم علیہ السلام۔ یعنی حضرت عمر رضہ نے جناب رسالت
مآب کی وفات مین جب جانا کہ کئی ایک منافقین ناشائستہ کلمات کہکر لوگون کو ورغلانے کی سعی مین
ہین تو تلوار پکڑکر دروازہ پر کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ جو کوئی کہیگا کہ محمد صاحب مر گئے ہین تو مین اس
تلوار سے اوسکو قتل کردونگا اور سوائے اسکے نہین کہ رسولخدا صلعم آسمان کیطرف اوٹھائے گئے ہین جیسا کہ
حضرت عیسیٰ اوٹھائے گئے تھے۔ آمیر عمر رضی اللہ عنہ ایسے کلمات موٴدبانہ یاد کرکے ہر خاص و عام کو دین
متین کیطرف ترغیب دیتے تھے اور آن ذات والا صفات کی مفارقت پر روتے تھے۔ اور اوسوقت حضرت
ابوبکر رضہ حسب الحکم حضور صلعم آپکی مسجد مبارک مین نئے مسلمانون کو احکام شرع فرمارہے تھے۔ سب
حاضرین نے اونکو بلانا چاہا اور حضرت سالم رضہ کو اونکی خدمت مین روانہ کیا۔ جیسا سنن الترمذی کی
کتاب الشمائل کے صفحہ ۱۳۱ پر مروی ہی کہ حضرت سالم بن عبید نے فرمایا کہ اوسوقت سب حاضرین نے
مجھے حضرت ابوبکر کو خبر دینے اور اونکو بلانیکے واسطے روانہ کیا جب مین اونکی خدمت شریف مین مسجد
مبارک مین پہونچا تو قال لی اقبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فقلت ان عمر یقول ہکذا فقال
لی انطلق فانطلقت معہ فجاء ہو والناس قد حفوا علی رسول اللہ صلعم فقال یا ایہا الناس افرجوا لی
فافرجوا لہ فاکب علیہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم و وضع فمہ بین عینیہ و وضع یدیہ علی ساعدیہ وقبل ناصیتہ
فقال انک میت وانہم میتون۔ یعنی مجھے روتے دیکھکر حضرت ابابکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ؟
کیا جناب رسولخدا صلعم قبض کئے گئے ہین مینے کہا کہ حضرت عمر فرماتے ہین کہ جو کوئی سید عالم کو
مرا ہوا کہیگا تو مین اوسکو اپنی تلوار سے قتل کردونگا۔ پہر صدیق اکبر نے مجھے فرمایا کہ اپنی ایڑیون پر چل
مین اونکے ساتھ ہی واپس چلا آیا۔ پس حضرت ابوبکر رسول پاک صلعم کے پاس پہونچے جب اونکو لوگون نے دیکھا

تو آنحضرت ع پر انبوہ کرلیا حضرت ابوبکر نے فرمایا کہ اے لوگو مجھے کشادگی دو پہر انکے فرمانے سے لوگوں نے کشادگی دی۔ پس حضرت ابوبکر رض جناب سید کائنات پر منھ کے بل اموندھا ہوئے اور اپنا موبھ مبارک رسول پاک کے موبھ مبارک پر رکھدیا اور دونوں ہاتھ اپنے آنحضرت ع کے دونو بازو پر رکھدیے اور آنحضرت ع کے ناصیہ یعنی پیشانی مبارک پر بوسہ دیا پہر روئے اور اس آیت شریفہ کو پڑہا۔ انک میت وانہم میتون یعنی بیشک تو انتقال فرمانیوالا ہے اور وہ بھی مرنیوالے ہین۔ فقالوا یا صاحب رسول اللہ صلعم اقبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال نعم فعلموا ان قد صدق یعنی پس سب لوگون نے جو حاضر تھے اونسے دریافت کیا کہ اے جناب رسولخدا صلعم کے یار غار؟ کیا آنحضرت انتقال فرما گئے ہین حضرت ابابکر صدیق نے فرمایا ہان پس سب نے جان لیا کہ سچ فرماتے ہین اوسوقت جناب رسولخدا کے دولت خانہ مین سے آواز فریاد برپا ہوا آپکی اہلبیت و اقارب یعنی سب ازواج مطہرات اور اولاد شریف اور اصحاب کرام آپکی جدائی سے نالان اور حیران پہرتے تھے نہایت گریہ وزاری سے آپکے اخلاق حمیدہ یاد کرتے تھے۔ ۵

اے خواجہ زین شکستہ دلان تا چہ دیدۂ	کز ما رمیدہ جائے دگر آرمیدۂ
نشناختیم قدر تو اے سایۂ خدائے	زان روئے سایہ از سر ما در کشیدۂ
این تنگنائے فرشش چو در خور د تو نہ بود	مسکن فراز عرش معلیٰ گزیدۂ +
بے بدرقہ بکوئے وصالش گذشتۂ	بے واسطہ بحضرت خاصش رسیدۂ
تو مرغ آشیانۂ قدسی غریب نیست	گر باز ازین قفس سوئے گلشن پریدۂ
در کام جان تشنہ دلان جرعۂ بریز +	زان خم بے خمار کہ از حق چشیدۂ

ذکر تجہیز و تکفین و جنازۂ آنحضرت ص

اور سنن الترمذی کی کتاب الشمائل کے صفحہ ۲۸ پر حضرت سالم بن عبید سے مروی ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تجہیز اور تکفین کیوقت سب لوگون نے حضرت ابابکر رض سے عرض کیا کہ یا صاحب رسول اللہ صلعم الغسل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال نعم قالوا کیف فامران یغسلہ بنوا ابیہ فادخل علی وعباس وفضل وقثم ابنا عباس واسامۃ بن زید وصالح الحبشی رضی اللہ عنہم اجمعین یعنی اے رسولخدا ص کے یار غار؟ کیا ہم جناب رسالت مآب کو غسل دیوین حضرت ابوبکر رض نے فرمایا ہان لوگون نے کہا کسطرح غسل دیا جائیگا۔ یعنی کون غسل دیویگا جناب کو۔ اور کس جگہہ حضرت ابابکر صاحب نے فرمایا کہ آنحضرت ع کو آپکے بنو عمان غسل دیوینگے۔ اور اسی بیت شرف مین جہان جناب کا ارتحال ہوا ہے

غسل دیا جائیگا۔ پھر حضرت ابابکر صدیق رضؓ نے رسول پاک کے غسل دینے کے لئے حضرت علی وعباس اور انکے دونو فرزند حضرت فضل و قثم اور اسامہ بن زید جسکا ذکر باب وقوع خلافت مین بھی آئیگا۔ انشاء اللہ تعالی۔ اور صالح الحبشی رضؓ کو اندر داخل کیا۔ جب غسل سے فارغ ہوئے تو لوگون نے دریافت کیا کہ یا صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انصلی علی رسول اللہ صلعم قال نعم قالوا این قال فی المکان الذی قبض اللہ فیہ روحہ فقالوا وکیف فقال ابوبکر یدخل قوم فیکبرون ویصلون ویدعون ثم یخرجون ثم یدخل قوم فیصلون ویخرجون حتی یدخل الناس بہذا ویصلون بہذا یعنی اے رسول اکرمؐ کے یار غار ہم کیا ہم آنحضرتؐ پر نماز جنازہ پڑہین گے حضرت ابوبکر رضؓ نے فرمایا ہان پڑہین گے تب پوچھا کہ کس جگہ نماز آپ پر پڑہی جائیگی۔ صدیق اکبر نے فرمایا کہ اوس جگہ آپ پر نماز جنازہ پڑہا جائیگا جہان جناب نے انتقال فرمایا ہی۔ یعنی جناب کے مکان ہی مین پڑہینگے۔ پھر لوگون نے عرض کیا کہ کسطرح پڑہینگے۔ پس حضرت ابوبکر رضؓ نے فرمایا کہ جسقدر قوم گنجایش رکھتی ہی اندر داخل ہوی اور علیحدہ علیحدہ کھڑی ہوکر ایک تکبیر کہین۔ دعا و درود پڑہین سلام سے فارغ ہوکر نکلین پھر اور قوم داخل ہوئے جب نماز جنازہ سے فراغت پائین پھر اور لوگ اندر جائین تاکہ اسیطرح پڑہین اور اسیطرح فراغت پائین۔ پس حضرت ابوبکر رضؓ کی اجازت سے جب سب لوگ نماز جنازہ سے فارغ ہوئے تو حضرت ابوبکر رضؓ سے گذارش کیگئی کہ یا صاحب رسول اللہ صلعم این یدفن رسول اللہ صلعم قال نعم قالوا این قال فی المکان الذی قبض اللہ فیہ روحہ فان اللہ لم یقبض روحہ الا فی المکان الطیب وانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شیئاً مانسیتہ قال ما قبض اللہ نبیاً الا فی موضع الذی یحب ان یدفن فیہ ادفنوہ فی موضع فراشہ فعلم کلو احد منہم ان قد صدق۔ یعنے اے رسول پاک کے یار غار ہم کیا جناب نبی صلعم دفن کئے جائینگے حضرت ابوبکر رضؓ نے فرمایا ہان پھر لوگون نے کہا کہان دفن کئے جائینگے اور کس جگہ حضور ممدوح کی تربت مبارک تیار کیجائیگی حضرت ابوبکر رضؓ نے فرمایا کہ اوس بستر ہی جناب کی قبر مبارک بناؤ جسمین فوت ہوئے ہین کیونکہ اللہ تعالی نے اپنے پیارے حبیب کو بہت پاک جگہہ مین فوت کیا ہی اور مینے جناب حضورؐ سے سنا ہے جسکو اب تک نہین فراموش کیا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ حقتعالی اپنے پیارے نبی کو نہین فوت کرتا مگر اوس جگہہ جہان نبی چاہے کہ وہان دفن کیا جاوے جناب کو فرش کی جگہ دفن کرو۔ تب سب نے جانا کہ آنحضرتؐ کے یار غار نے سچ فرمایا ہے۔ پس اصح الکتب اہل سنت سے تو جناب رسول صلعم کے جنازہ کی حقیقت

اور آپکی تجہیز وتکفین کے کوائف اور صحابہ مقبولین کا اتفاق وغیرہ سب ذکر کر دیئے گئے - اب چند روایات
علمائے شیعہ سے نقل کرتا ہون کہ اہل تشیع کو بھی رسول پاکؐ کے جنازہ کی کیفیت معلوم ہو جائے سو
شیعہ کی اصح الکتاب اصول کافی مطبوعہ مطبع نولکشور مصنفہ اہل تشیع کے کامل محدث امام ابی جعفر
محمد بن یعقوب الکلینی کے صفحہ ۲۸۵ پر مروی ہے - باسنادہ عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال اتی العباس
امیر المومنین ع فقال یا علی علیہ السلام ان الناس اجتمعوا ان یدفنوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
فی بقیع المصلی وان یومہم رجل منہم فخرج امیر المومنین ع الی الناس فقال یا ایہا الناس ان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امام حیاً ومیتاً وقال انی ادفن فی البقعۃ التی قبض فیہا ثم قام علی الباب
فصلی علیہ ثم امر الناس عشرۃ عشرۃ یصلون علیہ ثم یخرجون انتہی من عینہ - یعنی حضرت امام ابی عبد اللہ
جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ حضرت رسالت پناہ کی وفات مین حضرت عباس رض حضرت علی رض
کی خدمت اقدس مین تشریف لائے اور کہا کہ اے علی رض لوگون نے اس بات پر اجتماع کیا ہے کہ رسول پاک
کو جنت بقیع مین دفن کرین اور آنحضرت ع پر نماز پڑہنی مین کوئی شخص امامت کراوے پس حضرت علی رض
گہر مبارک سے نکلے اور ارشاد کیا کہ اے لوگو جناب رسول مقبول صلعم ہمارے امام ہین اپنی حیات اور ممات
مین اور فرمایا کہ مین جناب رسالت مآب ص کو اوس جگہہ دفن کرونگا کہ جس جگہ جناب نے انتقال فرمایا ہے
یعنے حضرت عائشہ رض کے دولت خانہ مین ہی آپکی تربت مبارک بناؤنگا یہہ فرما کر رسول پاک صلعم کے
دروازہ پر کہڑے ہو گئے اور آنحضرت ع پر نماز جنازہ پڑہکر سب کو نماز پڑہنے کا حکم کیا اور ارشاد کیا کہ دس
دس آدمی طریقہ نماز کو بجا لائین - اب شیعہ کی یہ روایت من جمیع الوجوہ سنن الترمذی کی روایت مذکورہ
کے موافق ہے نہ مخالف کیونکہ جن لوگون نے رسول پاک کی تجہیز وتکفین کے بارہ مین کچہہ قیل وقال کہا تہا
بعد حضرت ابوبکر رض سے اس مسئلہ کو دریافت کیا تہا اور جسکو حضرت ابوبکر رض نے حضرت علی رض کی مثل
فتوی دیا تہا کما مر اونہین لوگونکی خبر حضرت عباس رض نے حضرت علی رض کو دی تہی - اوسی شیعہ کی
صحیح کتاب اصول کافی مطبع مذکورہ کے صفحہ ۲۸۶ پر بعینہ باسنادہ الصحیح لکھا ہے - عن ابی جعفر علیہ السلام
قال لما قبض النبی علیہ السلام صلت علیہ الملائکۃ والمہاجرون والانصار فوجاً فوجاً آہ - یعنی حضرت
امام ابی جعفر محمد باقر ع نے فرمایا ہے کہ جب جناب فخر انبیاء علیہ الصلوۃ والسلام نے انتقال فرمایا تو حضور
[illegible] ملائکہ اور سب مہاجرین اور تمام انصار نے نماز جنازہ پڑہا فوج فوج یعنی جسقدر بیت الشریف

مین گنجایش رکھتی تھے اوسیقدر داخل ہوکر پڑہتی تھی۔ اور محققین شیعہ کے نزدیک یہ امر مسلمہ ہے کہ الف و لام جب جمع کے صیغہ پر واقع ہو تو وہ مفید معنی استغراق او عموم کے ہوتا ہے سو واضح ہوگیا کہ حضرت امام موصوف جملہ مہاجرین اور انصار کی جنازہ پڑہنے کی خبر دیتے ہین۔ نیز شیعہ کی معتبر کتاب اخبار ماتم مطبوعہ مطبع حسینی رامپوری کی مجلس اول کے صفحہ ۶۵ پر لکھا ہے۔ قال ابان بن تغلب وحدثنی ابومریم عن ابی جعفر علیہ السلام قال قال الناس کیف الصلوٰۃ علیہ فقال علی علیہ السلام ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم امامنا حیاً و میتاً فدخلوا علیہ عشرۃ عشرۃ فصلوا علیہ یوم الاثنین ولیلۃ الثلثاء حتی الصبح ویوم الثلثاء حتی صلی علیہ صغیرہم وکبیرہم وذکرہم وانثاہم ونواحی المدینۃ لغیر امام۔ یعنی ابان ابن تغلب یہ روایت ابومریم سے لایا اور اوسنے کہا کہ حضرت امام ابوجعفر محمد باقر نے فرمایا ہے کہ پیغمبر صلعم کی وفات پر لوگون نے آپس مین کہا کہ جنازہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کیونکر نماز پڑہینگے۔ پس امام متقی علی ولی ع نے فرمایا کہ خیر الوری حیاتی اور مماتی مین ہمارے پیشوا اور امام ہین لاش مبارک مصطفی کے برابر دس دس کہڑے ہوکر نماز کرو پس خلایق نے روز دوشنبہ سے صلوٰۃ نبی شروع کی شب سہ شنبہ اور منگل کے دن بھی بارہ پہر تک وہی صورت جاری رہی تاکہ نماز پڑہی آنحضرت پر سارے چہوٹون اور بڑون اور عورتون اور مردون اور گرد نواح مدینہ منورہ نے سب لوگ باری باری طریقہ نماز کو بجالائے بغیر امام کے وخاض المسلمون فی موضع دفنہ فقال علی علیہ السلام ان اللہ سبحانہ لم یقبض نبیاً فی مکان الا ارتضاہ لرمسہ وانی دافنہ فی حجرتہ التی قبض فیہا فرضی المسلمون بذالک یعنی اور گروہ مسلمین نے باہم گفتگو کی کہ وہ فخر آسمان وزمین کہان دفن کیا جائیگا۔ ابو تراب نے فرمایا کہ تحقیق خدا قبض روح نہین کرتا نبی کی کسی جگہ مگر یہ ہے کہ اوسکا مدفن وہی قرار دیا جاتا ہے۔ سرور عالم کو اونکے گھر مبارک مین جہان دنیا سے گذری ہین یعنی حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر مبارک مین دفن کرونگا اس تجویز امام کو بھی سب اہل اسلام نے اتفاق سے قبول کیا تم الکلام من اخبار ماتم من عینہ اور سنن الترمذی کی کتاب الشمائل مین صفحہ ۳۱ کے حاشیہ پر لکھا ہے وقال ابوبکر رض یدخل قوم فوجاً فوجاً وکلوا احد منہم یصلی علیہ علیحدۃ وقال علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ لا یوم احد علیہ لانہ امامنا حال حیاتہ وامامنا حال مماتہ وقال ابوبکر رض ان النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کان اوصی بذالک الوجہ ولذالک وقع التاخیر فی دفنہ یعنی حضرت ابوبکر صدیق رض نے فرمایا کہ آن فخر عالم صلعم کے جنازہ پڑہنے کے لئے لوگ فوج فوج داخل ہووین۔ اور

ہر ایک اون مین سے رسول پاک صلعم پر علیحدہ علیحدہ نماز پڑہین اور جناب مولانا علی رضؓ نے فرمایا کہ نبیؐ پر کوئی شخص جماعت نکراوے کیونکہ سید المرسلین حال حیات اور ممات مین ہمارے پیشوائے ہین۔ اب اپنے جنازہ مین بھی آپ ہی امام ہین (اسیواسطے کہا گیا کہ آپ حیات النبیؐ ہین) اور حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ جسطرح حضرت علی رضؓ فتوی دیتے ہین اسیوجہ سے سید الانبیاء نے وصیت فرمائی تھی لہذا رسول علیہ الصلوۃ والسلام کی دفن کرنے مین دیر ہوئی چنانچہ تین یوم تک آپکے جنازہ پر نماز پڑہتی رہے جیساسنن الترمذی کی کتاب الشمائل مین لکھاہے۔ اب بروایات صحیحہ فریقین رسول اللہ صلعم کی تجہیز و تکفین مین اصحاب کرام کا باہمی اتفاق کرنا اور حضورؐ کے جنازہ پر سب مہاجرین اور انصار کا جمع ہونا اور جملہ مستورات اور اطفال تک کا اس نماز مین شامل ہونا ثابت ہوگیا۔ پس زمانہ موجودہ کے شیعون کا یہ بکنا اس کہ اصحاب کبار جناب رسالت مآب کے جنازہ مین شامل نہین ہوئے محض اہل التشیع کی بدعادتی اور اونکی افتراء پردازی پر مبنی ہی۔ نعوذ باللہ من ذالک واللہ ہو الہادی

شب پرہ گر وصل آفتاب نخواہد ❊ رونق بازار آفتاب نکاہد

نوان باب وقوع خلافت خلفاء الراشدین کے بیان مین

اس باب مین پانچ فصل ہین

پہلا فصل حضرت ابابکر صدیق رضؓ کی بعض حالات خلافت تا وفات کی بیان مین

اگرچہ کئی ایک اصحاب کبار رضی اللہ عنہم رتبہ خلافت نیابت رسولؐ مین داخل ہونا چاہتے تھے۔ پر حق سبحانہ وتعالی نے خلفاء الراشدین رضی اللہ عنہم کے ساتھ خلافت عطا کرنیکا جو وعدہ فرمایا ہوا تھا۔ بقولہ وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنہم الخ۔ جسکی تفصیل اس کتاب کے صفحہ ۵ پر گذر گئی ہے حسب وعدہ مذکورہ اوسکا وقوع حضرت ابوبکر رضؓ وغیرہ اوسکے مستحقین موعود لہم پر ہی بقضائے الہی ہوا تھا اور اوس واقعہ کی تفصیل شیعہ کے امام المحدثین مولوی سلطان محمود الطبسی اصفہانی اپنی معتبر کتاب شرح نہج البلاغت کی جلد اول کی جزو ۲ مین اسطرح پر لکھتے ہین۔ لما قبض النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اجتمعت الانصار فی سقیفۃ بنی ساعدۃ واخرجوا سعد بن عبادۃ لیولوہ الخلافۃ وکان مریضا

ذکر دار بنی ساعدہ وبیعت ابوبکر رضؓ

سمع عمر الخبر فاتی منزل رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم وفیہ ابوبکر رضؓ فارسل الیہ ان اخرج الیّ فقد
حدث امر لابدان تحضرہ فخرج فعلمہ الخبر فمضیا نحوہم ومعہما ابوعبیدۃ فتکلم ابوبکر فذکر قرب المہاجرین
من رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم وانّہم اولیاآءہ ثم قال نحن الامراء وانتم الوزراء فابی ہؤلاء
(ای الانصار) فقالوا ومنا امیر ومنکم امیر یعنی جناب رسول عؑ کے انتقال کے بعد انصار مدینہ بنی ساعدہ
کی حویلی مین جو مدینہ مبارکہ مین ایک قدم مشہور ہے جمع ہوئے اور سب نے حضرت سعد بن عبادہ رضؓ کو
منتخب کیا تاکہ اوسکو والی خلافت کا بناوین اور اون دنون مین حضرت سعد رضؓ بیمار بھی اور حضرت عمر رضؓ
کو یہ خبر پہونچ گئی جسمین دین متین مین فساد پڑجانیکا اونکو سخت خوف ہوا۔ پس جھٹ جناب رسالت
مآب کی دولت خانہ مین تشریف لائے اور وہان حضرت ابوبکر رضؓ بھی موجود تھی۔ پس حضرت عمر رضؓ نی دروازہ
پر کھڑے ہوکر اونکو بلوایا جب آئے تو سب حقیقت سے واقف کیا کہ انصار مدینہ منورہ کے خیالات ایسے
اور ایسے ہین اس امر کا تدارک کرنا چاہیئے تاکہ باہمی نزاع نہ پڑجائے۔ پس دونون دار بنی سقیفہ کو روانہ
ہوئے اور اونکے ہمراہ حضرت ابا عبیدہ رضؓ بھی روانہ ہوئی۔ جب انصار کے پاس جا بیٹھے تو حضرت ابوبکر رضؓ
نے چند بار کلام کرنیکے بعد مہاجرین کی قرابت اور جناب رسول خدا صلعم سے اونکی مودت و ملازمت
کا ذکر کیا پھر فرمایا کہ ہم لوگ اُمراء ہین اور تم لوگ وزراء ہو۔ کیونکہ ہمارے درمیان سے نبی ہوا ہین
اور ہم مہاجرین ہی بانصار پر نمازمین بھی مقدم کئے گئے ہین۔ انصار رضی اللّٰہ عنہم نے اونکی اس بات
سے انکار کیا اور کہا کہ ہم مین سے اپنا امیر ہوگا اور تم مین سی اپنا امیر ہوگا۔ فقال عمر رضی اللّٰہ عنہ
ھیہات لایجتمع سیفان فی غمد واللّٰہ لاترضی العرب ان تؤمرکم وبینہا من غیرکم ولاتمنع العرب ان
تولّی امرہا من کانت النبوّۃ منہم من ینازعنا ان محمد صلعم سلطاننا ونحن اولیاءہ وعشیرتہ فقال
ابوعبیدۃ رضی اللّٰہ عنہ یامعشر الانصار الا انّ محمدًا من قریش وقومہ اولی بہ وایم اللّٰہ لایاتی اللّٰہ
انا نازعہم ہذا الامر یعنی پس انصار رضی اللّٰہ عنہم کے قول مذکور کے بعد حضرت عمر رضؓ نے فرمایا کہ اے قوم انصار
افسوس ہی دو تلوارین ایک نیام مین نہین جمع ہوسکتی ہین او حق تعالیٰ کی قسم ہے کہ کوئی اہل عرب
نہین راضی تمہاری امارت سے اور اہل عرب اس بات سے نہین منع کرتے کہ امر خلافت اون لوگون
کو سپرد کردیا جائے کہ جنہین سے نبوت ظاہر ہوئی ہے۔ یعنی مہاجرین کو اور حضرت محمد صلعم ہمارے بادشاہ
ہین اور ہم گروہ مہاجرین اونکے دوست اور قرابت والے ہین۔ اسکے بعد حضرت ابا عبیدہ رضؓ نے فرمایا کہ

ای گروہ انصار رضہ خبردار تحقیق حضرت محمد صلعم افضل القریش ہین اور جناب کی قوم قریش جناب کو اولی واقرب ہے۔ ڈرو اللہ تعالیٰ سے خداوند کریم خلافت کے بارہ مین ہمکو ان سے جہگڑتے نہ دیکھے۔ فقال ابوبکر رضی اللہ عنہ ہذا عمر رضہ وابوعبیدۃ رضہ بایعوا ایہما شئتم فقالا واللہ لانتولیٰ ہذا الامر الا علیک و انت افضل المہاجرین وخلیفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ فی الصلوۃ وہی افضل الدین ابسط یدک فلما بسط یدہ بیایعاہ سبقہما الیہ بشیر رضہ بن سعد رضہ فبایعہ فقال اسد بن حضیر رضی اللہ عنہ رئیس الاوس لاصحابہ واللہ لئن لم تبایعوا الیکونن للخزوج علیکم الفضیلۃ ابداً فقاموا فبایعوا ابابکر واقبل الناس بیایعونہ من کل جانب الخ۔ من عمینہ ملخصاً ومختصراً یعنے پس حضرت ابوبکر رضہ نے فرمایا کہ یہہ حضرت عمر رضہ اور حضرت ابوعبیدہ رضہ ہین دونوں مین سے جسکے ساتھ چاہو بیعت کرو۔ پس اون دونون نے گذارش کی کہ اللہ تعالیٰ کی قسم ہی کہ امر خلافت کو آپ پر سپرد کرینگے۔ آپ افضل المہاجرین ہین اور جناب رسول ع کے نماز مین خلیفہ ہین یعنی آپکو حضور ع نے نماز مین مقدم کیا ہے (جیسا آٹھوین باب کے فصل دوم مین مذکور ہوا ہی) اور نماز افضل الدین ہی جب امر دین مین آپکو رسول پاک ع نے مقدم کیا ہے تو امور دنیا مین کون موخر کر سکتا ہے آپ ہاتھ اپنا کشادہ کرین۔ اسپر حضرت ابوبکر رضہ نے ہاتھ کشادہ کیا تو دونوں یعنی حضرت عمر رضہ وابوعبیدہ رضہ نے اونکی بیعت کی اور حضرت بشیر بن سعد رضہ نے اون دونون پر سبقت کی بیعت کرنے مین۔ پہر اسد بن حضیر رئیس اوس نے اپنی سب دوستان حاضرین کو کہا کہ واللہ اگر تمنے اب حضرت ابوبکر رضہ کی بیعت نہ کی تو البتہ تم سے ہمیشہ کی فضیلت خارج ہوگی۔ پس رئیس مذکور اور اوسکے سب محبان کھڑے ہوگئے اور سبنے حضرت صدیق اکبر رضہ کے ہاتھ پر بیعت کی اور ہر طرف سے آپکی خلافت کو لوگون نے منظور اور قبول کیا اور محبت قلبی سے آپکی بیعت کرنے لگے۔ اب شیعہ کی اس روایت سے معلوم ہوگیا کہ حضرت ابوبکر رضہ نے خلافت کو کوئی دلی خوشی سے منظور نہین کیا تہا۔ اگر آنجناب دلی خواہشمند خلافت کے ہوتے تو انصار کو یہہ نہ کہتے کہ حضرت عمر اور حضرت اباعبیدہ رضہ موجود ہین۔ انمین سے کسیکی بیعت کرلو اور علاوہ اسکے شیخین رضہ کا دار بنی ساعدہ مین تشریف لیجانا محض رفع فساد کی بنا پر تہا۔ کیونکہ مہاجرین فضیلت مین انصار پر فوقیت رکھتے تہے اور یہی لوگ احق خلافت تہے۔ خلع خلافت ایک ایسا نازک اور خطرناک معاملہ تہا کہ جسکا بوجہہ انصار سے ہرگز نہین اوٹھایا جاسکتا تہا اگر ایسا خوف نہوتا تو اوسوقت شیخین رضہ

کا سقیفہ بنی ساعدہ مین جانا نہوتا کیونکہ اوسوقت تو یہہ لوگ خون کے آنسون جاری کر رہے تھے
آٹھوین باب کے فصل دوم مین حضرت ابوبکر رضؓ کا رونا دیکھو کہ رسول پاک ؐ کی وفات مین وہ کسطرح
روئے تھے اسوقت خلافت کا منظور کرنا کوئی پھولونکی سیج نہین تہا۔ بلکہ کانٹونکی باڑ پر چلنا تہا
حضرت ابوبکر رضؓ کا حضرت عمر رضؓ اور ابوعبیدہ رضؓ کی بیعت کیطرف انصار رضؓ کو اشارہ کرنا پھر اُن
دونون کا خلیفہ بننے سے انکار کرنا اور حضرت ابوبکر رضؓ کو ہی منتخب کرنا صریح ثبت ہے کہ کوئی شخص
اونمین سے خلافت کی تمنّا نہین رکہتا تہا۔ اگر اسوقت حضرت علی رضؓ اور حضرت عثمان رضؓ موجود ہوتے
تو وہ بھی حضرت عمر رضؓ اور ابا عبیدہ رضؓ کی مثل حضرت ابوبکر رضؓ کو ہی منظور کرلیتے کیونکہ اونکو بھی کوئی
خلافت اور حکومت کی دلی خواہش نہین تھی جیسا کہ فصل چہارم مین خاص متن نہج البلاغت سے آئیگا
انشاء اللہ تعالی۔ اور دیگر یہہ ہے کہ آیت خلافت مذکورہ باب اوّل وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصّلحت
لیستخلفنہم الخ کے موعود لہم مستخلفین کو جب حق تعالی نے خلافت کا رتبہ دینا تہا اور اس وعدہ کو نہین
پورا کرنا تھا تو انصار رضؓ کسطرح اس عہدہ کو پاسکتے تھے اور حضرت علی رضؓ وغیرہ خلفاء۔ حضرت صدیق اکبر رضؓ
کی خلافت سے کیونکر اعراض کرسکتے تھے۔ البتہ علماء شیعہ کے نزدیک اتنی بات ضرور ہے کہ جب حضرت علی رضؓ
نے حضرت ابوبکر رضؓ کی خلافت کا ذکر سُنا تو آپکا خاطر مبارک رنجیدہ ہوا مگر نہ اسواسطے کہ بہ تمنّائے
خلافت بلکہ اسواسطے کہ مجھے مشورہ مین انصار کے اجتماع دار بنی سقیفہ مین کیون نہین بلایا گیا۔ دیکھو
شیعہ کے فاضل مذکور مولوی سلطان محمود صاحب اپنی معتبر کتاب شرح نہج البلاغت کے جلد اوّل
کی جزو دوم مین لکھتے ہین۔ وغضب علی علیہ السلام فی بیعت ابی بکر رضؓ وقال عؑ ما غضبت الّا فی المشورۃ
وانا لنری ابابکر احق النّاس بہا انہ لصاحب الغار وانا لنعرف لہ سنہ ولقد امرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم بالصلوۃ فی النّاس وھو حیّ انتہی من عینہ۔ یعنی اور حضرت علی ؑ نے حضرت ابوبکر رضؓ کی بیعت
کے منعقد ہونے مین رنجیدگی فرمائی اور فرمایا کہ مین صرف مشورہ مین نہ بلانیکے واسطے ناراض ہوتا ہون
اور البتہ ہم حضرت ابوبکر رضؓ کو تمام لوگون سے خلافت کے لائق دیکھتے ہین بایواسطے صاحب ہونے غار کے
زیادہ تر حقدار سمجھتے ہین اور اونکو بڑی عمر کا جانتے ہین۔ اور البتہ جناب رسول علیہ الصلوۃ نے ابوبکر رضؓ
کو تمام لوگون مین بامامت نماز امر فرمایا تہا۔ حال آنکہ جناب رسول ؑ نے ہنوز انتقال نہین فرمایا
تہا انتہی بترجمہ۔ اب حضرت علی ؑ کی اس روایت کی زیادہ تر تشریح کرنیکی تو چندان ضرورت نہین

حضرت علی رضہ کا حضرت ابوبکر رضہ سے بیعت کرنا

کیونکہ جناب امیر ع کے الفاظ مذکورہ صدیق اکبر رضہ کی صدق خلافت پر بلا تشریح ہی مصرح ہین۔
اور حضرت شیر خدا ع کا حضرت ابوبکر رضہ کے ہاتھ پر بیعت کرنا جیسا کہ علماء اہل سنت مثلاً جناب
غوث الثقلین حضرت محی الدین محبوب سبحانی قدس اللہ سرہٗ وغیرہ نے لکھا ہے وہ اس طرح سے
ہے کہ جب علی المرتضیٰ نے حضرت ابوبکر رضہ کی خلافت منعقد ہونیکا احوال سُنا تو دلی خواہش سے بیعت
کرنیکو قدم رنجہ فرمایا اور اونکی خدمت مین تشریف لائے اور دلی محبت سے حضرت ابوبکر رضہ کے ہاتھ پر
بیعت کی۔ اس واقعہ کو اسناد اہلسنت اگرچہ لکھی گئی مگر شیعہ کے ہان قابل تسلیم نہین۔ پس اس نازک
واقعہ کو خود شیعہ کی ہی کتب سے لکھکر شیعہ کی تشفی کرنی چاہیئے۔ سو اس واقعہ کی بارہ مین علماء شیعہ کے
دو قول ہین (۱) زمانہ موجودہ کے شیعہ جو نہایت متعصب ہین وہ تو یون لکھتے ہین کہ اسد اللہ الغالب
کو ابوبکر نے بیعت کرنیکے لئے طلب کیا اور آنحضرت نے انسے عذر کیا تب عمر ایک جماعت صحابہ کو
ہمراہ لیکر گیا اور جناب حیدر کرار غیر فرار کے گلے مین چادر کا پھندا ڈالکر لائے اور ابوبکر کے ہاتھ پر جبراً
بیعت کرائی جیسا کہ اس رسالہ کے صفحہ ۱۲۳ پر بھی مفصل گذر چکا ہے۔ فاقول ان ہذا الکلام کذب
صریح ومن تیقن علی ہذا القول فہو مردود (۲) سابقہ زمانہ کے علماء شیعہ نے لکھا ہے کہ مولیٰ علی ع
نے اپنی خواہش سے فاطمۃ الزہراء ع کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر رضہ کی بیعت کی تھی۔ چنانچہ شرح
نہج البلاغت مصنفہ فاضل متبحر مولوی سلطان محمود الطبسی کے جلد اول کی جزو ۲ مین لکھا ہے۔

وروی انہ کانت وجوہ الناس الی علی علیہ السلام فلما ماتت فاطمۃ علیہا السلام انصرفت وجوہ
الناس عنہ وخرج من بیتہ فبایع ابابکر رضی اللہ عنہ وکانت مدت بقاءہا بعد ابیہا
علیہ السلام ستۃ اشہر تم کلامہ من عینہ۔ یعنی مروی ہے کہ لوگون کے خیالات حضرت علی
علیہ السلام کی طرف بیعت کے بارہ مین تھے پس جب حضرت فاطمہ علیہا السلام
نے انتقال فرمایا تو لوگون کے خیالات حضرت علی علیہ السلام سے رفع ہوگئے۔ اور جناب
علی علیہ السلام اپنے دولتخانہ سے نکلے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت مین تشریف لائے
پھر ابوبکر رضہ کے ہاتھ پر بیعت کی اور رسول پاک صلعم کے بعد جناب سیدہ چھ مہینہ تک زندہ
رہین۔ اب حسب تصریحات علماء شیعہ اگر تسلیم کرلیا جائے کہ جناب علی ع نے چھ مہینہ گذرنے پر
حضرت ابوبکر کی بیعت کو منظور فرمایا تھا تو پھر بھی ہمارے لئے یہ واقع کتنی بڑی حجت شیعہ کو شرمسار

کرنیوالی ہے کیونکہ حضرت ابوبکر رض کی خلافت بزعم شیعہ اگر حق پر نہین تھی تو حضرت امیر ع نے
اونکے ہاتھ پر بیعت کرنے مین اونکی خلافت کو خود ہی حق پر ٹھہرادیا تھا اور پانچ چھہ ماہ کے انکار کو
جناب نے آپ ہی منسوخ کیا تھا اب شیعہ بتائین کہ حضرت علی رض نے چھہ مہینہ تک جو بیعت نہین کی
تھی تو کس امر سے - پھر مدت مذکور کے بعد آنجناب کو اس خلافت کی حقیقت کس وجہ سے معلوم ہوگئی تھی
اگر شیعہ کہین کہ چھہ ماہ کے بعد جناب امیر ع نے تقیہ کیا تھا تو محض بیجا بات ہے - کیونکہ اگر ایسی ہی حالت
تھی تو پہلے سے ہی کیون نہ تقیہ کرلیا تھا - بزعم شیعہ معاذاللہ جناب فاطمہ رض کے دروازہ کو آگ سے
جلوانا اور حضرت امام محسن ع کا بطن فاطمہ ع سے گروانا وغیرہ وغیرہ خرابیون کو برداشت کرتے رہے آہی توبہ
اور تقیہ بدیہ کو جو شیعہ کی ناپاک عقیدہ مین فرض ہے کام مین نہ لائے - استغفراللہ - آب حضرت اسامہ رض
کے لشکر کا ذکر کیا جاتا ہی شیعہ کے مجتہد مولوی ابوالقاسم صاحب لاہوری تفسیر لوامع التنزیل مطبوعہ
مطبع امپیرئیل پریس کی جلد ۲ مین صفحہ ۸۰ پر بعبارت طویل لکھتے ہین جسکا خلاصہ یہ ہی کہ جناب رسول خدا ص
نے اپنی مرض الموت مین اسامہ رض کو امیر بنا کر بطرف مخالفین جہاد کیواسطے روانہ کیا اور قوم مہاجرین و
انصار کو جنمین ابوبکر رض و عمر رض بھی شامل تھے اسامہ رض مذکور کا محکوم کیا اور فرمایا کہ لعن اللہ من تخلف
عن جیش اسامتہ یعنی جو کوئی لشکر اسامہ رض سے روگردانی کریگا اوسپر خدا تعالی کی لعنت ہوگی - پھر اوس
لشکر سے پھر کر سب سے پہلے ابوبکر و عمر مدینہ مین آئے انتہی ملخصاً - جواب - آنکہ چون پستہ دیدیش
ہمہ مغز + پوست بر پوست بود ہمچو پیاز + کتاب سیرۃ الفاروق اور شیعہ کی مسلمہ کتاب روضۃ الصفا
مطبوعہ مطبع نولکشور کی جلد ۲ مین صفحہ ۵۱۴ پر بعبارت طویل منقول ہے جسکا خلاصہ یہہ ہی کہ رسول
پاک ص کی مرض الموت مین جب آپکی شدت بیماری کی خبر اطراف و اکناف مین پہونچی تو بہت لوگ
عرب و اطراف کی بگڑگئے ایک طائفہ نے نبوت کا دعوی کردیا جیسے مسیلمہ کذاب و اسود عیسی و طلحہ اسدی و
مسمات سجاح و شجاع تمیمی جنمین سے مسیلمہ و اسود علیہما اللعنت تو حضرت ابوبکر رض کی سعی سے قتل
کئے گئے اور باقیون کا ذکر بھی آئیگا اور مدینہ و اوسکے قرب جوار کی کئی ایک لوگ بھی رسول پاک کی
مرض الموت مین باغی ہوگئے تھے کئی ایک تو زکوۃ کے ادا کرنیسے منکر ہو بیٹھے تھے جنکی بغاوت کو حضرت
ابوبکر رض اور عمر رض نے ایسی عمدہ تدارک سے روکا تھا کہ جنکی سعی اور انسداد کو دیکھکر حضرت علی رض وغیرہ
اصحاب کبار بھی حیران ہوگئے تھے اور آپکی مرض الموت مین ہی حدود شام و روم کے بھی اکثر لوگ

باغی بن بیٹھے تھے سید عالم صلعم نے جب بعض ملازمون کی زبانی اونکی بغاوت کا حال سُنا تو اونکے مقابلہ
کا ارادہ کیا اور ۲۶ صفر کو حضرت اسامہ بن زید رض کو امیر بناکر ایک فوج کثیر مہاجر و انصار کی اونکی
تحت مین کردی۔ حضرت ابوبکر حضرت عمر حضرت علی حضرت عباس وغیرہ اصحاب کبار رض بھی اُس
لشکر کے ساتھ ہی حسب ارشاد حضور ع ولی خواہش سے تیار ہوئے بعض لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ
حضرت اسامہ غلام زادہ کو ہم پر امیر بنایا گیا ہے مگر آنحضرت صلعم نے نہ مانا اور فرمایا کہ اس راز کو مین
خود اچھی وجہ سے جانتا ہون۔ الغرض لشکر تیار ہوگیا اور یکم ربیع الاول تک سامان باربرداری وغیرہ
روانہ کیا گیا۔ اور بروز یکشنبہ رسول پاک صلعم کی وفات سے پہلے ایک دن حضرت اسامہ سید الانبیاء ع
سے وداع ہوکر لشکر مین جاملے جب کوچ کرنے لگے تو مادرش اُم ایمن بادو پیغام فرستاد کہ رسول اللہ صلعم
درحالت نزع است لاجرم اسامہ رضی اللہ عنہ بازگشت و اصحاب رض نیز مراجعت کردند یعنی حضرت
بی بی اُم ایمن مادر اسامہ رض نے اسامہ رض کو پیغام بھیجا کہ اسوقت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ حالت نزع
مین ہین اس خبر کے سنتے ہی اُسامہ رض واپس آئے اور تمام اصحاب بھی حضرت اُسامہ رض کے پیچھے
واپس چلے آئے۔ پھر بعد وفات جناب رسالت مآب ص کے حضرت ابوبکر رض کے دَور مین حضرت اُسامہ رض
کو جسطرح حدود شام مین روانہ کیا گیا تھا اوسکا ذکر سیرۃ الفاروق اور روضۃ الصفا کی جلد دوم
کے صفحہ ۳۳ پر اسطرح لکھا ہے کہ چون امر خلافت بر صدیق اکبر رض قرار گرفت فرمود تا در مدینہ
ندا کردند کہ ہیچ کس از لشکریان اُسامہ رض تخلف نہ نماید و ہرگز از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نامزد فرمودہ با اسامہ بہرود باید کہ دران امر تاخیر ندارد و بعضے از اصحاب رض ارباب کیاست عرض کردند
کہ قبائل عرب و فرق یہود کہ در حوالی مدینہ اند در مقام ارتداد و مخالفت اند مبادا کہ در رفتن عظماء
اصحاب با اُسامہ خللی در اسلام راہ یابد اگر روزے چند این مہم در تاخیر ماند بصواب نزدیک تر باشد
صدیق رض در جواب گفت کہ اگر اہل نفاق در غیبت اُسامہ رض مرا پارہ پارہ سازند من اورا خواہم فرستاد
یعنی جب حضرت ابوبکر دوشنبہ کے روز خلیفہ مقرر ہوئے تو اوسکے بعد چارشنبہ کے یوم آپنے فرمایا کہ
جن لوگون کو جناب رسول ع نے حضرت اُسامہ رض کی ملازمت کا حکم دیا تھا وہ اسوقت اسامہ رض کے
ساتھ لڑائی کو جاوین اور دیر نہ کرین۔ بعض داناؤن نے عرض کیا کہ چند قبایل اہل عرب اور چند
فرقجات یہود گرد نواح مدینہ کے مقام ارتداد مین آکر اسلام سے مخالف ہوگئے ہین مبادا اُسامہ کے

ساتھ اصحاب کبار کا لشکر بحدود شام روانہ کر دینے مین مدینہ مین خلل نہ پیدا ہوجائے چند یوم تک
اس فوجکشی کو باز رکہا جائے تو اچہا کام ہے حضرت ابوبکر رضہ نے جواب دیا کہ اگر منافقین مدینہ و گرد نواح
کے مفسدین مجھے پارہ پارہ بھی کر دیوین تب بھی مین اس لشکر کو روانہ کردنگا اور حسب اطاعت آن فخر انبیاء
صلعم کے اُسامہ کو ہی اس مہم مین پیرو کار رہناؤنگا۔ القصہ صدیق اکبر رضہ فرمانداد تا اسامہ تیار شدہ
افواج ہمراہ او عزم سفر بستند اسامہ بموجب فرمودہ صدیق اکبر رضہ براحلہ نشست و متوجہ بدیار شام شد
وصدیق رضہ خلیفہ زمان با اسامہ رضہ پیادہ قدم درراہ روانہ شد ہر چند اسامہ التماس نمود کہ صدیق
سوار گردد یا رخصت دہد کہ اسامہ پیادہ شود در محل قبول نیفتاد الخ یعنی حضرت ابوبکر رضہ کے حکم دینے
پر اُسامہ رضہ تیار ہوگیا اور فوجون نے بھی اُسامہ کے ساتھ سفر کا ارادہ کر دیا اُسامہ رضہ بموجب فرمانے
حضرت ابوبکر رضہ کے اونٹ پر کجاوہ مین بیٹھ گئے اور امیر المؤمنین حضرت ابوبکر رضہ اسامہ کے ساتھ
راستہ مین پیادہ پا روانہ ہوئے اُسامہ بار بار التماس کرتا تہا کہ صدیق اکبر صاحب سوار ہوجاوین اور یا مجھے
حکم دیوین تا کہ مین بھی پیادہ پا چلون لیکن اوسکی اس عرض کو حضرت ابوبکر رضہ قبول نہین کرتے تھے
بلکہ فرماتے تھے کہ اس مہم مین تیرا سپاہی ہون کیونکہ یہہ لشکر جناب رسول ؐ کا تیار کردہ ہے اور
تجھے حضور ممدوح نے اسکا پیرو کار بنایا تہا و از مفسدین و منافقان قرب و جوار مدینہ خیال بر خاطر آمد
استیلاء یافت پس بوقت وداع صدیق اکبر رضہ با اسامہ رضہ گفت کہ در سوانح مہمات بحضور عمر رضہ احتیاج
است اگر رائے تو اقتضا فرماید او را رخصت دہ تا باز گردد اسامہ رضہ ملتمس ابوبکر رضہ مبذول داشتہ
حضرت عمر رضہ را رخصت داد تا عمر رضہ مراجعت بمدینہ نمود و افواج اسامہ رضہ حسب فرمودہ او نخست بقبایل
قضاعہ رسیدہ دست بغارت و تاراج بر آوردند باز اسامہ رضہ در آن موضع رفت کہ پدرش زید رضہ را کشتہ
بودند و از قاتلان پدر انتقام کشیدہ آہ یعنی گرد نواح مدینہ کے بدوؤن کے فساد سے اصحاب کرام کے دلون مین
خیال طاری تہا۔ اسلئے حضرت ابوبکر رضہ نے اُسامہ رضہ سے التماس کیا کہ عمر رضہ رسول پاک کے خاصے
وزیر صاحب مشیر تھے اور اب مدینہ کے حال سے تو آپ اچھے واقف ہین اسلئے ایسے دانشمند ذی تدبیر کا میرے
ساتھ رہنا ضروری امر ہے۔ اگر آپ اجازت دیوین تو عمر رضہ میرے ساتھ مدینہ مین مراجعت کرے بغیر
اجازت آپکی ایسی نازک وقت مین نہین واپس ہوسکتا اُسامہ رضہ نے اذن دیا پھر ابوبکر و عمر با جازت
اسامہ مدینہ مین واپس ہوئے اور اُسامہ رضہ کا لشکر قوم قضاعہ کی خبر لیکر اوسجگہ پہونچا جہان حضرت زید

اسامہ کے باپ کو اوسکے دشمنون نے قتل کیا تھا۔ اسامہ رضہ نے اونکی خوب گوشمالی کی عمدہ قتال ہوا
اسامہ رضہ حدود شام کو مفتوح کر کے مدینہ مین آئے انتہی ملخصاً مختصراً من عنہما۔ اب حضرت ابوبکر و حضرت
عمر رضہ کا اعتراض مذکور سے بری ہونا ہر خاص و عام پر بخوبی روشن ہو گیا امید ہے کہ حضرات شیعہ اپنی بہتان مذکور سے ضرور
ندامت اوٹھائینگے۔ اور روضۃ الصفا کے جلد ۲ مین صفحہ ۲۳۴ پر لکھا ہے کہ حضرت ابوبکر رضہ منبر پر تشریف
لائے اور حمد و ثنا آلہی کے بعد تمام لوگون کو فرمایا کہ ایہا الناس تم لوگون کا عہدہ ولایت میری گردن پر
ہے جیسا تم لوگ اللہ تعالی کے دین متین کو آنحضرت ع کے عہد مین نصرت دیتے تھے اب بھی اسلام عز اکو
اوسیطرح یاری دو اگر بسبب خاصیت بشری مجھسے کسی امر مین سہو اور نسیان ہو جاوے تو مجھے تنبیہ کرو۔ اور
راست گوئی پر چلو جھوٹ مت کہو۔ اور میرے روبرو عاجز آدمی کا قدر قوی سے زیادہ ہوگا۔ اور جو کوئی
دین کی پیروی سے نکلجائیگا میرے ہاتھ سے مارا جائیگا اور اقوام عرب کے منافقین سے الفت کرنیوالے

ذکر دعوی نبوت بعض اشقیاء و آغاز فتوحات ابوبکر رضہ

کو سخت سزا دونگا۔ ایسی کلمات نصیحت آمیز فرما کر منبر سے نازل ہوئے۔ انہین ایام مین اقطار عرب سے
خبر پہونچی کہ ایک طائفہ اعرابیون کا مرتد ہو گیا ہے۔ اور طلحہ بن خویلد اسدی نے پیغمبری کا دعوی کر دیا ہے
جسنے نماز۔ روزہ۔ زکوۃ کی معافی کا حکم دیدیا ہے۔ اور زنا کو مباح ٹھہرا دیا ہے جسپر بطمع آسانی بنی اسد و
بنی قرارہ جنکا رئیس عنیہ بن حصن ہے اوسکے مطیع ہو گئے ہین اور مسماۃ سلمی دختر مالک جو نہایت خوبصورت
اور حسین عورت ہے مرتدہ ہو گئی ہے جسکی مفتون چند طائفہ اوسکے تابعدار ہو گئی ہین اس خبر کے سننے سے
امیر المومنین حضرت ابوبکر نے اپنی وزیرون کو جمع کیا روضۃ الصفا کے جلد مذکور کے صفحہ ۲۳۵ پر لکھا ہے
کہ اسی اثنار مین حضرت اسامہ رضہ حدود شام سے نصرت پا کر نہایت خوشی سے با کر و فر مدینہ مین آئے
پس طلحہ اور سلمی کے محاربہ کو تیاری کیگئی حضرت مولانا علی رضہ وغیرہ اصحاب کرام مشورہ مین جمع کئے
گئے منجملہ سپہ سالاران کے حضرت خالد بن ولید رضہ امیر بنائے گئے اور تین ہزار مبارزان صف شکن و
جوانان مرد جنگی کی فوج حضرت خالد رضہ کے تحت مین کیگئی حضرت امیر المومنین ابوبکر رضہ اونٹ پر سوار ہوئے
جب تمام لشکر مقام ذو الحلیفہ مین جو مدینہ سے ایک منزل کے فاصلہ پر ہے پہونچا تو حضرت علی ع نے اپنے
اونٹ سے اوتر کر حضرت ابوبکر رضہ کے اونٹ کی باگ پکڑی اور فرمایا کہ یا امیر المومنین آپکو حربگاہ تک
قدم رنجہ فرمانا ضرور نہین۔ حضرت خالد رضہ جو امیر افواج آپنے مقرر کیا ہے وہی کافی ہے اور دیگر ارباب
سیاست کی رائے بھی حضرت علی رضہ کی رائے کے موافق ہوئی سب کی صلاح سے حضرت ابوبکر معہ جیش

معززین مدینہ مین واپس آئے اور حضرت خالدرضؓ نے میدان مین پہونچکر طلیحہ کے پاس نصیحت کرنیکو چند کس قاصدین ارسال کئے طلیحہ نے نہ مانا اور کہا کہ محاربہ کرونگا لشکر جانبین سے کھڑے ہوگئے طلیحہ نے عنیتہ بن حصن کو اپنے لشکر کا سپہ سالار بنایا اور آپ میدان کے کنارہ پر مراقبہ مین بیٹھکر اپنی فوجکو کہنے لگا کہ مین نزول وحی کا منتظر ہوتا ہون اثناء قتال مین عنیتہ اوسکے پاس آیا اور کہا کہ وحی نازل ہوا ہے یا نہین طلیحہ نے کہا کہ ابھی نہین پھر عنیتہ لشکر مین گیا اور اسلام کا غلبہ اوسکو نظر آیا تھوڑی دیر کے بعد دوبارہ جاکر طلیحہ سے نزول وحی کیبابت دریافت کی طلیحہ نے کہا ابھی نازل ہوگا۔ بارسوم عنیتہ نے جانچا کہ مسلمانون کو بہت شجاعت ہے اور ہمارے لشکریان مغلوب نظر آتے ہین طلیحہ کے نزدیک آکر کہا کہ وحی جب تک تمہارے پر نازل ہوتا ہے تب تک لشکر خالد فتحمندی حاصل کرلیگا۔ طلیحہ نے کہا کہ وحی آیا تھا اور کہتا تھا کہ ابھی صبر کرو دوبارہ نازل ہونگا۔ اور تمکو فتح و ہزیمت کی خبر دونگا۔ عنیتہ یہہ سنکر میدان مین پہونچا اور لشکر کو کہنے لگا کہ طلیحہ مردود تو جھوٹا ہے جو کوئی اپنی جان بچانا چاہے گریز کرے اسپر تمام مخالفین بھاگ پڑے کہ اہل اسلام نے یکدم اونپر حملہ کیا۔ بہت آدمی قتل ہوئے طلیحہ تیز رفتار اونٹنی پر سوار ہوکر شام کو بھاگ گیا اور وہان باسلام مشرف ہوکر زمرۂ اہل ایمان مین داخل ہوا اور عنیتہ وغیرہ چندکس کو حضرت خالد نے گرفتار کرکے مسمات سلمی کی خبرگیری کو قدم رنجہ فرمایا سلمی نے سنکر اپنی فوج تیار کی حضرت خالد کا لشکر جوش سے میدان مین آیا سلمی کی فوج نے بھی صف کھڑی کردی لڑائی شروع ہوئی خالدرضؓ نے حکمدیا کہ موقعہ خوب ہے حملہ کرو اہل اسلام نے حملہ کیا۔ سلمی کا اونٹ پکڑا گیا اوسکو خالدرضؓ کی پاس لائے خالدرضؓ نے فوراً سلمی کا سر کاٹ ڈالا اوس محاربہ مین بھی حضرت خالد کو فتحمندی حاصل ہوئی غنیمت کو لشکر مشغول ہوا حضرت خالدرضؓ ہر دو میدان کو مفتوح کرکے بڑی مسرت سے مدینہ مین آئے۔ اونے امیر المومنین حضرت ابوبکرضؓ کی قدمبوسی کرنے مین خلعت سے سرافرازی حاصل کی عنیتہ وغیرہ اسیران نے حضرت امیر المومنین کیخدمتمین توبہ کی اور حضرت ابوبکرضؓ نے اونکی توبہ کو قبول فرماکر اونکو رہا کردیا۔ اس اثنا مین قلعہ یمامہ کی مالک مسیلمہ کذاب نے بھی نبوت کا دعوی کیا تھا اور مسمات سجاح دختر منذر جو ہر علم مین واقفیت رکھتی تھی اور سحر مین بے مثل تھی دوسری طرف وہ پیغمبر بن بیٹھی ان دونون کے ساتھ بھی منافقین عرب کی عمدہ افواج لاحق ہوگئین حضرت ابوبکرضؓ نے انکی خبرگیری کا ارادہ کیا ان دونون کو اس فوج کشی کی خبر پہونچگئی

اسکا حال روضۃ الصفا کی جلد ۲ مین صفحہ ۲۳۲ سے ۲۳۸ تک بعبارت طول لکھا ہے جسکا خلاصہ یہ ہے

کہ جب مسیلمہ کذاب اور مسماۃ سجاح نے سُنا کہ ہماری مقابلہ مین خالد ابن ولید کو حضرت ابوبکر رضہ نے فوج کثیر دیکر روانہ کردیا ہے تو دونون متفق ہو گئی اور خوب قتال ہوا جسمین مسیلمہ کذاب تو واصل بجہنّم ہوا اور سجاح کو حضرت خالد گرفتار کرکے مدینہ مین لے آئے حضرت ابوبکر رضہ کے حضور مین سجاح نے توبہ کی اور زمرۂ اہل اسلام مین داخل ہوئی۔ اسیطرح ضلع بطاح مین مالک بن نویرہ مرتد ہو گیا۔ اور اوسکی گرد نواح کے مفسدین کی چند اقوام اوس سے مل گئین حضرت ابوبکر رضہ نے اوسکے مقابلہ مین بھی خالد رضہ مذکور کو ہی عمدہ فوج دیکر روانہ کیا اور حضرت خالد رضہ نے مالک کا کام تمام کرکے اوسکی بیوہ سے نکاح کرلیا اور ضلع بطاح کو مفتوح کرکے مدینہ طیبہ مین آکر شرف ملاقات حاصل کیا۔ چونکہ حضرت خالد رضہ کو پے در پے فتوحات حاصل ہوئی تہین۔ اسواسطے حضرت ابوبکر رضہ نے اونکو اپنی کئی ایک امراء پر افسر کردیا تہا۔ حضرت ابوبکر رضہ کے قاضی حضرت عمر رضہ ابن خطاب تھے اور کاتب حضرت عثمان ذوالنورین رضہ اور زید بن حارث رضہ تھے۔ اور مکہ معظمہ کے عامل حضرت عتاب بن اسید رضہ صدیق اکبر رضہ نے مقرر کئے یہ وہی عتاب ہین جنکو فتح مکہ مین رسول پاک صلعم نے عامل بنایا تہا پھر حضرت ابوبکر رضہ نے بھی انہین کو منظور کیا۔ اور موضع طائف مین آپکا عامل عثمان ابی العاص مقرر ہوا اور ضلع صنعا کا والی مہاجر بن اُمیہ بنایا گیا اور ضلع حضر موت کا امیر آپنے زیاد بن لبید رضہ قایم کیا اور ملک بحرین مین حضرت علاء حضرمی رضہ عامل بنائے گئے اور نجران کی ضلع پر جریر بن عبداللہ رضہ خلیفہ کئے گئے۔ اور حدود عراق کا حاکم مثنّٰی بن حارث کردیا۔ اور بعض اضلاع شام مین ابوعبیدہ رضہ و شرحبیل بن حسنہ رضہ و یزید بن ابی سفیان رضہ امیر بنائے گئے اور یہہ تینون باوجود ملنے امارۃ کے حضرت خالد رضہ کے تحت مین کام دیتے تھے اسیطرح روضۃ الصفا مین مروی ہے اور ازالۃ الخفاعن الخلافۃ الخلفا کے حصہ دوم وغیرہ کتب سیر کی تشریحات سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکر رضہ کی خلافت کا سال اوّل تو عربستان اور اوسکی گرد نواح کی بغاوتون کے دور کرنے اور اونکی ارتداد و فتنہ و فساد کی زائل کرنے مین ہی اختتام کو پہونچا۔ جب اُن منافقین کی آگ نفاق کو بجھا چکی تو اطراف اور جوانب کی کفار ضلالت کی ہٹی خراب کرنیکو تیاریان کی گئین۔ پس منجملہ اون فتوحات کی جو قوم کفار پر حاصل ہوئی تہین ایک یہہ ہے کہ ۱۲ سنہ مین جو حضرت ابوبکر رضہ کی خلافت کا دوسرا سال تہا حضرت خالد کو ایک بھاری فوج دیکر روانہ کیا گیا کہ قلعہ اُبلہ کا تدارک کرین کیونکہ اوسکے ملازمون نے سواد کی مسلمانون سے چھیڑ چھاڑ شروع کردی

ہوئی تہی حضرت خالد رض نے اُبلہ کے نواح مین خیمے لگا دیئے اور اُبلہ کے سردار ہرمز کو جو شاہ ایران کا نائب تہا لڑائی کا پیغام بہیجا ہرمز نے عربونکی فوجکشی کی عرضی شاہ ایران کو روانہ کردی اور آپ غرور کے جوش سے اپنی فوج جمع کرکے میدان محاربہ مین پہونچا لڑائی شروع ہوئی۔ اسلام کے لشکر نے اس لڑائی مین گو تکلیف تو بہت ہی دیکھی تہی مگر آخر ہرمز کے لشکر کو مغلوب کیا اتنے مین ہرمز کی عرضی پر شاہ ایران کیطرف سے ایک بڑی فوج امداد کے لئے ہرمز کو پہونچی آخر وہ بہی شکست کہاکر بہاگ گئی۔ حضرت خالد رض خاص الخاص قلعہ اُبلہ مین داخل ہوگئے اور اس لڑائی کی خبر سُنکر شاہ ایران گہبرا گئے کتاب سیرۃ الفاروق مین لکھا ہے کہ اوسوقت شاہ ایران نے اپنی سلطنت سے عربون بنی بکر وغیرہ کی ایک فوج کی بہرتی کرکے ایک مشہور جرنیل بہمن کے زیر حکم مسلمانون کے مقابلہ کو بہیجی مگر بفضل خدا تعالی پہونچتے ہی خالد رض کے لشکر نے اونکا بہی خاتمہ کردیا اور قلعہ اُبلہ کی مفتوح ہونیکی تہنیت امیر المومنین حضرت ابوبکر رض کیخدمت مین پہونچی اسیطرح اور بہت سے قلاع کو مفتوح کیا گیا تہا جنکے حالات عدم گنجایش سے ترک کردیئے گئے ہین۔ جامع الاصول وغیرہ مین لکھا ہے کہ حضرت ابوبکر رض کی خلافت دو برس اور چار مہینہ رہی جسوقت جناب کو بیماری شروع ہوئی تو مسند خلافت کے لئے حضرت عمر رض کو انتخاب کیا۔ جسکا ذکر انشاء اللہ فصل دوم مین لکھا جائیگا۔ شیعہ کی معتبر و مسلمہ کتاب حد تحقیق مطبوعہ

> باجازت رسول ؐ ابوبکر رض کا روضہ نبوی ؐ مین دفن ہونا۔

مطبع نحاس جدید لکہنؤ کے صفحہ ۲۷۵ پر مروی ہے کہ جب بیماری حضرت ابوبکر رض کی سخت تر ہوئی تو حضرت عایشہ رض کو کہا کہ جب مین مرجاؤن تو میری نعش کو روضہ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لیجانا اور کہنا کہ یارسول اللہ صلعم اگر اجازت ہو تو آپکے غلام کو روضہ کے اندر دفن کرین۔ پس اگر دروازہ اوس روضہ مبارک کا خود بخود کہل گیا تو میری لاش کو اوس روضہ کے اندر دفن کرنا چنانچہ ویسا ہی ہوا کہ دروازہ روضہ مبارک کا خود بخود کہل گیا اور لاش حضرت ابوبکر رض کی ہم پہلو حضرت رسول ؐ کے دفن ہوئی تم کلامہ ملخصاً من عینہ۔ اور حضرت ابوبکر رض کی وفات نماز شام کے بعد یوم دوشنبہ ۸ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ مین ہوئی۔ کذا فی الاکمال فی اسماء الرجال۔

دوسرا فصل حضرت عمر رض کی بعض حالات خلافت تا وفات کے بیان مین

شیعہ کی معتبر کتاب حد تحقیق مطبوعہ مطبع نحاس جدید لکہنؤ کے صفحہ ۲۷۴ پر بعبارت بسط البسیط لکھا ہے

جسکا خلاصہ یہہ ہی کہ حضرت ابوبکر رض نے اپنی وفات کے وقت حضرت عثمان رض سے ایک وصیت نامہ[له]
دربارۂ خلافت حضرت عمر رض کے لکھاکر مسلمانونکی طرف بہجوادیا۔ جب نوشتہ حضرت علی رض تک
پہونچا تو آپنے فرمایا بایعت ممن فیہا ولو کان عمر رض یعنے بیعت کی ہمنے اوس شخص سے کہ جو اس وصیت مین
لکھا ہوا ہی اگرچہ حضرت عمر رض ہو (پہر حضرت علی رض حضرت ابوبکر کی خدمت مین تشریف لائے)
اور حضرت علی رض نے کہا کہ ہم سوائے عمر رض کے کسی دوسرے کی خلافت پر راضی نہین ہین تب
حضرت ابوبکر رض نے حضرت علی رض کو دعائے خیر دیکر اونکے محامد و اوصاف کو بیان کیا تم عبارتہ من عینہ
اور روضۃ الصفا وغیرہ کتب تواریخ مین لکھا ہے کہ جسطرح فخر انبیا صلعم نے اپنی مرض الموت مین حضرت
ابوبکر رض کو لوگونکا امام مقرر کیا تہا اوسیطرح حضرت ابوبکر رض نے اپنی مرض الموت مین حضرت عمر رض کو لوگون
کا امام بنایا اور صدیق اکبر رض کی وفات پر تمام لوگ نہایت محبت سے حضرت عمر رض کی بیعت کرنے
لگے سب سے پہلے حضرت عثمان اور حضرت علی رض نے اونکی بیعت کی پہر تمام مخلوقات بیعت کرنے مین
مشغول ہوئی تین دن تک بہت ہجوم رہا۔ روضۃ الصفا کی جلد دوم مین لکہا ہی اور صاحب سیرۃ وغیرہ
نے علماء مورخین سے نقل کیا ہے کہ سب سے پہلے حضرت عمر رض لڑائی شام کے سرانجام مین مشغول ہوئے اور
اس واقعہ کی کیفیت یہ ہی کہ شروع ۱۳ھ مین جو صدیق اکبر رض کی خلافت کے اختتام کا سال تہا۔ ملک
شام کے بعض اضلاع مثل یرموک وغیرہ سے متواتر خبرین آئین کہ یونانیون کا ارادہ شام کے مفتوح شدہ
اضلاع پر دست اندازی کرنیکا معلوم ہوتا ہے اس خبر کے پہونچنے پر حضرت ابوبکر رض نے خالد ابن سعید رض
کو ایک کثیر فوج پر سردار بناکر ملک شام کو بہیجنے کا قصد کیا حضرت علی رض اور حضرت عمر رض مانع آئے اور
کہا کہ ابن سعید رض کو روانہ کرنا اچہا نہین بلکہ خالد ابن ولید رض کو جو آجکل عراق مین روانہ کیا گیا ہے واپس
کرکے مہم شام مین ارسال کیا جائے مگر حضرت ابوبکر رض نے نہ مانا اور خالد ابن سعید رض کو ہی بہیجا جب ابن
سعید رض خاص ملک مین پہونچا تو اون احتیاط کو جو اوسکو ہدایت ہوئی تہین بہول گیا۔ اور رفتہ
رفتہ زیادہ بڑہ جانے مین شکست کہاکر بہاگ نکلا حضرت ابوبکر رض اس بات کو سنکر حضرت عمر رض اور حضرت
علی رض کی رائے کے برخلاف اپنی اس انتخاب پر پچہتائے اور نئی بہرتی کردہ فوج اور روانہ کی اور شام کے
بعض اضلاع مفتوح شدہ کے افسران کو لکہا کہ جبتک خالد ابن ولید رض نہ پہونچے۔ حد سے تجاوز نہ کرین اور
خالد ابن ولید کو تاکید شدید کرکے لکہا کہ عراق کی نصف فوجین مثنیٰ کے تحت مین چہوڑین اور نصف

له حضرت ابوبکر رض [illegible] حضرت عمر رض کو خلافت [illegible]

آغاز بیعت عمر رض

[illegible] حضرت علی رض اور [illegible]

آغاز فتوحات حضرت عمر رض

[illegible] الذین آمنوا [illegible]

[illegible] از خلافت ابی بکر رض اور [illegible] خلافت حضرت عمر رض [illegible]

ہمراہ لیکر شام کی لڑائی کی خبر لیوین مگر جلدی کرین۔ خالد ابن ولید رضہ نے حسب تعمیل نصف فوجین اپنے ہمراہ کرلین اور عراق سے یرموک کو براستہ سخت ریگستان کے روانہ ہوا اور سیدھا راستہ اسلئے چھوڑ دیا کہ شام کے مخالفین کا اندیشہ تہا۔ خشک راستہ اور بے آب ہونیکی وجہ سے ۹ ہزار فوج انتخاب کرلی اور باقی کو کہا کہ پیچھے آہستہ آہستہ چلے آدین۔ چند ماہ کی منزل کو چند ہفتہ مین قطع کیا۔ ادہر ادہر سے شامی لوگ بہی خالد ابن ولید کے منتظر تھے اور آغاز لام سے قریب چار ماہ کے ہوگئے تہے۔ باوجود اسکے ابہی تک فتح و ہزیمت کا کوئی فیصلہ نہین ہوا تہا کہ حضرت خالد ابن ولید پہونچگئے۔ اور مدینہ منورہ سے نئی بہرتی کردہ افواج بہی کثرت سے پہونچگئین۔ اب اہل اسلام کے سینون مین آرام کے آثار ظہور مین آئے۔ کیونکہ اب مسلمانون کے لشکر کی تعداد چہتیس ہزار تک پہونچگئی۔ مگر یونانیون کی فوج بڑہتی بڑہتی دو لاکہہ تک شمار مین آتی تہی۔ خالد ابن ولید رضہ نے پہونچتے ہی یہ دستور جاری کیا کہ فوجونکو چالیس دستون مین منقسم کردیا اور منقسم شدہ فوجونپر دلیر افسرونکو تعینات کیا۔ یہہ انتظام نہایت وقت سے ہوا تہا۔ کیونکہ یونانی بھی آخری فیصلہ کے خیال سے سخت سخت حملہ کرنیکی قصد کر رہے تہے۔ الغرض لڑائی شروع ہوئی۔ اسی اثنا مین خالد ابن ولید رضہ کے پاس مدینہ منورہ سے ایک قاصد پہونچا اور ایک نامہ اپنے پاس سے نکالکر خالد رضہ کے ہاتھ مین دیدیا۔ خالد رضہ نے سرسری طور پر پڑہکر اپنے ترکش مین ڈالدیا اور اوسکا راز کسیکو ہرگز نہ بتایا کیونکہ اوسمین حضرت ابوبکر رضہ کی وفات کا حال لکھا ہوا تہا مگر خالد رضہ نے نہایت دانائی سے ایسے نازک وقت مین لشکر تک اس خبر کو نہ پہونچایا اور قاصد کے ہاتھ ملک کی خیریت کا حال لکھکر مدینہ مین حضرت عمر رضہ کیطرف اوسکو روانہ کردیا۔ اس لڑائی مین اہل اسلام کے تین ہزار آدمی شہید ہوئے۔ اور مخالفین کا تو کچھہ حساب نہ تھا۔ آخر اسلامیونکو فتحمندی حاصل ہوئی۔ اس فتح کی تاریخ ماہ رجب ۱۳ھ مطابق ستمبر ۶۳۴ء تہی۔ **فتح دمشق** ۔ حضرت عمر رضہ نے جب ابا عبیدہ رضہ کو نائب مقرر کیا تو خالد ابن ولید رضہ وغیرہ امرا نے ابا عبیدہ رضہ کے مشورہ سے دمشق کے محاصرہ کی سعی کی۔ والی دمشق نے فوجکشی کا عمدہ سامان کرکے اہل اسلام کے برابر صف کھڑی کردی۔ جدید بھرتی کرنیکے پروانے حضرت عمر رضہ کی جانب سے ابا عبیدہ رضہ وغیرہ امرا کو کثرت سے آئے۔ اثنا محاربہ مین لشکر اسلام نے میدان محاربہ کو نہایت تنگ جانکر اپنی ایڑیون پر بہاگنا شروع کردیا لشکر دمشق نے اس خیال پر کہ عرب کا لشکر بہاگ پڑا ہے۔ اسلامیون کا تعاقب کیا۔ افواج اسلام وسیع میدان مین پہونچکر کھڑی ہوگئین اور ایسی

لڑائی کی کہ دمشقی مغلوب ہو گئے۔ لشکر اسلام خاص قلعہ دمشق مین جاکر داخل ہوا والی دمشق نے قلعہ انطاکیہ مین ہرقل بادشاہ کے پاس عرضی بھیجی اور لکھا کہ اب امداد درکار ہے۔ مگر ہرقل سے جواب باصواب نہ ملنے پر اسلامیون سے مصالحت کا قاصد بھیجا۔ ابا عبیدہ رضہ نے اپنے ماتحتون سے مشورہ لیکر جواب دیا کہ ایک لاکھ دینار زر سُرخ والی دمشق سال تمام مین دیوے۔ اور رعایا دمشق فی مرد چار دینار اور فی عورت دو دینار ادا کرین۔ اگر اس جزیہ کو منظور کرین تو صلح ورنہ بجز بجنگی کفر کے لشکر اسلام واپس نہ ہوگا دمشقیون نے اس صلح کو شکریہ سے قبول کیا۔ کذافی روضۃ الصفا جلد ۲ صفحہ ۴۴۴۔ **ملک فلسطین** جب دمشق مفتوح ہوا تو حضرت امیر المُومنین عمر رضہ نے ابا عبیدہ رضہ وغیرہ امراء کو لکھا کہ دیار فلسطین پر چڑھائی کرین ابا عبیدہ رضہ نے عمرو بن عاص رضہ کو سپاہ کثیر دیکر روانہ کیا کہ اگر مخالفین جزیہ قبول کرین تو صلح کرنا ورنہ ہاتھ بہ غارت دراز کر دینا سرداران فلسطین نے دمشق کی فتح اور عمرو بن عاص کی کمک کو سُنکر رومیون اور ہرقل مذکور سے امداد مانگی۔ ہرقل نے بیس ہزار سوار جنگی بھیجے اور رومیونکی فوجین بھی بعلبک مین جمع ہو گئین۔ عمرو بن عاص رضہ نے ابا عبیدہ رضہ کو اس امر کی خبر دی ابا عبیدہ رضہ نے خالد ابن ولید رضہ کو اور بہت سی فوج دیکر روانہ کیا۔ اور دیگر امراء مثل شرجبیل بن حسنہ اور یزید بن ابی سفیان کو جو قوم نصاریٰ و مرتدان عرب کے سر پر فوجین لیکر حد پر بیٹھے ہوئے تھے لکھا کہ ہر ایک شخص آدھی آدھی فوج ہمراہ لیکر فلسطین کی مہم کو فوراً روانہ ہو جاوے۔ افواج ہر دو جانب جمع ہوئین۔ اور محاربہ صرف ایک ہی یوم ہوا کہ مخالفین بھاگ نکلے اور انطاکیہ وغیرہ سے اور امداد طلب کی۔ خالد رضہ نے ابا عبیدہ کو بذریعہ قاصد خبر دی ابا عبیدہ رضہ نے اپنی جگہ ایک نائب دمشق مین مقرر کیا اور آپ محاربہ کے میدان کیطرف روانہ ہوئے۔ حضرت عمر رضہ نے مدینہ سے ایک اور زبردست فوج ارسال کی۔ ابا عبیدہ کے پہونچنے پر رومیون نے صلح کی بھی تمنا کی۔ چونکہ یہ صلح شرع شریف کے مطابق نہ تھی اسلئے امراء اسلام نے منظور نہ کی اور سخت لڑائی ہوئی مخالفین کے لشکر سے گیارہ ہزار آدمی قتل ہوئے۔ آخر الامر الاسلام یعلو ولا یعلیٰ کے حکم سے بہت عمدہ فتحمندی اسلامیونکو ملی۔ اور غنیمت کا خمس جو مال کثیر تھا۔ ابا عبیدہ رضہ نے حضرت عمر رضہ کی خدمت مین بھیجدیا۔ اور باقی ماندہ مال حسب الحکم شرع لشکر پر تقسیم کر دیا۔ کذافی روضۃ الصفا جلد دوم۔

فی الجملہ حضرت عمر رضہ کی خلافت مین جو ملک فتح ہوئے ہین۔ اونکی تشریح اس مختصر رسالہ مین گنجایش نہین رکھتی۔ اور شیعہ کی معتبر کتاب حد تحقیق مطبوعہ مطبع نحاس جدید لکھنؤ کے صفحہ ۲۷۵ پر لکھا ہے کہ

کہ حضرت امیر عمر رضہ کے وقت مین تمام فارس وشام اور مصر اسکندریہ تک فتح ہوگیا کہ جسکی پیشین گوئی

کتب عہد عتیق مین ہے اور اس لیاقت کے ملاحظہ سے ہمارے نزدیک در اصل شکر گذاری کو بھی دخل ہے تم کلامہ ملخصاً من عینہ اور کتاب مسلمہ فریقین روضۃ الصفا کی جلد دوم مین لکھا ہے کہ حضرت عمر رضہ کے بڑے بڑے فتوحات یہ ہین [1] اردن۔ [2] فلسطین۔ [3] انطاکیہ۔ [4] جاپان۔ [5] دمشق۔ [6] فحل۔ [7] بعلبک [8] قلعہ حمص [9] حلب۔ [10] قزوین۔ [11] واقعہ یرموک۔ [12] ایلیا جو فی الحال بہ بیت المقدس مشہور ہے۔ [13] قیاصرہ [14] مصر [15] اسکندریہ۔ [16] حیرہ۔ [17] مداین جو شاہان اکسرئی اور نوشیروان کا دار السلطنت تھا اور جسکی لڑائی ہین حضرت عمر رضہ کے مبارزان نے کفار کے مشہور امیر الامرائے رستم بن فرخ زاد پہلوان اور جالینوس کو قتل کیا تھا۔ [18] نہاوند۔ [19] دینور۔ [20] اصفہان۔ [21] ری۔ [22] قومس [23] طبرستان۔ [24] اہواز۔ [25] خوزستان جسکا والی ہرمز حضرت عمر رضہ نے قید کرالیا تھا۔ [26] کرمان۔ [27] حدود مکران۔ [28] اصطخر فارس۔ [29] جلولا۔ [30] ہمدان۔ اور اس رسالہ کے صفحہ ۹ پر گذر چکا ہے کہ حضرت عمر رضہ کی خلافت ساڑہے دس برس کے قریب ہی تھی۔ پس معلوم ہوا کہ اس قلیل مدت مین آپنے بڑی بڑی لڑائیون مین تئیس ۳۰ بار فوج کشی کی۔ اور بفضل خدا تعالیٰ اور بفیض جناب رسالتمآب صلعم سب مہمات مین آپکو فتحمندی حاصل ہوئی اور آپکی شہادت اسطرح ہوئی کہ ایکدن جناب کی عالیخدمت مین مغیرہ بن شعبہ رضہ کا ایک غلام جسکا نام فیروز معروف بہ ابو لولو تھا حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میرا مالک مغیرہ مجھسے بہت مبلغات حاصل کرتا ہے جسّے مجھے سخت تکلیف ہوتی ہے اگر جناب کے حکم سے کچھہ تخفیف کردیوے تو آسانی سے مزدوری کرون امیر المومنین عمر رضہ نے پوچھا کہ تو کیا کام کرتا ہے فیروز نے کہا کہ نقاش اور آہنگر ہون حضرت عمر رضہ نے فرمایا کہ باوجود ایسے ہنر اور اتنی آمدنی کے اگر مغیرہ اپنے مالک کو تو اسقدر مال ادا کرتا ہے تو کیا حرج ہے فیروز نمک حرام خاموش تو ہوگیا مگر اوسنے حضرت عمر رضہ کے شہید کرنیکا ارادہ کرلیا۔ کچھہ تھوڑی دیر کی بعد حضرت عمر رضہ نے فرمایا کہ اے فیروز ہمنے سُنا ہے کہ تو بہت ہی عمدہ چکّی بناتا ہے اگر بیت المال کے غلہ کیواسطے مجھو ایک چکّی بنا دیوے تو بہت مزدوری دونگا۔ فیروز نے کہا کہ اچھا صاحب آپکو مین نہایت قیمت دار چکّی بنادونگا جسکا نام مشرق سے مغرب تک لوگ تا قیامت لیتے رہینگے حضرت عمر رضہ نے تمام حاضرین کو فرمادیا کہ اس شخص نے میرے قتل کا ضرور ارادہ کرلیا ہے۔ جب دوسرے دن صبح ہوئی اور حضرت عمر رضہ امامت نماز مین مشغول ہوئے تو فیروز پلید خنجر لیکر محراب کی طرف دوڑا اور حضرت عمر رضہ

حضرت عمر رضہ کی مشہور فتوحات تئیس ۳۰ ہین

ذکر شہادت عمر رضہ اور روضہ رسول مین انکا دفن ہونا۔

کے بدن مبارک پر چھ زخم چلائے جنمین سے تین ضرب تک تو امیر المومنین نماز ادا کرتے رہے پھر بیہوش ہوکر زمین پر گر پڑے۔ پس لوگون نے فیروز کو گرفتار کر لیا اور حضرت عمر رض کو اوٹھا کر گھر مین لائے دو تین ساعت کے بعد جب آپکو ہوش آیا تو آپ وصیتین فرمانے لگے جنمین سے ایک یہہ تھی کہ دو آدمی حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رض کی خدمت مین بھیجی کہ اگر آپکی اجازت ہو تو میری لاش کو روضہ مبارک نبوی م مین دونو صاحبون کے پاس دفن کیا جائے۔ حضرت عائشہ رض نے فرمایا کہ میرا پہلے سے ہی یہہ ارادہ ہے پھر حضرت عمر رض نے فرمایا کہ ای حاضرین جب میرے نماز جنازہ سے فارغ ہوجاؤ تو دوبارہ حضرت عائشہ رض سے اذن حاصل کرنا اگر وہ اجازت دیوین تو روضہ مین دفن کرنا ورنہ زمین بقیع مین میری قبر بنانا۔ خلافت کی وصیت کو فصل سوم مین انشاء اللہ تعالی لکھا جائیگا۔ آپکی وفات ماہ ذی الحج ۲۳ ھ مین ہوئی اِنّا لِلّٰہ واِنّا الیہ راجعون۔ جب حضرت عمر رض کو تختہ پر غسل دینے کے لئے رکھا گیا تو حضرت علی رض نے بہت سے اوصاف حمیدہ آپکے بیان کئے جنمین سے چند اس رسالہ کے صفحہ ۱۳۱ پر مذکور ہوچکے ہین اور غسل دینے کے بعد حضرت عائشہ رض کی اجازت سے آپکی لاش مبارک کو روضہ مبارک نبوی م کے روبرو لائے سب مردمان دروازہ مبارک سے یکطرفہ ہوگئے۔ پس حضرت عائشہ رض نے باواز بلند عرض کیا کہ وا محمداہ وا ابوبکراہ یہہ حضرت عمر رض حامی دین متین آپکا محب بھی آپکے سایہ مبارک مین پناہگزین کیا جاتا ہے یہہ فرماکر حضرت صدیقہ رض نے اپنے گھر مبارک کا دروازہ اپنے ہاتھ سے کھولا۔ اور دفن کرنیکی اجازت فرماکر آپ پس پردہ چلی گئین۔ پاسپر صحابہ رض نے حضرت عمر رض پر نماز جنازہ پڑھکر آپکو روضہ مقدس مین ہم پہلوئے حضرت ابوبکر رض کے دفن کیا۔ سبحان اللہ حقتعالی نے جناب شیخین رض کو کیا عمدہ صحبت سرور م سے مشرف کیا ہی قبل از بعثت بھی حضرت ابوبکر و حضرت عمر رض رسول پاک م کے ہمرفیق رہے۔ اور بعد نزول نبوت بھی آنحضرت م کے دار ارسفار اور غار وغیرہ سب مقامات مین مصاحبت مین مشرف ہوئے۔ پھر بعد از وفات قیامت تک دونون کو جناب م کی مصاحبت نصیب ہوئی اور قیامت مین بھی حضور م کی ہمراہ جنت مین عیش کرینگے۔ خدائے کریم انکی طاعنین کی مٹی خراب کرے۔ آمین +

ف جب حضرت عمر رض کے تجہیز و تکفین سے فارغ ہوئے تو حضرت عبد اللہ بن عمر رض نے فیروز قاتل کو اور ... خنجر سے قتل کیا تھا۔ تاریخ طبری جلد ۵ - ۳۲ صفحہ +

تیسرا فصل حضرت عثمان رض کی بعض حالات خلافت تا وفات کے بیان مین

حضرت عثمان رض کو ذی النورین اسلئے کہا گیا ہے کہ جناب رسالت مآب م کے دو نور یعنی دو دختر نیک اختر

بروایات شیعہ حضرت عثمان رض داماد رسول ہین

اونکے نکاح مین آئین اور یہ دو نو بیٹیان رسول ؐ کی حضرت خدیجۃ الکبریٰ رض کے بطن مبارک سے تہین۔ دیکہو شیعہ کی معتمد علیہ امام محمد بن یعقوب الکلینی اپنی صحیح کتاب اصول کافی مطبوعہ مطبع نولکشور کے باب مولد النبی و وفاتہ مین صفحہ ۲۷۸ پر لکہتے ہین۔ وتزوج خدیجۃ رض وہو ابن بضع وعشرین سنۃ فولد لہ منہا قبل مبعثہ القسم ورقیۃ وزینب وام کلثوم وولد لہ بعد المبعث الطیب والطاہر والفاطمۃ علیہا السلام انتہی من عینہ۔ نیز شیعہ کی معتبر کتاب نخبۃ الاخبار مطبوعہ مطبع عین الفیوض کے صفحہ ۴۳ پر لکہا ہی کہ حضرت ؐ کی بیٹیان زینب انکا نکاح ابو العاص بن ربیع سے ہوا یہ برادر خالہ زاد زینب کا تہا۔ ان سی ایک لڑکی تہی۔ آمامہ نام اوسکے ساتھ حضرت امیر ؑ نے حسب وصیت سیدہ کے عقد کیا اور صاحب اولاد بہی ہوئین اور زینب نے مدینہ مین انتقال کیا۔ دوم رقیہ رض انکا عقد عتبہ بن ابی لہب سے ہوا تہا۔ اوسنے بعناد رسول ؐ طلاق دیدیا۔ پہر مدینہ مین عثمان رض کے عقد مین آئین اور وہ ہین ایام غزوہ بدر مین انتقال فرمایا۔ سوم ام کلثوم رض انکا عقد عتیق بن ابی لہب سے ہوا تہا اوسنے بہی طلاق دیدیا۔ بعد رقیہ رض کے حضرت عثمان کے ساتہہ عقد ہوا اور مدینہ مین ہی انتقال کیا۔ چہارم فاطمہ رض ہین تم کلامہ من عینہ۔ نیز شیعہ کی معتبر کتاب حد تحقیق مطبوعہ مطبع نحاس جدید لکہنو کے صفحہ ۸ مین لکھا ہی کہ شرف دامادی مین حضرت عثمان رض۔ حضرت علی رض کے شریک ہین کیونکہ اونکو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یکے بعد دیگرے دو بیٹیان دی ہین کہ وہ دونون حضرت خدیجۃ الکبریٰ رض کے پیٹ سے تہین۔ انتہی من عینہ۔

آغاز خلافت عثمان رض

اور حضرت عثمان رض کی آغاز خلافت کی کیفیت یہہ ہے کہ جب حضرت عمر رض کو ضرب مذکورہ کے پہونچنے کے بعد نقاہت اور ہلاکت جسمانی نے مونہہ دکھایا تو حضرت عمر رض نے خلافت کے بارہ مین آپکے حق مین وصیت فرمائی۔ دیکہو صحیح بخاری کے جلد ۱ مین اور مسلمہ فریقین یعنی کتاب روضۃ الصفا کے جلد ۲ مین اور تاریخ طبری کے جلد ۵ مین بالفاظ مختلفہ بیک مضمون لکھا ہی کہ حضرت عمر رض نے انتقال کے قریب تمام مومنین کو طلب کر کے فرمایا کہ مین خلافت کا عہدہ چہہ اشخاص کی گردن پر چہوڑ جاتا ہون میری وفات کے بعد آپسمین اتفاق کر کے انمین سے ایک شخص کو خلیفہ مقرر کر لینا اور وہ اشخاص یہ ہین۔ حضرت عثمان۔ حضرت علی۔ حضرت عبد الرحمن۔ حضرت سعد۔ حضرت زبیر۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہم اجمعین۔ اوسوقت ایک مرد محلہ سے کہڑا ہو گیا اور عرض کیا کہ اے امیر المومنین رض آپ اپنی فرزند حضرت عبد اللہ رض کو کیون خلیفہ نہین بنا دیتے۔ اسپر حضرت عمر رض جوش

مین آئے اور فرمایا کہ تیرا یہہ قول لِلّٰہ فی اللہ نہین ہی۔ میرا بیٹا مذکور جسنے اپنی عورت[1] کو طلاق بطریق مسنون نہین دیا۔ مین ایسے شخص کو کیون عہدہ خلافت سپرد کرون۔ حضرت عمر رض اس وصیت کے بعد جب انتقال فرما گئے تو آپکی تدفین سے فراغت پاکر اصحاب کرام مسجد مبارک نبوی صلعم مین جمع ہوئے۔ اور ہر چہہ کبار موصوفین نے تشریف آوری سے مجلس مذکور کو رونق بخشی۔ حضرت عبد الرحمن حضرت سعد حضرت طلحہ حضرت زبیر نے تو بار خلافت کے اوٹھانیسے بالکل انکار کر دیا۔ اور حضرت عثمان رض و حضرت علی رض خاموش رہے۔ جب دونون سے علیحدہ علیحدہ دریافت کیا گیا تو حضرت عثمان رض نے فرمایا کہ مین حضرت علی رض کی خلافت پر راضی ہون کیونکہ وہ داماد رسول پاک صلعم کے ہین اور جناب لخت رسول صلعم حضرت فاطمہ رض کے زوج ہین۔ پہر چند مناقب و محامد حضرت علی رض کے حضرت عثمان رض نے بیان کیے۔ اور جب حضرت علی رض سے پوچہا گیا تو اونہون نے بہی یہی فرمایا کہ مین حضرت عثمان رض کی خلافت پر راضی ہون کیونکہ آپ داماد رسول صلعم ہین اور اونکی دو بیٹیون حضرت رقیہ رض و حضرت ام کلثوم رض کے زوج ہین۔ پہر حضرت علی رض نے چند مناقب و اوصاف حمیدہ حضرت عثمان رض کے یاد فرمائے۔ بعد ازان یہ امر حضرت عبد الرحمن رض کو سپرد کیا گیا اور سب نے اقرار کیا کہ ان دونون مین سے جسکے ہاتہہ پر یہ بیعت کرین تمام لوگ اوسکو منتخب کر لیوین۔ اسپر حضرت عبد الرحمن رض نے دعا مانگی کہ بار خدایا جو شخص تیرے وعدہ کا موعود لہ ہے اور جسکو تو اپنی درگاہ مین منظور کرتا ہے اوسکی طرف ہماری قلوب کو پہیر دے۔ اسکے بعد عبد الرحمن نے فرمایا کہ جب جملہ مومنین نے سب سے پہلے خلیفہ برحق کی بیعت کرنیکا امر میری ذمہ کیا ہے تو مین علی الصباح ان دونون مین سے ایک کی بیعت کرونگا۔ اسپر مجلس برخاست ہوئی اور حضرت عبد الرحمن تمام رات تامل کرتے رہے۔ جمہور صحابہ جب نماز فجر سے فارغ ہوئے تو عبد الرحمن رض بجنب منبر مقدس نبوی صلعم کہڑے ہو گئے اور حمد و ثنا آلہی کے بعد درود مبارک سے زبان کو معطر کیا پہر فرمایا کہ اے لوگو تم سب نے مجھے خلیفہ برحق کی بیعت کرنیکا امر سپرد کیا ہے سو حضرت عثمان و حضرت علی رض کے محامد جو قرآن اور احادیث مین ہین اونکا خیال کر کے تم ہی کچہہ فرماؤ کہ کس کو مقدم کیا جائے۔ اوسوقت دو تین بزرگوارون نے فرمایا کہ حضرت علی احق ہین اور باقی تمام مہاجرین و انصار نے فرمایا کہ حضرت عثمان رض خلافت کے احق ہین۔ فقال عبد الرحمن ارفع یدک یا عثمان فبایعہ فبایع لہ علی فبایع جمیع المہاجرین والانصار۔ الخ۔ یعنی پس حضرت عبد الرحمن رض نے فرمایا کہ یا عثمان رض اپنا ہاتہہ مبارک

حضرت علی رض کا حضرت عثمان رض سے بیعت کرنا

[1] سلہ حضرت عبداللہ بن عمر رض نے اپنی منکوحہ کو حالت حیض میں طلاق دی تہی۔ جناب رسالت مآب صلعم نے فرمایا کہ رجوع کرے پہر اگر چاہے ایام طہر میں طلاق دے کیونکہ یہہ طلاق طریق مسنون کے بخلاف ہے ۱۲ منہ

اُٹھاؤ۔ پہر عبدالرحمن رضؓ نے حضرت عثمان رضؓ کے ہاتھ پر بیعت کی اور اسکے بعد حضرت علی رضؓ نے حضرت عثمان کی بیعت کی۔ پہر جملہ مہاجرین و انصار بیعت مین مشغول ہوئے۔ اب دیکھو کہ اگرچہ اس اُمت مرحومہ کے مُومنین نے باہمی اختلاف بھی کیا ہے پر آخر حقتعالی نے سب کے سینون مین حق کو جاری کیا اور حسب وعدہ صادقہ لیستخلفنہم فی الارض آہ جو اس کتاب کے صفحہ پر گذرا ہے۔ اِسکے موعود لہم مستخلفین کو رتبہ خلافت سے محروم نہ رکھا۔ اب شیعہ بتائین کہ صحابہ رضؓ کا کیا قصور ہے اصحاب ثلثہ رضؓ نے کب خلافت کے بارہ مین تعدی کی ہے۔ افسوس حضرات شیعہ قرآن حمید کو تو چھوڑدین اور اپنے افترا اُنکو عملین لاوین حیف ہے اس مسلمانی پر۔ معترض نے

منہج الانصاف کے صفحہ ۸۰ پر لکھا ہے کہ عثمان نے ولید بن عتبہ کو جو نہایت فاسق تھا کوفہ کا والی بنایا تا کہ اوسنے بحالت مخموری پیش نمازی کی اور لوگونکو نماز فجر چار رکعت پڑہائی الخ۔ جواب اگرچہ حضرت عثمان رضؓ نے ولید کو کوفہ کا والی بنایا تھا۔ مگر اس وجہ سے حضرت عثمان پر کوئی طعن عاید نہین ہو سکتا۔ کیونکہ کتاب مسلمہ فریقین روضة الصفا مطبوعہ مطبع نولکشور کے جلد ۲ مین بصفحہ ۱۹۴ مروی ہے کہ جب حضرت عثمان رضؓ نے ولید مذکور کو ملک کوفہ کا امیر بنایا تو پانچ سال تک تو وہ بہت اچھا رہا اور اسکے بعد اوسنے شراب نوشی شروع کردی۔ اس بات کی خبر جب مدینہ منورہ مین حضرت عثمان رضؓ تک پہونچی تو اونہون نے ولید کو طلب کیا۔ جب وہ مدینہ پہونچا۔ تو امیر المؤمنین حضرت عثمان رضؓ نے حضرت عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب رضؓ کو حکم دیا کہ ولید کو خمر نوشی کی حد مارین۔ اور حد مارنیکے بعد اسکو معزول کردیا اور اوسکی جگہ حضرت سعد بن ابی وقاص کو کوفہ کا والی بنایا۔ اب بتاؤ کہ حضرت عثمان رضؓ کا کیا قصور ہے۔ تاریخ طبری کے جلد چہارم مین لکھا ہے کہ ۲۵ھ مین حضرت عثمان رضؓ کو خبر پہونچی کہ ساکنان علاقہ اسکندریہ نے وعدہ خلافی کی ہے اور خاص اسکندریہ کے نامی گرامی آدمی مرتد ہوگئے ہین۔ اسپر حضرت عثمان رضؓ نے عمرو بن العاص کو عمدہ فوج دیکر روانہ کیا۔ جب عمرو بن العاص با کروفر وہان پہونچے تو ساکنان اسکندریہ مطیع اسلام ہوگئے۔ اسی سال مین قلعہ آذربایگان سے خبر آئی کہ وہان کی باشندے باغی ہوگئی ہین جنہون نے عہد اور پیمان توڑ دیا ہے۔ اور حضرت عمر رضؓ نے جو پانچ ہزار فوج وہان تعینات کی تہی وہ انکے مقابلہ سے عاجز ہے۔ اسپر حضرت عثمان رضؓ نے ولید بن عتبہ کو جو ان دنون مین کوفہ کا والی تھا لکھا کہ معہ افواج کوفہ آذربایگان پر فوراً چڑہائی کرو۔

آغاز فتوحات عثمان رضؓ

اس حکم کے پہونچنے پر جب ولید نے کوچ کرکے آذربائیگان کے حدود مین خیمے لگائے تو مسلمانونکی اگلی فوج بھی
ولید سے مل گئی آذربائیگانی بھی لڑائی کو نکلے خوب قتال ہوا اور بہت آدمی مارے گئے۔ آخر اسلامی لشکر
غالب آیا اور لوٹ کا بہت مال ہاتھہ لگا اور آذربائیگان کی فتح کی خبر معہ خمس غنیمت کے مدینہ کو بھیجی گئی
اسی سال مین بعض اضلاع مفتوحہ حدود پارس سے خبر متوحش پہونچی کہ پارسیون نے دست درازی کا
سامان جمع کرنا شروع کردیا ہے۔ اسپر حضرت عثمان رض نے سلیمان بن ربیعہ کو بڑی فوج پر سردار بناکر
ملک فارس مین بھیجا جہان لشکر اسلام نے عمدہ قتال کیا۔ مخالفین کثرت سے مارے گئے اور باقی ماندہ
بھاگ گئے۔ اس فتح مین اسقدر غنیمت حاصل ہوئی جو تمام عرب سنکر حیران ہوگئے۔ اسی سال ۲۵ ہجری
مین امیر معاویہ رض بن ابی سفیان نے جو حضرت عمر رض کے دوران مین امیر دمشق بنایا گیا تھا۔ اور پھر
حضرت عثمان رض کی خلافت مین بھی اہل دمشق کی درخواست پر عثمان رض نے انکی ولایت کو منظور رکھا تھا
حضرت عثمان رض کیخدمت مین نیاز نامہ لکھا کہ شاہ روم نے حضرت عمر رض کی وفات کی خبر سنکر مرزبان نامی
کو ساٹھہ ہزار مرد جنگی کی فوج دیکر اسلام کے مقابلہ مین روانہ کیا ہے۔ حضرت عثمان رض نے امیر معاویہ رض
کی عرضی پر نئی بھرتی کردہ فوج عمدہ روانہ کی اور والی کوفہ کو بھی لکھا کہ جلد تر افواج روانہ کرین۔ اور
معاویہ رض صاحب بھی چھاونی دمشق سے بڑی فوج لیکر روانہ ہوئے۔ القصہ مابین روم اور شام کے
مقابلہ ہوکر بڑی لڑائی ہوئی اور رومی شکست کھاکر میدان محاربہ سے بھاگ پڑے لشکر اسلام
انکے تعاقب مین خاص روم مین داخل ہوا اور روم کے بڑے بڑے شہرون پر فتوحات حاصل کین۔
غنائم کے حاصل ہونیکا تو کچھہ اندازہ نہین کیا گیا تھا۔ اس فتح کی خبر سنکر حضرت عثمان رض نے
بڑا شکریہ کیا اور بعد از شکریہ بیت اللہ شریف کیطرف روانہ ہوئے اور حج مبارک سے فراغت پاکر مسجد
الحرام کے فراخ کرنیکا ارادہ کیا۔ حضرت عمر رض نے مسجد الحرام کو تنگ دیکھکر جو اوسکے گرداگرد سے زمین
خریدی تھی اور قبل از تعمیر انتقال فرما گئے تھے۔ حضرت عثمان رض نے اوسکی تعمیر کرانیکا بندوبست کیا
اور اس کام مبارک کو چند معززین کے سپرد کرکے آپ مدینہ طیبہ مین تشریف لائے۔ اور ۲۷ھ مین
حضرت عثمان رض نے ملک اندلس اور افریقہ کی فوج کشی کا قصد کیا اور عمرو بن العاص کو جرنیل بناکر انکی
تحت مین افواج معہ سامان و باربرداری کے روانہ حربگاہ کو کیا۔ اس محاربہ مین بھی اہل اسلام نے
کو تکلیف تو بہت اٹھائی مگر خاتمہ اچھا ہوا۔ کفر کو فنا کیا اور باقیماندہ مخالفین کو مسلمان کیا گیا جب

اس لڑائی کے فتح کی خبر معہ خمس غنیمت کے حضرت عثمان رضؓ کو مدینہ مین پہونچی تو حضرت عثمان رضؓ
نے عمرو بن العاص کو پروانہ لکھا کہ آپ افریقہ اور اندلس کے درمیان نصف افواج کی جمعیت رکھکر
باقی نصف افواج عبداللہ بن نافع و عبداللہ بن الھین کو دیکر قسطنطنیہ یعنی استنبول کیطرف روانہ
کردیوین۔ اور دونون کو تاکید شدید کرین کہ جو ہدایات ہوئی تہین اونکو فراموش کرین۔ اس پروانہ
کے دیکہتے ہی عمرو بن العاص نے ہردو عبداللہ کو معہ افواج قسطنطنیہ کیطرف روانہ کیا۔ جنکے جاتی ہی
یہہ شہر عظیم فتح ہوا۔ اسکی تہنیت مدینہ مین اور عمرو کی پاس بہیجی گئی۔ حضرت عثمان رضؓ کے مفتوح شدہ
املاک و قلاع و اضلاع مین سے کئی ایک تو وہ ہین جنپر پہلے بہی فتوحات حاصل ہوئی تہین
پہر اونکے پیمان توڑنے اور باغی ہونیکی جہت سے خلیفہ ثالث رضؓ نے دوبارہ اونپر فوجکشی کی تہی
حضرت عثمان کی بڑی بڑے فتوحات جنکے نام تاریخ طبری کے جلد ۴ مین لکہے ہین۔ بتفصیل ذیل
لکہے جاتے ہین۔ ۱اسکندریہ۔ ۲آذربایگان۔ ۳حدود فارس۔ ۴روم۔ ۵اندلس۔ ۶افریقہ۔ ۷قسطنطنیہ یعنی
استنبول۔ ۸غز و طریق البحر۔ اس لڑائی مین کفار کا پادشاہ قسطنطین بن شاہ ہرقل موجود تہا اور افواج اسلام
کے سپہ سالار منجانب خلیفہ ثالث رضؓ امیر معاویہ رضؓ تھے۔ ۹اصطخر۔ ۱۰مرورود۔ ۱۱طخارستان۔ ۱۲بلخ۔
۱۳نیشاپور۔ ۱۴باقی خراسان۔ ۱۵خوارزم۔ ۱۶ہرات۔ ۱۷غور۔ ۱۸طالقان۔ ۱۹جبل قارن اور روضۃ الصفا کے جلد
دوم مین دو فتوحات اور بہی لکہی ہین۔ ۲۰طوس۔ ۲۱سرخس۔ اور حضرت عثمان رضؓ کی خلافت کی مدت
جسطرح اس کتاب کے صفحہ ۷ پر گذری ہے قریب باران سال کے ہے۔ پس معلوم ہوا کہ اتنی مدت
مین آپنے ۲۱ بار فوجکشی کی تہی۔ واللہ اعلم بالصواب ✦

حضرت عثمان رضؓ کی مشہور ۲۱ فتوحات ہین۔

ذکر مروان بن الحکم و شہادت حضرت عثمان رضؓ

علماء سیر اور مورخین کے درمیان اسمین اختلاف ہے کہ جناب رسول صلعم نے مروان کو مدینہ منورہ
سے نفی کیا تہا یا اوسکے باپ حکم بن ابی العاص کو نفی کیا تہا اور اکمال فی اسماء الرجال کے فصل المیم
مین لکھا ہے کہ مروان کی پیدایش ہجرت سے پیچھے واقعہ ہوئی تہی جس سے ثابت ہوتا ہے کہ طفل
نابالغ کو رسول پاک نے مدینہ سے نہین نکالا تہا بلکہ اوسکے باپ کو نفی کیا تہا معہذا صواعق محرقہ
مطبوعہ مطبع مصری کے صفحہ ۶۹ پر مروی ہے کہ کان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نفا الحکم

الی الطائف وکذالک ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما ثم ردہ العثمان رضی اللہ عنہ الی المدینۃ آلخ ملخصاً
یعنی حضرت رسالت پناہ صلعم نے حکم کو ضلع طائف کیطرف نکالدیا تھا کیونکہ یہ شخص بے ادب اور
سخن چین آدمی تھا۔ پھر حضرت ابوبکر رضہ نے اپنے دوران مین سید علیہ السلام کی طرح معہ عیال کے اوسکو ایک
منزل آگے نکالدیا تھا اور اسیطرح حضرت عمر رضہ نے اپنی خلافت مین اوسکو اور ایک منزل آگے نفی
کیا تھا۔ جب حضرت عثمان رضہ حیادار کی نوبت پہونچی تو اونھون نے اوسکی توبہ کو منظور فرماکر مدینہ
منورہ مین اوسکو داخل کرلیا۔ پس اس وجہ سے حضرت عثمان رضہ کو کوئی طعن عاید نہین ہوسکتا کیونکہ جب
رسول پاک صلعم نے حکم مذکور کو معہ عیال نفی کیا تھا تو اوسنے آن فخر انبیا صلعم کے انتقال تک بالکل توبہ
نہ کی تھی اور اسیطرح حضرت ابوبکر کے عہد مین بھی اوس سے ندامت کے آثار ظہور مین نہ آئے۔ جنھون نے
حکم کو ایک منزل آگے نکالدیا۔ پھر جب حضرت عمر رضہ کا دورہ آیا تو حکم اور اوسکے بیٹے مروان نے اونکے
پاس وکس وکیل بھیجکر التماس کی کہ ہماری استغفار سنکر ہمکو مدینہ مین داخل ہونے دیوین حضرت
عمر رضہ نے حضرت علی اور حضرت عثمان وغیرہ اصحاب کرام رضہ کو اپنے پاس بلاکر سب سے مشورہ لیا
تمام اصحاب نے حکم کی توبہ کو سننے اور اوسکے مدینہ مبارکہ مین داخل ہونے کو پسند نکیا۔ پس حضرت عمر رضہ
نے ایک منزل طائف سے بھی آگے حکم کو نکالنے کا حکمدیا پھر جب حضرت عثمان رضہ کی نوبت پہونچی تو حکم
نے اونکی عالیخدمت مین درخواست کی اور نہایت عجز سے توبہ کرنیکے بعد مدینہ مین داخل ہونیکی
تمنا کی تو حضرت عثمان رضہ نے اونکی درخواست کو نکر نامنظور فرمایا۔ بار سوم حکم نے ایک عرضی
حضرت عثمان رضہ کے پاس بھیجی اور لکھا کہ ابھی توبہ کا در کشادہ ہے جو شخص خلوص اور صدق و
صفائی سے استغفار کرے تو حق تعالی اوسکی توبہ کو سنتا ہے آپ بندہ کی توبہ کو اگر منظور نہین
فرماتے تو قیامت کو مین آپکا دامنگیر ہونگا کذا وکذا۔ **الغرض**۔ جب اس قسم کی عرضی حکم کی حضرت
عثمان رضہ حیادار کے پاس پہونچی تو حضرت عثمان رضہ بیرحمی کرنیسے جھجکے اور آیہ کریمہ و انی لغفار لمن تاب
الی قولہ ثم اہتدی مندرجہ سورۃ طٰہٰ کو زبان درفشان پہ لائے۔ پھر حکم مذکور کی توبہ کو منظور فرماکر
اوسکو مدینہ منورہ مین داخل ہونیکا حکمدیا جسپر حکم بن ابی العاص معہ عیال کے مدینہ مین واپس آیا۔
ایک عرصہ گذرنے پر حکم کے بیٹے مروان کو (جو نہایت خوشنویس۔ اور بہت ہوشیار آدمی تھا) حضرت
عثمان رضہ نے اپنا دبیر بنایا۔ جب تمام امور مین اوسکو دیانتدار پایا تو عرصہ دراز کے بعد اپنے خمس

تظلم مصریان بخدمت عثمان رض

خواصون مین شامل کیا۔ اسکے بعد مروان نہایت زاہد و پارسا بنا اور امور خلافت مین بہت ھی سرگرمی سے عمدہ عمدہ تدابیر دینے لگا حضرت عثمان رض نے اوسکے زہد اور ورع کو دیکھکر اور اُسکو امین جانکر ایک خاصہ وزیر مشیر صاحب تدبیر بنا لیا۔ اور مروان کے سینہ مین حضرت ابوبکر رض اور حضرت عمر فاروق رض کی اولاد کی نسبت جو بغض اور عداوت کا تخم بویا ہوا تھا۔ اوسکو حضرت عثمان رض وغیرہ اصحاب کرام رض نہ پاسکے سا اور اہل بیت رض کے حق مین جو پوشیدہ حسد رکھتا تھا اوسکو بھی حضرت عثمان رض جانچ نہ سکے ؎ چہ دانند مردم کہ در جامہ کیست + نویسندہ داند کہ در نامہ چیست

حضرت عثمان حیادار رض کا کیا ذمہ ہے خود رسول پاک صلعم بھی کئی ایک لوگون فریب پیشہ کی چال بازیون اور اونکی سینہ کی باتون سے واقف نہین ہو سکتے تھے جنکی حال سے حضرت وحی خبر دیتا تھا

فی الجملہ مروان نے بلباس عارفانہ اور بخدمات فریبانہ وزارت کا منصب حاصل کرلیا۔ اور اسکی اس وزارت کو چند سال گذر گئی یہانتک کہ ۳۴ھ کی آغاز مین مصر کے لوگون کی ایک بھاری جماعت مدینہ منورہ مین پہونچی اور بعد نماز جمعہ کے اونہون نے حضرت امیر المؤمنین عثمان رض کے باب عالی مین گذارش کی کہ عبداللہ بن ابی سرح نہایت ظالم آدمی ہے۔ حضور نے اوسکو مصر کا والی بنانیکے وقت جو ہدایات کی تھین۔ ان سب کو اوسنے ترک کردیا ہے۔ اور ہم لوگ اوسکے جور و جفا سے جان بلب ہو رہے ہین۔ حضرت عثمان رض نے اوس جماعت کو تسکین دی اور عبداللہ بن ابی سرح امیر مصر کو سخت حکم لکھا کہ اگر آیندہ مصر کی طرف سے مظلومون کی کوئی شکایت ہوئی تو تمھین معزول کیا جائیگا۔ روضۃ الصفا کے جلد ۲ کے صفحہ ۱۷۴ سے ۱۷۴ تک بعبارت طویل لکھا ہی جسکا

خلاصہ یہہ ہی کہ چون آن قوم مکتوب عثمان با بن ابی سرح رسانید ابن ابی سرح بعضے از ایشان را بقتل و برخی را بضرب وایذا رسانید و ارباب مصر از حرکات ناپسندیدہ ابن سرح متاثر گشتہ طائفہ از عظماء آن دیار مثل علقمہ رض وغیرہ با ہزار نفر روئے بجانب مدینہ نہادند و بعد از قطع منازل بمدینہ رسید پیش عثمان رض تظلم نمودند حضرت عائشہ رض و حضرت علی ع نیز حضرت عثمان رض را فرمودند کہ رؤسائے مصر از ظلم ابن ابی سرح بسیار فریاد میکنند۔ باید کہ عامل مذکور را عزل کنی و بجائے وے محمد بن ابی بکر رض را والی مصر گردانی۔ امیر المؤمنین عثمان رض فریاد مصریانرا قبول نمود و حسب فرمودہ عائشہ و علی رضی اللہ عنہما محمد بن ابی بکر رض را کہ بحلیہ تقوی و دیانت آراستہ بود بامارت مصر مقرر فرمود و منشورے

بروسائے مصر نوشت کہ عبد اللہ بن ابی سرح را معزول گردانیدم و محمد رض بن ابی بکر رض را والی مصر ساختم فاقبلوہ بالامارۃ فانہ رجل صالح حافظ عالم محدث آہ۔ یعنی جب قوم مذکور نے حضرت عثمان رض کا مکتوب مذکور ابن ابی سرح کو پہونچایا تو عامل مذکور نے ناحق بعض اون لوگون کو قتل کرادیا۔ اور کیسی ایک کو سخت ایذا دی کہ میری مذمت حضرت عثمان رض تک کیون پہونچائی ہے۔ علماء مصر مثل علقمہ رض وغیرہ پریشان ہوکر قریب ہزار آدمی کے داد و فریاد کرتے مدینہ مین آئے۔ حضرت عائشہ و حضرت علی رض نے بہی مظلومان مذکور کی طرفداری کی۔ حضرت عثمان رض نے مصریونکی فریاد کو قبول فرمایا۔ اور حسب فرمودہ حضرت علی رض و عائشہ رض کے محمد بن ابی بکر رض کو مصر کا والی بناکر جماعت مذکورہ کے ساتھ اوسکو روانہ کیا۔ اور ایک پروانہ رؤساء مصر کی طرف لکھکر محمد بن ابی بکر رض کے ہاتھہ مین دیدیا۔ جسکا مضمون یہہ تہا کہ عبد اللہ بن ابی سرح عامل مصر کو معزول کردیا گیا ہے اور اوسکی جگہہ حضرت محمد بن ابی بکر رض کو والی کردیا گیا ہے۔ پس تم سب رؤساء و فقراء محمد رض کو قبول کرو کیونکہ یہہ صالح مرد حافظ القرآن عالم بہ فقہ ایک اعلی درجہ کا محدث آدمی ہی۔ جب محمد بن ابی بکر رض قوم مصر کو ہمراہ لیکر روانہ ہوئے اور چند منازل قطع کرکے ایک منزل مین پہونچے تو ایک سوار اونٹ پر دیکھا۔ جو مدینہ منورہ سے چلا آتا ہے اور قافلہ کو منزل پر اوترے ہوئے دیکھکر بادیہ مین گہس گیا ہے۔ اور یون معلوم ہوتا ہے کہ گویا کوئی ملزم اور منحرف شدہ مصر کیطرف چلا جاتا ہے۔ محمد بن ابی بکر رض کے اشارہ پر چند جوانون نے اوسکا تعاقب کیا۔ گرفتار کرنیسے معلوم ہوا کہ مسمی اغور مروان کا غلام ہی۔ محمد بن ابی بکر رض نے فرمایا کہ تو کہان جاتا ہے اوسنے کہا کہ والی مصر کے پاس امیر المؤمنین عثمان رض کا ایک پیغام لیجاتا ہون جسکا اظہار اوسکے سوائے نہین کرسکتا۔ محمد بن ابی بکر رض نے فرمایا کہ والی مصر تو مین ہی ہون کیا پیغام ہے۔ اغور نے کہا کہ عبد اللہ بن ابی سرح کو پیغام دینا ہے۔ محمد رض متحیر ہوئے اور اپنے ماتحتون کو فرمایا کہ معزول شدہ کیطرف کیا پیغام ہی۔ آخر اغور کی تلاشی لیگئی تو اوسکے اسباب سے ایک خط بدستخطی مروان ثبت شدہ مُہر عثمان رض نکلا جسکو محمد رض وغیرہ لوگون نے پڑہا جسکا مضمون یہہ تہا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم من امیر المؤمنین عثمان رض الی عبد اللہ ابن ابی سرح والی المصر اما بعد فانہ قد یجیٔی الیک محمد رض ابی بکر رض و معہ جماعۃ من المفسدین من اہل مصر فاذا وصل الیک محمد فاقتلہ اولاً ثم اضرب عنق فلان و فلان و لاتخف و لاتحزن عن المفسدین ثم اکتب حقیقت ہذا الامر الینا فحسب۔ یعنی حمد و صلوۃ کے بعد امیر المؤمنین عثمان رض

حضرت عثمان رض کا محمد بن ابی بکر رض کو بصورت امارت مصر میں روانہ کرنا اور مروان کا بطریق فساد خفیہ خط لکھنا۔

سے عبداللہ بن ابی سرح والی مصر کو پوشیدہ نہ رہے کہ محمدؓ بن ابا بکر صدیقؓ جسکے ساتھہ ایک جماعت مفسدین کی بھی شامل ہے۔ تمہاری طرف چلا آتا ہے۔ جب تمہارے پاس محمدؓ پہونچے تو جھٹ اوسکو قتل کردو۔ پھر فلان شخص اور فلان کی گردن ماردو۔ اور مت خوف کرو مفسدین سے پھر اس امر کی حقیقت میری طرف لکھو۔ محمد بن ابی بکرؓ نے یہہ خط پڑہکر نہایت افسوس کیا اور باقی حاضرین مصر بھی حسرت سے پشت دست کاٹنے لگے۔ کہ پہلا نامہ دیکھو پھر دوسرا دیکھو۔ اب حضرت عثمان کا خون حلال ہے۔ اس جماعت کے عظماء نے کوفہ اور بصرہ کو اپنے دوستونکی طرف قاصد روانہ کردیئے۔ اور تمام قافلہ جو ایک ہزار آدمی کے قریب تہا۔ مدینہ منورہ کو واپس ہوا۔ محمد بن ابی بکرؓ معہ عظماء مصر حضرت علی مرتضیٰؓ کی خدمت مبارک مین آئے اور طلحہ و زبیرؓ کو بھی طلب کر ایا خط مذکور اونکو دکھایا اونہون نے فرمایا کہ یہ خط حضرت عثمانؓ کی اجازت سے نہین لکھا گیا۔ دستخطی مروان کی ہے یہہ سب شرارت مروان کے ہاتھ سے ہوئی ہے اور حضرت عثمانؓ کی مُہر عرصہ سے اوسکے پاس ہے۔ بغیر دریافت کرنیکے حضرت عثمانؓ سے اکثرونکو تو اطمینان نہوا۔ حضرت علیؓ فوراً حضرت عثمانؓ کے دولتخانہ مین آئے۔ اور خط کی حقیقت اون سے دریافت کی۔ تاریخ طبری کے جلد ۴ کے صفحہ ۵۴ پر سطر ۲۴ مین بدین مضمون لکھا ہے کہ حضرت عثمانؓ نے حضرت علیؓ کو فرمایا کہ باللہ الرحمن الرحیم ما کتبت ہذا المکتوب وما قلت لاحد ان یکتب ولا علم لی بحقیقت ہذا الامر۔ یعنی مجھے حق تعالیٰ کی قسم ہے کہ نہ مینے یہہ نامہ لکھا ہے اور کسی شخص کو اسکے لکھنے کا امر کیا ہے اور مجھے اس کام کی حقیقت کا کچھہ امر معلوم نہین۔ اوسوقت محمدؓ بن مسیلمہ صحابی معروف حضرت علیؓ کے ساتھہ تھا۔ اوسنے کہا کہ حضرت عثمانؓ سچ فرماتے ہین۔ انکو اس نامہ کا کچھہ پتہ نہین۔ یہہ مروان کا فساد ہے حضرت عثمان کا کچھہ ذمہ نہین۔ حضرت علیؓ حضرت عثمانؓ کے دولتخانہ سے باہر تشریف لائے اور اپنے دولتخانہ کو قدم رنجہ فرمایا۔ جہان محمد بن ابا بکرؓ کو چھوڑ گئے تھے جب وہان آئے تو مصر کے لوگونکی ایک جماعت کو جو قریب دو سو کے ہونگے۔ اوسجگہ بیٹھے ہوئے دیکھا اور محمد بن ابی بکرؓ وغیرہ عظماء مصر وہان نہین ہین۔ علی المرتضیٰؑ نے فرمایا کہ محمدؓ اور سب لوگون کو جمع کرو حضرت عثمانؓ کا تو کچھہ قصور نہین ہے اور مروان کے بارہ مین بجز مشورہ اصحاب کرامؓ اور حکم امیر المومنین عثمانؓ کے کچھہ فیصلہ نہین ہوسکتا ہے۔ ایک شخص نے عرض کی کہ یا ابا الحسنؓ محمد بن ابی بکرؓ اور اہل مصر تو مسجد مبارک نبویؐ کے کوچہ سے گذر کر آگے چلے گئے ہین۔ حضرت علیؓ

نے دو آدمی اونکے پیچھے دوڑائے۔ اونہون نے واپس آکر خبر دی کہ محمدؓ وغیرہ نے حضرت عثمانؓ کی دولت سرائے کو محاصرہ کر لیا ہے۔ ایک طرف سے حضور تشریف لائے ہین۔ اور دوسری جانب سے وے لوگ پہونچے ہین۔ روضۃ الصفا کے جلد دوم مین صفحہ ۷۵ سے صفحہ ۷۷ تک بعبارت طویل لکھا ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ اوسوقت حضرت علیؓ نے حضرت امام حسنؑ و حضرت امام حسینؑ کو روانہ کیا کہ فوراً محاصرین کو روکین۔ اگرچہ مارے بھی جائین مگر تاہم کسی کو حضرت عثمانؓ کے گھر مین نہ داخل ہونے دیوین و حضرت زبیرؓ نے اپنے بیٹے عبد اللہ کو روانہ کیا اور حضرت طلحہؓ نے اپنے فرزند محمدؓ کو دوڑایا بس ہر چار موصوفین آئے اور حضرت عثمانؓ کے دروازہ پر کھڑے ہو گئے۔ محمد بن ابابکرؓ وغیرہ اہل مصر نے ہر چند تندی دکھائی مگر امام حسنؓ وغیرہ سے کس نے دروازہ کو نہ چھوڑا بلکہ کہا کہ بغیر مرے یا مارے کسی کو اندر نہ جانے دینگے۔ محاصرین نے جب اون سے زور کرنیکی طاقت نہ سمجھی تو سکونتی مکان کو جھٹ پیچھے سے نقب لگادی اور اس وجہ سے اندر داخل ہو گئے۔ اوسوقت حضرت امیر المؤمنین عثمانؓ تلاوت قرآن شریف مین مشغول تھے کہ یکایک محمد بن ابی بکرؓ نے اونکو داڑہی مبارک سے پکڑ کر اونکے مونھ مبارک پر طپانچہ مارا۔ اور کہا کہ اگر میرا خون حلال تہا تو مدینہ منورہ مین مجھے قتل کر دیا جاتا۔ عامل مصر کیطرف بھیجنا اور وہان میرے قتل کرانیکا نامہ لکھنا کس امر مین داخل ہے۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ اے بیٹا اگر تیرا باپ حضرت ابابکر صدیقؓ زندہ ہوتا تو وہ اس داڑہی کا قدر پہچانتا۔ یہ وہی داڑہی ہے جسسے رسول پاکؐ اور ملائکہ مقربین حیا کرتے ہین۔ اس کلام سے محمد بن ابی بکرؓ کے جسم مین ایسا لرزہ پیدا ہوا کہ وہ حضرت عثمانؓ کو وہین چھوڑکر صحن سے نکل گیا۔ اور باقی اہل مصر کا ہجوم اوسیطرح مکان کے اندر رہا۔ اسپر مروان اور اوسکے ہمراہیون نے مصریون پر تلوار اوٹھائی۔ اس اثنا رمین ایک شخص نے مروان کی گردن پر ضرب چلائی۔ مگر چونکہ اوسکی حیات سے کوئی دن باقی تہا۔ اسلئے زخمی تو سخت ہوا مگر شریان تک تلوار نہ پہونچی تھی کہ مروان کے دو غلامون نے اوسکو اٹھا لیا اور خون کثیر دیکھکر مصریون نے سمجھا کہ مروان مقتول ہو گیا ہے۔ مسمیان قنبرہ اور سودان نے حضرت عثمانؓ کو قتل کر دیا۔ حضرت عثمانؓ کے وجود مبارک سے خون آیت کریمہ فسیکفیکہم اللہ وہو السمیع العلیم۔ پر پڑا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جب سودان نے حضرت عثمانؓ پر تلوار اوٹھائی تو بیوی نائلہ زوجہ عثمانؓ نے دونون ہاتھ حضرت عثمانؓ کے سر پر رکھ لئے۔ تاکہ تلوار کو روکین۔ اور واویلا کیا۔ سودان نے کچھ ترس نہ کیا زوجہ عثمانؓ کے ہاتھ پر تلوار چلادی

بتقدیر الٰہی حضرت عثمانؓ کا قتل ہونا

جیسے بیوی صاحبہ کی ہاتہہ کٹ گئی۔ اسی اثنا رمین حضرت عثمانؓ کے غلام پہونچگئی۔ قنبرہ اور سودان کو اونہون نے قتل کردیا۔ اور علاوہ انکی اور بہی بہت سی جانین اوسی حویلی مین مقتول ہوگئی تہین اتنے مین حضرت علیؓ بہی وہان آن پہونچے اور حضرت امیر المومنین عثمانؓ کا حال مشاہدہ کر کے حضرت حسنؑ اور حسینؑ اپنے فرزندون کو چند طپانچہ مارے کہ تمنی لوگون کو کیون اندر جانے دیا اونہون نے حقیقت نقب کی بیان کر کے اپنی جان بچائی۔ حضرت علیؓ وغیرہ اصحاب کرام نی بہت افسوس کیا اور حضرت عثمان شہید کے قاتلین کی تفتیش فرمائی تو معلوم ہوا کہ قنبرہ اور سودان ہین جو دونون ظالم موقعہ واردات پر ہی سر بریدہ ہوگئی ہین حضرات شیعہ اس واقعہ مین بیان کرتے ہین کہ حضرت علیؓ۔ حضرت عثمانؓ کے قتل کرنے مین خوشی سے لوگونکو ترغیب دیتے تھے معاذ اللہ جال آنکہ شیعہ کے کامل مجتہد مولوی سلطان محمود الطبسی اصفہانی شارح نہج البلاغت اپنی شرح کی جلد اکی جزو ۲ مین لکھتے ہین۔ وقد ثبت فی السیر والاخبار ان علیؑ علیہ السلام کان ینہی النّاس عن قتل عثمان انتہی۔ اور اسیطرح حضرت عایشہ صدیقہؓ سنکر افسوس کرتی تہین جیسا کہ نہج البلاغت کی شرح مذکور کی جزو ۳ مین لکھاہے کہ حضرت عایشہؓ فرماتی تہین۔ ان عثمان رضی اللہ قتل واللہ مظلوماً فاقوال عایشہؓ فیہ معروفۃ معلومۃ وکذا مدحہا وثناءہا علیہ تم کلامہ من عینہ۔ اور مدارج النبوۃ مطبوعہ مطبع نولکشور کے جلد ۲ مین صفحہ ۳۰۰ پر اور مظاہر الحق کے باب مناقب عثمان مین بالفاظ مختلفہ بیک مضمون لکھاہے کہ حضرت عثمانؓ کی شہادت ایام تشریق مین ہوئی۔ ۳۵ھ مین جمعہ مبارک کے روز اور اوسیدن شنبہ کی رات کو بعد از نماز مغرب قبل از نماز عشا جنت البقیع مین دفن کئے گئے۔ حضرت عثمانؓ کی شہادت کی پیشین گوئی جو رسول پاکؐ نے فرمائی تہی بشرح نہج البلاغت متذکرہ بالا کے جزو ۲ مین اسطرحپر لکھی ہی۔ وذکران اصحاب الحدیث یروون عن النبی صلعم انہ قال ستکون فتنۃ واختلاف وان عثمانؓ واصحابہ یومئذ علی الہدیٰ یعنی محدثین نے رسول پاکؐ سے روایت کیاہی کہ فرمایا آنحضرتؐ نے کہ شتاب ہی میری بعد فتنہ اور اختلاف ہوگا اوس فتنہ مین حضرت عثمانؓ اور اونکی اصحاب ہدایت پر ہونگے۔ اگر گنجایش ہوتی تو بہت روایات جو ترک کر دی گئی ہین لکھتا۔ واللہ الہادی۔

چوتہا فصل حضرت علیؓ کے بعض حالات خلافت تا وفات کے بیان مین

روضۃ الصفا کے جلد دوم مین مروی ہی کہ حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد تیسرے یوم اصحاب کرام

[illegible]

بروایت شیعہ بھی حضرت علیؓ۔ حضرت عثمانؓ کی قتل سے منع کرتی تہی

[illegible]

شیعہ کی نزدیک بہی حضرت عثمان رضؓ شہید ہین۔

[illegible]

آغاز بیعت مولا علی ع

اور تابعین نے جو مدینہ شریفہ مین موجود تھے - جناب ولایت مآب حضرت علیؑ کے ہاتھ مبارک پر بیعت کی تہی - اور شیعہ کی اصح الکتاب نہج البلاغت کے جلد اکی جزو ۷ مین بعبارت طویل لکھا ہے جسکا خلاصہ یہ ہے - ومن کلام لہ علیہ السلام لما ارادہ الناس علی البیعۃ دعونی والتمسوا غیری ولعلی اسمعکم لمن ولیتموہ امرکم آلخ ملخصاً یعنی جناب علیؑ کی بعض کلام مین سے ایک کلام ہے کہ جب لوگون نے آپکی بیعت کا ارادہ کیا تو آپنے فرمایا کہ میری بیعت کو چھوڑ و اور کسی دوسری کی التماس کرو البتہ جس کسیکو تم یہ امر سونپ دوگے مین بہی اوسکی پیروی کرونگا - اس عبارت کے ذیل مین مولوی سلطان محمود الشیعی اصفہانی شرح نہج البلاغت مین لکھتے ہین - وہذا الکلام یحملہ اصحابنا علی ظاہرہ ویقولون انہ ع لم یکن منصوصاً علیہ بالامامۃ من جہۃ الرسول صلعم لانہ لو کان منصوصاً علیہ لما جاز ان یقول دعونی والتمسوا غیری آہ اس عبارت کی زیادہ تشریح کی ضرورت نہین منصفین شیعہ خود ہی بنظر انصاف دیکھ لین - اور عینی شرح صحیح بخاری کے جلد ۷ کی صفحہ ۱۵۲ و ۱۵۳ پر بعبارت بسط بسیط منقول ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ جب محمد بن ابی بکرؓ کو مصر کا حاکم بنا کر مصر کیطرف روانہ کیا گیا تہا تو اوسوقت حضرت عایشہؓ وغیرہ امہات المومنین حج کرنیکے لئے مکہ معظمہ کو چلی گئی تہین - انکے بعد حضرت عثمانؓ کی شہادت واقع ہوئی بعد از شہادت عثمانؓ حضرت طلحہ و زبیرؓ عمرہ کرنیکو کعبہ شریفہ مین چلے آئے اور انکی متابعت مین خلق کثیر و جم غفیر مکہ مین آئی - یعلیؓ چھہ سو اونٹ اور مال کثیر ہمراہ لیکر مکہ مین پہونچا - جب مکہ مین حضرت عثمان کے قتل ہونیکی خبر پہونچی تو بعد از ہزار افسوس ساکنان مکہ و قوم حجاج نے آپسمین لوگونکو طلب قصاص عثمانؓ کی ترغیب دی - یعلیؓ نے حضرت عایشہ کے لئے اونٹ اور پردہ دار کجاوہ تیار کیا حضرت عایشہؓ اور طلحہ و زبیرؓ مکہ سے نکلے اور انکے ساتھ واسطے طلب قصاص حضرت عثمانؓ کے تین ہزار جوان نکلے - حضرت عایشہؓ نے حضرت علیؓ کو خط لکھا کہ آپ بصرہ مین ہم سے ملاقات کرین کیونکہ جبتک مفسدین مدینہ مین ہین ہمارا وہان جانا مناسب نہین - سنہ ۳۶ھ کی آغاز مین مولا مرتضیٰؑ مدینہ سے نکلے اور انکے ساتھ بیس ہزار جوان آئے - جب ام المومنین عایشہؓ کا اونٹ بصرہ کے قریب وادی حوءب مین پہنچا تو وہان کے چند سگان کا آواز سنکر حضرت عایشہ نے دریافت فرمایا کہ یہہ کون سا مقام ہے - کہا گیا کہ موضع حوءب ہے - حضرت عایشہ نے فرمایا کہ مجھے جلدی یہان سے واپس کرو - پھر حضرت عایشہؓ روئین - اور فرمایا کہ مینے رسول خدا سے سنا تہا جو ایکدن مجھے فرماتے تہے کہ کیف باحداکن اذا نبحتھا

بطلب خون عثمان رض طلحہ رض و زبیر رض و علی رض کا محاربہ -

کلاب الحوئب۔ صحابہ نے عرض کی کہ یا ام المومنین ہمارا ارادہ فساد کرنیکا نہین ہے۔ ہم صلح طلب اور قصاص عثمان رض کے خواہان ہین۔ آپکے زیر سایہ اور آپکی پناہ مین ہمکو امن ملیگا۔ (کتاب ہدایت الشیعہ کے صفحہ ۳۰ پر لکھا ہے کہ امیر المومنین علی رض بھی قریب بصرہ کے پہونچے۔ اول قعقاع کو عایشہ رض کے پاس بہیجا کہ تم یہان کس مطلب کو آئے ہو۔ حضرت عایشہ اور زبیر و طلحہ رض نے جوابدیا کہ صلح اور استیفاء قصاص عثمان رض کو۔ قعقاع نے کہا کہ یہ تو بعد اتفاق کے ہو سکتا ہے۔ اول صلح سے ملاقات کرو۔ انہون نے کہا بہت خوب قعقاع نے یہ خبر حضرت امیر ع کو دی۔ اسپر آپ خوش ہوئے اور صلح پکی ہوئی تیسرے روز صبح کو ملاقات ٹھہری کہ اوسوقت کوئی مفسدین مین سے موجود نہو۔ یہہ خبر جب مفسدین کو پہونچی تو وہ گہبرائے اور حیران ہوکر اپنے رئیس المفسدین عبداللہ بن سبا کے پاس گئے کہ اب کیا تدبیر کرنی چاہیئے۔ اوسنے کہا کہ تم رات مین اوٹھکر قتال شروع کردو۔ اور مشہور کردو کہ زبیر رض کی طرف سے غدر ہوا ہے۔ مفسدین نے رات کیوقت منجانب لشکر زبیر رض آکر قتال شروع کردیا اور بکثرت جانین قتل کردین۔ صبح کے وقت امیر کو کہا کہ اسطرف سے غدر ہوا ہے۔ اور حضرت زبیر و طلحہ نے جو بیخبر تھے اونہون نے سمجھا کہ حضرت امیر ع کی جانب سے ہی غدر ہوا ہے غرضیکہ حضرت امیر ع اور طلحہ و زبیر رض مفسدین کے فساد مذکور سے دہوکے مین پڑ گئے اور قتال گرم ہوگیا) اس لڑائی مین دس ہزار آدمی کے قریب فریقین کے قتل ہوئے۔ حضرت عایشہ نے ہر طرح جانبین کو قتال سے منع کیا آخر جب وہ باز نہ رہ سکے تو سب سپہ سالارونکو کہہ بہیجا کہ یا ایہا الناس اذکروا یوم الحساب۔ یعنے اے لوگو یاد کرو قیامت کا دن وکانت ام المومنین فی ہودج ارسلت الی علی رض طلبتہ عندہا فاذا جاء ہو عندہا وقال السلام علیک یا اماہ فقالت وعلیک السلام یا بنی الخ۔ اسکے بعد حضرت عایشہ رض زار زار روئین۔ امیر المومنین علی رض نے حضرت عایشہ رض کی برادر حقیقی محمد بن ابی بکر رض کو حضرت عایشہ رض کے ساتھ روانہ کیا۔ اور چالیس مستورات پردہ دار بصرہ سے معہ سامان کے حضرت عایشہ رض کے ہمراہ روانہ کی گئین ام المومنین پھر مکہ معظمہ کو آئین اور ۳۶ھ مین حج کرکے مدینہ منورہ کو قدم رنجہ فرمایا۔ ثم ان علیا رض اقام ببصرۃ ثلثۃ ایام وصلی علی القتلی من الفریقین یعنے حضرت علی ع وہان تین یوم رہے اور ہر دو جانب کے مقتولین پر نماز جنازہ پڑہا وکان فی جملۃ القتلی الطلحۃ والزبیر رضی اللہ عنہما وہما قتلا لعد ما رجعا من القتال لما ذہبا الی علی رض فاخبر ابن وائل بقتلہما لعلی رض فقال بشر وا قاتل الطلحۃ والزبیر بالنار۔ اب حضرت علی المرتضی کا مقتولین فریقین پر نماز پڑہنا صریح مثبت ہے کہ ہر دو فریق کے مقتول شہید تھے

کیونکہ یہ محاربہ بالا جتھاد ہوا تھا اور حضرت عایشہ وطلحہ وزبیر رض کے بارہ مین جو حضرات شیعہ طعن کرتے ہین
اسکا جواب اس کتاب کے صفحہ ۷ پر گذر چکا ہے اب اسکے دوبارہ لکھنے کی ضرورت نہین دیکھو حضرت
امیر المؤمنین علی رض کے شان مین جو آیات نازل ہوئی ہین اور احادیث صحیحہ مین سے جو اونکے مناقب
ثابت ہوتے ہین کسی مؤمن پر مخفی نہین۔ اور حضرت عایشہ صدیقہ رض جو بنص القرآن جملہ مؤمنین کی والدہ
ماجدہ ہین۔ رسول پاک صلعم کے برگزیدہ ہیں جنکی وصف اور مدح و براءت قرآن سے ثابت ہوتی ہے
جیساکہ اس مختصر رسالہ کے صفحہ ۶۹ پر گذر چکا ہے۔ کسی اہل ایمان سے پوشیدہ نہین ہے اسیطرح حضرت
طلحہ وزبیر جو دونو عشرۃ المبشرین مین سے ہین پہر باشارۃ اللہ حضرت امیرؑ انکے قاتلین کو دوزخ کی بشارت
دیوین اور انکی اس محاربہ کا جو ان سے خطاءً واقع ہوا تھا انکی ندامت کشی کی جہت سے۔ کچھ خیال نکرین
حضرات شیعہ بڑے ہی دلیر ہین جو جناب امیرؑ کی اطاعت کا بھی لحاظ نہین کرتے۔ اور تاریخ روضۃ الصفا
کے جلد دوم مین لکھا ہے کہ واقعہ جمل سے فراغت پاکر حضرت امیرؑ نے بصرہ سے کوفہ مین قدم رنجہ فرمایا مہاجرین
وانصار کی بڑی جماعت آپکے ساتھ اور باشندگان عرب بصرہ وغیرہ کی مخلوقات تابعدار تھی ساکنان
کوفہ نے دلی خواہش سے امیرؑ کی تشریف آوری کی مسرت ظاہر کی۔ جسپر امیرؑ نے کوفہ مین عرصہ تک
سکونت پذیر ہونیکا ارادہ فرمایا۔ اور محمد بن ابابکر رض کو مصر کا حکم بنا کر مصر مین بھیجدیا۔ جہان محمد بن ابابکر رض
نے پہونچکر اعیان مصر کو حضرت امیرؑ کا منشور سنایا۔ رؤسائے مصر نے محمد بن ابابکر رض کے ہاتھ پر بیعت کی
اور ایک فرقہ باغیہ اونکی اطاعت سے مختلف ہوگیا۔ جب حضرت امیرؑ نے اونکی کیفیت سے اطلاع پائی تو
محمد رض عامل مصر کو لکھا کہ صلح اور سلوک سے برتاؤ رکھین اسی اثناء مین امیر المؤمنین علی رض کو خبر پہونچی کہ حضرت
بیوی نائلہ زوجہ عثمان بن عفان کے دونوں ہاتھ جو حضرت عثمان کی شہادت کے وقت کاٹے گئے تھے۔
معہ حضرت عثمان رض کے خون آلودہ پیراہن کے دو کس مفسد آدمیوں نے امیر معاویہ رض والی شام کو پہنچادیئے
ہین اور اونہون نے فتنہ وفساد برپا کرنیکی غرض سے بیان کیا ہے کہ قاتلان عثمان رض کو حضرت علی رض نے
اپنے زیر سایہ رکھ لیا ہوا ہے۔ جبتک قصاص عثمان رض نہ لیا جائے۔ تب تک دین مین خلل ہے۔ چنانچہ
بعد نماز جمعہ مسجد مبارک جامع مین دونوں ہاتھ مقطوع مذکور معہ پیراہن عام مسلمین کو دکھائے گئے
ہین جنکی دیکھنے اور حقیقت مذکورہ کے سننے سے امیر معاویہ رض معہ اقوام شامیان بھڑک اوٹھے ہین اور محاربہ
کرنیکو مستعد ہوکر اسباب جنگ مہیا کر رہے ہین۔ الغرض جناب امیر المؤمنین علیؑ نے یہہ سب ماجرا

قعہ جمل کے بعد حضرت
ی رض کا کوفہ مین تشریف لانا

سُنا تو اعیان واشراف کوفہ اور صحابہ کرام مہاجرین وانصار کو جمع کیا۔ پھر منبر پر تشریف لائے۔ اور بعد حمد وصلوۃ کے مفصل سمجھایا کہ حضرت عثمانؓ کی شہادت سے پہلے موسم گرما کے سبب سے اکثر اصحاب کرام ملک شام مین حسب عادت مالوفہ چلے گئے تھے۔ اونکے بعد امیر المؤمنین عثمان شہید ہوگئے جنکی قاتلین اوسی جگہ قتل کردیئے گئے تھے۔ اب معاویہؓ نے اس خیال پر محاربہ کا ارادہ کرلیا ہے کہ قاتلین عثمان ابن ابی طالبؓ کی پناہ مین ہین۔ اور رسول پاکؐ کے اصحاب کرام جو ملک شام کو گئے ہوئے ہین۔ سُنی سُنائی باتون پر اعتماد رکھ بیٹھے ہین۔ چونکہ مسلمانون کے درمیان خونریزی کا عمل مسلمانون کا کام نہین۔ اسلیئے مین امیر معاویہؓ والی شام کو خط وکتابت سے پند ونصیحت دیتا ہون۔ عظماء کرام نے جناب امیرؓ کی اس رائے مستحسن کو پسند کیا۔ اور امیر المؤمنین نے امیر معاویہ کیطرف نامہ لکھا جو روضۃ الصفا وغیرہ کے مندرجہ خطوط کو مدنظر رکھکر شیعہ کی اصح الکتاب نہج البلاغت سے بعینہ لکھتا ہون۔ اب حضرات شیعہ کو بنظر راستی دیکھنا چاہیئے۔ اور وہ نہج البلاغت کی جزو ۲ کے ابواب الکتب کے باب المختار من کتاب امیر المؤمنینؑ مین اسطرح پر لکھا ہے۔

نامہ علیؓ بجانب معاویہؓ مندرجہ نہج البلاغت

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ من امیر المؤمنین علیؓ ابن ابی طالب الی معاویہؓ ابن ابی سفیان اما بعد فان بیعتی لزمتک یا معاویہ وانت بالشام فانہ بایعنی القوم الذین بایعوا ابابکر وعمر وعثمانؓ علی ما بایعوھم علیہ فلم یکن للشاھد ان یختار وللغائب ان یرد وانما الشوری للمھاجرین والانصار فان اجتمعوا علی رجل وسموہ اماما کان ذالک للہ رضی وقد ارسلت جریر بن عبد اللہ وھو من اھل الایمان والھجرۃ فبایع ولاقوۃ الا باللہ والسلام علی من اتبع الھدی۔ یعنی بعد حمد وصلوۃ کے میری بیعت مدینہ مین اے معاویہؓ تجھپر لازم ہوگئی۔ حال آنکہ تو شام مین ہے کیونکہ مجھسے اُن لوگون نے اوس امر پر بیعت کی ہے کہ جنہون نے ابوبکر وعمر وعثمان سے اوس امر پر بیعت کی تھی۔ اب نہ حاضر کو اختیار ہے اور نہ غائب رد کرنیکا مجاز ہے۔ مشورہ مہاجرین وانصار پر منحصر ہے۔ اگر مہاجرین وانصار ایک مرد پر اجتماع کرین اور باتفاق اوسکو امام بنا لیوین تو وہ اللہ تعالی کے نزدیک بھی پسندیدہ ہوتا ہے اور تحقیق مینے تیری طرف جریر بن عبد اللہ کو روانہ کیا ہے۔ یہ شخص ایماندار اہل ہجرۃ مین سے ہے۔ پس اسکے ہاتھ پر میری بیعت کرو لاقوۃ الا باللہ۔ سبحان اللہ جناب امیرؓ نے خلفاء ثلثہ کی امامت کو کیسا مفصل حق بتایا ہے اور اونکے منکرین کو زبون قرار دیا ہے۔ یہہ بھی ارشاد کردیا ہے کہ خلافت بہ شوری مہاجرین وانصار ہوتی ہے اور اجتماع انکا اللہ تعالی کے نزدیک پسندیدہ ہے۔ اب حضرات شیعہ اس نص

امام سے ذرہ روگردانی نہ کرین۔ مولوی سلطان محمود صاحب شیعی اصفہانی شرح نہج البلاغت کی جلد اول کی جزو ۱۴ مین لکھتے ہین کہ جناب امیرؑ کے اس خط کا جواب معاویہؓ نے بدین الفاظ لکھا تھا۔

معاویہؓ کا جواب لکھنا

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ من امیر المومنین معاویۃ ابن ابی سفیان الی علیؓ ابن ابی طالب اما بعد فقد بلغنی کتابک وانی احذرک اللہ من تفریق المسلمین فاتق اللہ من دماء المسلمین وسادات المہاجرین والانصار وان اللہ اصطفی محمداً صلی اللہ علیہ وآلہ رسولاً الی خلقہ ثم جعل خلیفۃ الصدیق ثم الفاروق ثم ذی النورین عثمان ولہ الحقوق علیک من القرابۃ والصہر فقطعت رحمہ وان بیعتک لم تصح واہل الشام لم یدخلوا فی بیعتک مالم یوجدوا قتلۃ عثمان فان کنت صادقاً ارفع الینا قتلۃ عثمانؓ والا فانہ لیس لک ولاصحابک الا السیف وباللہ العظیم لنطلبن قتلۃ عثمان فی الجبال والرمال والبر والبحر حتی نقتلہم اللہ او لیلحقن ارواحنا باللہ ولاقوۃ الا باللہ والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔ یعنی بعد حمد وصلوۃ کے امیر المومنین معاویہ سے علیؑ ابن ابی طالب کو پوشیدہ نہ رہے کہ تیرا خط مجھے پہونچا ہے۔ مین تجھے مسلمانون کے درمیان تفرقہ ڈالنے مین اللہ تعالیٰ کے خوف سے ڈراتا ہون۔ خدا کا خوف کر مسلمانون خصوصاً سادات مہاجرین وانصار کی خونریزی سے۔ اور اللہ تعالیٰ نے حضرت محمدؐ کو تمام انبیاءؑ سے برگزیدہ کیا ہے پھر آنحضرتؐ کے خلیفے ابابکر عمر عثمانؓ بنائے تیرے پر حضرت عثمان کے حقوق من جہت قرابت ومصاہرت بہت ہین اور تونے حضرت عثمان سے قطع رحم کردی ہے اور بیعت تیری نہین صحیح۔ اہل شام تیری بیعت مین نہین داخل ہوئے۔ جبتک قاتلان عثمان کو نہ پاوین اگر تو اپنے قول مین سچا ہے تو قاتلین عثمان ہمارے حوالہ کر ورنہ تیرے ساتھ معہ تیرے اصحاب کے تلوار سے کارروائی ہوگی اور اللہ تعالیٰ کی قسم ہے کہ البتہ طلب کرینگے ہم قاتلین عثمان کو پہاڑون اور ریگستان اور خشکی ودریاؤن مین یہان تک کہ قتل کریگا انکو اللہ تعالیٰ یا ہماری ارواح حق تعالیٰ سے ملجائینگے۔ شیعہ مذکور نے لکھا ہے کہ جناب علیؓ نے معاویہؓ کے اس خط کا جواب مندرجۂ ذیل لکھا

حضرت علیؓ کا دوسرا نامہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ من امیر المؤمنین علیؑ الی معاویۃؓ اما بعد فقد وصل لی کتابک بالجواب لکتابی تذکر فیہ محمداً صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وما انعم اللہ علیہ من الہدیٰ والوحی فالحمد للہ الذی صدقہ الوعد وایدہ بالنصر واظہرہ علی المشرکین واما تحذیرک لی عن دماء المسلمین فلعمری لو کنت الباغی علیک لکان لک ان تحذرنی ولکنی وجدت فی کتابہ المجید فقاتلوا التی تبغی حتی تفئ الی امر اللہ فنظرنا الی الفئتین الباغیۃ فوجدناہا الفئۃ التی انت فیہا لان بیعتی بالمدینۃ وانت بالشام کما لزمتک بیعۃ عثمان بالمدینہ وانت امیر

لعمرؓ علی السّلم وکما لزمت یزیدا خاک بیعۃ عمرؓ بالمدینۃ وہو امیر لابی بکر علی الشام فہکذا الزم بیعتی واما قولک ان بیعتی لم تصح لان اہل الشام لم یدخلوا فیہا فاقول انما ہی بیعۃ واحدۃ تلزم الحاضر والغائب واما ما ذکرت منازل الخلفاء وفضائلہم فنقول نحن وجدنا افضلہم فی دین اللہ ابا بکر العتیق والصدیق ثم عمر الفاروق الذی لا یخاف فی اللہ لومۃ لائم ثم ذی النورین عثمان الذی یستحیی منہ الملئکۃ ولعمری ان مکانہم فی الاسلام لعظیم فرحمہم اللہ وجزاہم احسن ما عملوا واما ما ذکرت من امر عثمان فباللہ العظیم ان اصل القاتلان قد قتلا فی دار عثمان وہما القنبرۃ والسودان واما غیرہما من اہل مصر فانہم تابوا وہو یقبل التوبۃ عن عبادہ فلم ارفعہم الیک ولا الی غیرک ولتعرفنہم عن قلیل یطلبونک ان تطلبہم فی بر ولا بحر ولا سہل ولا جبل ولا قوۃ الا باللہ - یعنی بعد حمد وصلوۃ کے پس تیرا خط بجواب میرے خط کے مجھے موصول ہوا - تونے اوسمین حضرت محمد صلعم کا ذکر کیا ہے - پس تمام صفت اللہ تعالی کے لئے ہے جسنے آنحضرتؐ کو نصرت اپنی دی اور اونکو مشرکین پر غالب کیا ہے اور ڈرانا تیرا مجھکو خونریزی مسلمانون سے - مجھے اپنی عمر کی قسم ہے کہ اگر مین تجھسے باغی ہوتا تب تو ڈرانے اور پند دینے کا مستحق ہوتا - ولیکن مینے قرآن مجید مین دیکھا ہے کہ فقاتلوا التی تبغی الآیۃ - یعنی پس قتال کرو تم اوس فرقہ سے جو باغی ہو جائے یہانتک کہ رجوع کرے طرف امر اللہ تعالی کی پس بنظر امعان دیکھا ہمنے کہ کون ہے فریقین مین سے فرقہ باغیہ پہر جانچا ہمنے وہ فرقہ ہے جسمین تو ہے - کیونکہ میری بیعت مدینہ شریفہ مین ہوئی اور تو شام مین تہا - جیسا تجھے حضرت عثمان کی بیعت لازم ہوئی تہی حال آنکہ تو اوسوقت ملک شام مین حضرت عمرؓ کی طرفسے امیر تھا - اور جیسے تیرے برادر حقیقی یزید کو حضرت عمر کی بیعت مدینہ مین لازم ہوئی تہی حال آنکہ وہ منجانب حضرت ابوبکر شام مین امیر تہا - اب اسیطرح میری بیعت بہی تجہپر لازم ہے اور میری بیعت کی نسبت تو لکھتا ہے کہ نہین صحیح کیونکہ شامی اوسمین داخل نہین ہوئے - پس مین کہتا ہون کہ یہ بیعت ایک ہی رتبہ ہے جو حاضر اور غائب ہر ایک کو لازم ہے - اور تو مجھے مراتب وفضائل خلفاء کی یاد دلاتا ہے - ہمنے دین کے جاری کرنے مین جملہ خلفاء سے افضل حضرت ابا بکر عتیق وصدیق کو پایا ہے - پہر حضرت عمر ہین جو جاری کرنے احکام دین مین کسی ملامت کنندہ کی ملامت سے نہین ڈرتے تھے - پہر حضرت عثمانؓ ذی النورین ہین جنسے ملائکہ مقربین بہی حیا کرتے تہے مجھے اپنی عمر کی قسم ہے کہ اسلام مین خلفاء مذکورین کا بڑا رتبہ ہے - اونکو

اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو اور اچھی اجر اونکو ملے آمین - اور حضرت عثمانؓ کے بارہ مین یاد دلاتا ہون پس
خدا کی قسم ہی کہ اصل قاتلین عثمان تو دار عثمانؓ مین ہی قتل کیئے گئے تھے اور وہ دونو قنبرہ و سودان ہین
اور ماسوا انکے مصریون مین سے یعنے محاصرین وغیرہ پس انہون نے توبہ کی ہے اور اللہ تعالیٰ قبول کرتا ہے
اپنے بندون کی توبہ کو - پس مینے جائز نہین دیکھا اونکو تیرے یا غیر تیرے کے حوالے کرنا - اور انشاء اللہ تعالیٰ
پہچان لیگا - تو اونکو تہوڑی مدت مین - وہ خود ہی تجھے ڈھونڈھ لیوینگے اور جنگل و دریا اور پہاڑون
مین تجھے ڈھونڈھنے کی تکلیف نہ دیوینگے ولاقوۃ الا باللہ - اب اس خط مین جناب امیرؑ کی زبان دُر فشان
اور آپکی قلم مبارک سے خلفاء ثلثہ علیہم الرضوان کی مدح اور اونکی فضائل جو کچھہ ثابت ہوتے ہین اونکی
تفصیل کی تو کچھہ حاجت نہین - اور باقی خطوط عمداً عدم گنجایش سے ترک کر دیئے جاتے ہین - بعد
رسل و رسائل اور خط و کتابت کے حضرت امیرؑ نے جریر بن عبداللہ کو مکرر شام مین روانہ کیا اور فرمایا
کہ امیر معاویہؓ وغیرہ اصحاب کرام کو جو شام مین موجود ہین آیات و احادیث اور مواعظت حسنے کے رو سے
راستی پر آنیکی ترغیب دیوین اور قنبرہ و سودان قاتلان عثمانؓ کے واصل بجہنم ہونیکا حال بکرر شامیون
کو بتادین اور اون لوگون کی نسبت جنہون نے حضرت عثمان کا محاصرہ کیا تہا - یہہ تجویز ہو سکتی ہے
کہ پہلے امیر معاویہؓ وغیرہ تمام اسلامیون کو لازم ہی کہ وہ علی امیر المؤمنین کی بیعت قبول کرین اور اونکے
مطیع ہو کر پھر حضرت عثمان کے ورثاء دعوئ قتل عثمان کرین اور حضرت امیر المؤمنینؑ کے پاس
موافق شرع شریف شہادت پیش کرین ورنہ بغیر مدعی کے - توبہ کنندون اور کلمہ شہادۃ ادا کرنے
والونکو امیرؑ نہین پکڑ سکتے - پس جریرؓ حسب ارشاد حضرت علیؑ برابر چار ماہ شام مین رہا اور ہر طرح
سے ترغیب دی مگر کچھہ اثر نہوا - روضۃ الصفا کے جلد دوم مین صفحہ ۵۰۱ سے ۵۲۲ تک بعبارت
بسط لبیط منقول ہے - خلاصہ اوسکا یہہ ہے کہ اس اثناء مین جناب امیر المؤمنین علیؑ نے ربیع بن
خثیمؓ کو ایک فوج پر سپہ سالار بنا کر ملک قزوین کے کفار کے مقابلہ مین روانہ کیا اور آپ حضرت
ابو مسعودؓ انصاری کو - کوفہ مین اپنا نائب مقرر فرما کر امیر شام کے مقابلہ مین معہ لشکر کے کوفہ سے نکلے

مولا علیؓ اور امیر معاویہؓ کا محاربہ جنگل صفین مین -

اور تمام فوجون کے جمع ہونیکے لئے موضع نخیلہ مین چند یوم جمعیت فرمائی - حضرت عبداللہ بن عباسؓ
والی بصرہ بھی اپنی فوج ہمراہ لیکر وہان پہونچگئے - اسوقت حضرت علیؓ کے لشکر کی تعداد نوے ہزار
تک شمار کی جاتی تہی جنمین ۸۰ کس اصحاب بدر تہی جنہون نے جنگل حدیبیہ مین تحت الشجرۃ کی

شرافت بھی حاصل کی ہوتی تھی - حضرت علیؑ موضع نخیلہ سے کوچ کرکے قصبہ رقہ کے قریب
پہونچے اور باشندگان رقہ کو متابعت اور انقیاد کا پیغام بھیجا۔ وہان کے ساکنین چونکہ امیر شام
کی رعایا تھے۔ اسلئے اونہون نے امیر برحق کی بیعت سے انکار کیا۔ اسپر ایک فوج رقہ مین بھیجی گئی
جسکی تہدید شدید دیکھکر وہان کے لوگ فوراً مطیع ہوگئے۔ اور امیر معہ افواج کے رقہ مین داخل ہوئے اور
دریائے فرات پر پل باندہنا شروع کردیا۔ اور بذریعہ پل کے افواج اور سامان جنگ پار اوتارے گئے
جب حضرت معاویہؓ کو عبور لشکر مذکور کی خبر پہونچی تو اعیان وارکان شام کو جمع کرکے سب کو کوچ کا حکم دیا
امیر معاویہؓ ستر ہزار فوج کے ہمراہ کوچ کرکے زمین صفین مین جو شام اور عراق کے مابین جنگل ہے اور
بڑا وسیع میدان ہے پہونچگئے۔ دوسری طرف حضرت علیؑ بھی رونق افروز ہوگئے اور ہر دو جانبین کے
درمیان محاربہ شروع ہوا۔ جوانان کوہ شکن پہلوانان شیر افگن بجدال و قتال مشغول ہوئے۔ اس
لڑائی مین اگر سچ پوچھو تو مقتولین کا اندازہ نہین کیا گیا۔ برابر گیارہ مہینے تک فریقین کا باہم مقابلہ
رہا حضرت خواجہ اویسؓ قرنی ولی اللہ تابعی شہیرؓ بمقابلہ لشکر شام حضرت علیؑ کے مبارزین مین
شہید ہوگئے۔ اسیطرح عظماء صحابہ و تابعین سے خلق کثیر و جم غفیر نے شربت شہادت نوش کیا۔
دلاوران ہر دو سپاہ قتال سے عاجز آئے اوسوقت امیر معاویہؓ نے امیر المومنین علیؑ کی خدمت اقدس
مین صلح کی غرض سے نامہ لکہا مگر مولا علیؑ نے نامہ مذکور کیطرف کچھہ توجہ نہ فرمائی۔ اسپر یزید بن ہانی
وغیرہ امیر کے سپہ سالارون نے جناب امیرؑ کو صلح کیطرف ترغیب دی اور عرض کی کہ کثرت مقتولین کے
سبب سے باقیماندہ لشکر اب قتال سے عاجز ہے۔ الغرض حضرت علیؓ نے بھی صلح منظور کی اور صلحنامہ
منجانب فریقین لکھا گیا۔ امیر معاویہ کو حاکم شام مقرر کیا گیا۔ مولانا علیؑ بعد از صلح کوفہ مین تشریف
لائے اور معاویہؓ شام مین واپس گئے۔ قصہ حکمین اور واقعہ دومۃ الجندل بخوف طوالت ترک کردیئے گئے
ہین اب پوشیدہ نہ رہے کہ حضرات شیعہ واقعہ مذکورہ سے امیر معاویہ پر معاذ اللہ تبرا اور لعنت اقہ
بھیجتے ہین۔ کوئی ایک شیعہ تو معاویہؓ کو کافر تصور کرتے ہین اور کوئی باغی قرار دیتے ہین۔ حال آنکہ
حق تعالیٰ پارہ حم مین فرماتا ہے۔ وان طائفتان من المومنین اقتتلوا فاصلحوا بینہما فان بغت
احدیہما علی الاخری فقاتلوا التی تبغی حتی تفیٔ الی امر اللہ فان فاءت فاصلحوا بینہما بالعدل الآیۃ
اب اس آیت سے صریح ثابت ہے کہ ہر دو طائفہ مومنین مخلصین تھے۔ گو اگر معاویہؓ کو بزعم شیعہ

باغی کہا جائے تو پھر حضرت علیؓ کا قتال چھوڑ کر اونسے صلح کرنا اونکے اسلام کو ثابت کرتا ہے۔ اس جگہ
یہہ نیاز مند علماء شیعہ سے ملتمس ہے کہ کیا معاویہؓ کی بغاوت چھوڑنے پر حضرت امیرؑ نے اس سے قتال ترک
کیا تھا یا بصورت باغی ہونیکے محاربہ سے دست کشی کی تھی۔ بصورت اول معاویہؓ پر طعن اور لعن کرنا
ایمان اپنا برباد کرنا ہے اور بصورت ثانی جناب امیرؑ معاذ اللہ بزعم شیعہ فاسق ٹھہرتے ہین کیونکہ آیت
مذکورہ کے درمیانی فقرہ فقاتلوا التی تبغی حتی تفئی الی امر اللہ کے حکم سے فرقہ باغیہ کے ساتھ اوسوقت
تک قتال کرنا چاہیئے کہ جسوقت تک فرقہ مذکورہ مطیع اسلام ہو جائے۔ یہان شیعہ کے پاکیزہ عقیدہ
مین حضرت علی کا معاویہؓ سے بلا چھوڑنے بغاوت کے محاربہ چھوڑ دینا اس آیت سے صریح مخالف ہوتا ہے
فافہم۔ اہل سنت کے نزدیک تو واقعہ صفین کے فریقین مین سے حق بجانب مولانا علی تھا۔ مگر ہم کہتے
ہین کہ گروہ معاویہؓ جو مخطی بالاجتہاد تھے اور کسی دنیائی غرض سے حضرت علیؓ کے مقابلہ مین نہین آئے
تھے بلکہ بطلب خون عثمانؓ اونہون نے مقاتلہ کیا تھا۔ اونکو نشانہ طعن بنانا سراسر حماقت ہے۔ اگر
معاویہؓ حضرت علی کے ساتھ کسی بغض اور عداوت سے جدال کرتے تو ضرور مولا علیؓ کی اولاد کو بھی بچشم
عداوت دیکھتے اور بوقت وفات خود حضرت امام حسینؑ کے حق پہچاننے کی نسبت یزید پلید کو وصیت
نکرتے حالانکہ شیعہ کی معتبر کتاب زبدة المصائب مطبوعہ مطبع نولکشور کی مجلس سی و ششم مین بصفحہ
۲۲۶ مروی ہے کہ معاویہ نے اپنی موت کے قریب یزید کو کہا کہ واما الحسینؑ فقد عرفت حظہ من رسول اللہ
صلی اللہ علیہ و آلہ وہو من لحم رسول اللہ صلعم و دمہ۔ یعنے لیکن امام حسینؑ پس تو جانتا ہے کہ
کیسی قرابت ہے اونکو رسول خداؐ سے اور گوشت اور خون اونکا گوشت اور خون رسول خداؐ ہے اور یہ بھی
مین جانتا ہون کہ ضرور اہل عراق اپنی طرف اونکو بلائینگے۔ پھر اونکو ضایع کرینگے پس اگر تونے اونکو پایا تو
ضرور اونکی قدر و منزلت کیجیو۔ اور حق رسول خداؐ کو ضایع و برباد نہ کیجیو۔ و ایاک ان تناله بسوء او یری
منک مکروہا اور خبردار جو تونے کسیطرح کی اونکی ساتھ برائی کی یا کوئی تیری جانب سے امر مکروہ پیش آیا
افسوس ہے کہ معاویہ کی وصیت پر یزید نے عمل نہ کیا اور درپئے ہلاکت امام حسینؑ ہوا انتہی عبارتہ من عینہ
یہان زیادہ اس مسئلہ کو چھیڑنیکی گنجایش نہین۔ حضرات شیعہ کی خدمت مین کافی گذارش کیگئی ہے۔

محاربہ علیؓ با خوارج

روضة الصفا کے جلد دوم مین صفحہ ۵۲۶ سے ۵۳۰ تک بعبارت طویل لکھا ہے خلاصہ اوسکا یہہ ہے کہ
۳۹ھ کے اختتام مین حمزہ بن یسار و یزید بن حصین و عبد اللہ بن وہب و غیرہم جناب امیر المومنین

عملیٰ کے انقیاد سے خارج ہوگئی۔ اور اپنی اپنی اقوام کو جمع کرکے سنانے لگے کہ علی المرتضی معاویہؓ کے ساتھ صلح کرنے اور اوسکو ملک شام سونپ دینے کی سبب سے معاذ اللہ کافر ہوگیا ہے۔ استغفر اللہ اب علی کی بیعت سے ہم لوگ باز آوین اور اپنا علیحدہ امام مقررہ کرین اس خیال پر پانچہزار کے قریب خوارج علیہم اللعنۃ جمع ہوگئے۔ اور عبد اللہ بن وہب کو امام بناکر اوسکے ہاتھہ پر بیعت کی۔ پہر ملک کے بعد ملک نہروان مین جو عراق کے پاس ہے۔ جمعیت و سکونت اختیار کرلی رفتہ رفتہ تہوڑی مدت مین ہی خوارج کی ایک بڑی فوج جمع ہوگئی۔ مولا مرتضیٰؑ کیخدمت مین جب یہ خبر پہونچی تو حضور ممدوح نے اون اشقیا کو نامہ بہیجا اور اونکو ہدایت کی طرف ترغیب دی۔ خوارج نے جواب مین لکھا کہ آپ بسبب صلح واقعہ صفین اور عہد حکمین کے اسلام سے خارج ہوگئے ہین۔ اسلئے ہم کافر کے ہاتھ پر بیعت نہین کرتے۔ البتہ تلوار سے مقابلہ کرینگے۔ خارجیون کا خط دیکھکر امیرؑ نے نہروان مین فوجکشی کا ارادہ فرمایا۔ عبد اللہ بن عباس عامل بصرہ امیر المومنین علیؑ کے پروانہ پہونچنے پر سات ہزار جوان کی فوج لیکر شامل لشکر ہوگئے۔ جب امیرؑ کوفہ سے نکلے تب آپکے لشکر کی تعداد اسّی ہزار آدمی کی تہی۔ نہروان مین پہونچکر ایک فرسنگ کے فاصلہ پر خوارج سے نازل ہوئے۔ پہر ہر طرح خوارج کو اسلام کی طرف بطریق وعظ و نصیحت بلایا گیا پر قوم مذکور لعنت اللہ علیہم نے نہ مانا۔ آخر لڑائی شروع ہوئی۔ خارجیونکے جنگ مین امیرؑ ذو الفقار اٹھاکر پہلے ہی میدان مین تشریف لائے۔ جنکی ذو الفقار سے ہزارہا خارجی واصل بجہنم ہوئے۔ اس لڑائی مین چار ہزار خارجی مُردار ہوا اور امیر المومنین علیؑ کے لشکر سے صرف نو جوان شہید ہوئے۔ باقی ماندہ خوارج بہاگ کر کچہہ تو ملک یمن مین پہونچے اور کچہہ عمّان مین مقیم ہوگئے۔ زمانہ موجودہ کے خوارج انہین کی

شہادت مولا علیؑ بکوفہ

اولاد مین سے ہین۔ حضرت علیؑ بعد از فتح معرکہ کے کوفہ مین رونق افروز ہوئے۔ امیر المومنین علیؑ کی شہادت کا ذکر جیسا کہ تاریخ طبری کے جلد چہارم مین اور روضۃ الصفا کے جلد دوم او وغیرہ کتب سیر مین لکھا ہی۔ بطور خلاصہ اسطرح پر ہے کہ عبد الرحمن بن ملجم متوطن موضع مصر علیہ اللعنت جو نامی پہلوان اور دلیر آدمی تہا ۴۰ھ مین کوفہ مین وارد ہوا اور مسمات قطامہ دختر نجبہ خارجی کو (جو نہایت حسین عورت تھی) اتفاقاً اوسنے دیکہا۔ اور فوراً اوسپر مفتون ہوگیا۔ جب موقع پاکر اوس سے نکاح کی تمنا کی تو مسمات مذکورہ نے کہا کہ جو شخص میرا مہر اول ادا کریگا۔ مین اوس سے عقد کرونگی۔ ابن ملجم نے پوچہا کہ تیرا مہر کیا چیز ہے قطامہ نے کہا کہ ایک کنیزک۔ ایک غلام۔ تین سو درہم اور حضرت علیؓ ابن ابی طالب

کا سر ابن ملجم نے کہا کہ حضرت علیؓ کے سر کی شرط کس امر مین داخل ہے۔ قطامہ نے کہا کہ محاربہ نہروان مین میرے دو برادر حقیقی اور ایک چچا حضرت علیؓ کی ذو الفقار سے مارے گئے ہین۔ جبتک تو حضرت علیؓ کا سر کاٹ کر میرے پاس نہ لائیگا مین تجھہ سے عقد نکرونگی۔ ابن ملجم ملعون نے مولا مرتضیٰؑ کے مارنے کا ارادہ کرلیا۔ اور شب جمعہ ۱۸ رمضان۔ بقول بعض ۲۹ رمضان ۴۰ھ مین ابن ملجم مسجد مبارک مین پوشیدہ بیٹھ گیا۔ سحر کیوقت جب جناب امیر المومنین علیؓ عبادت کرنیکے لئے مسجد مین تشریف لائے اور وضو فرماکر نماز تہجد شروع کی۔ اور سجدہ مین گئے تو ابن ملجم لعین نے امیر المومنین کے پہلو مبارک مین تلوار آب زہر دادہ ماری اور دوسری ضرب فوراً سر مبارک پر چلائی۔ شیر خدا نے نعرہ مارا۔ آپکے نعرہ (اللہ اکبر) کا آواز سنکر کوفہ کے لوگ مسجد کیطرف دوڑے۔ اور ابن ملجم کو گرفتار کرلیا۔ حضرت امیر المومنین حسنؓ و نور العین حسینؓ بھی پہونچگئے اور آپکو سخت زخمی دیکھکر دولتخانہ مین اوٹھا کر لیگئے۔ حضرت امام حسنؓ نے ابن ملجم کی نسبت دریافت کیا جسپر مولانا ممدوح نے فرمایا کہ بالفعل اسکو قید کردو۔ جب مین دنیاء فانی سے انتقال کرون تو اسکو قتل کر دینا۔ تین یوم امیرؑ زندہ رہے اور بوقت وفات وصیت فرمائی کہ مجھے رات مین خفیہ دفن کرنا اور میری قبر کا نشان ظاہر نہ کرنا کیونکہ اکثر خوارج میرے دشمن ہین مبادا میری قبر سے کسی قسم کی شرارت کرین۔ حضرت امام حسنؓ و جناب حسینؓ نے حسب فرمودہ جناب کو رات ہی مین غسل دیکر معہ چند معززین خواص آنحضرات بابرکات پر نماز جنازہ ادا کی۔ پہر آپکو سرائے سلطانی مین دفن کیا۔ جیسا کہ تاریخ طبری کے جلد ۳ مین لکھا ہے۔ والعہدۃ علی الراوی۔ اِنّا للہ واِنّا الیہ راجعون۔ اور حضرت مولا علیؓ کی خلافت چار برس نو ماہ رہی۔

پانچوان فصل حضرت سید حسنؓ کی بعض حالات خلافت تا وفات کے بیان مین

تاریخ طبری کے جلد چہارم وغیرہ کتب تواریخ مین لکھا ہے کہ رمضان ۴۰ھ مین جب مولا علی نے شربت شہادت نوش فرمایا اور حضرت امام حسن و جناب حسینؓ آپکے نماز جنازہ اور تدفین سے فارغ ہوئے تب تمام دہان کوفہ و قرب و جوار اور عراق کے رؤساء وغیرہ حضرت امام حسنؓ کی عالی خدمت مین بیعت کرنیکے واسطے آئے۔ اور سب سے پہلے حضرت قیسؓ بن سعدؓ بن عبادہؓ انصاری نے بیعت کی اور تہوڑے ہی دنون مین چالیس ہزار آدمی بیعت سے مشرف ہوگئے۔ اسیطرح ہر روز بیعت کرنیوالونکی تعداد

بڑہتی گئی۔ ۱ ۴ ھ کے آغاز مین جناب امیر المؤمنین حسن رض نے ارادہ کیا کہ اس خلافت کو حضرت معاویہ رض کے سپرد کردین اور خود امیر معاویہ رض کے ہاتھ پر بیعت کرین۔ ہر چند اہل عراق کے چند اراکین نے حضرت امام حسن رض کو اس ارادہ سے منع کیا مگر امام حسن رض نے کسیکا کہنا نہ مانا اور امیر معاویہ رض کے نام نامہ لکھا کہ آپ اصحاب کبار مین سے ہین۔ مین چاہتا ہون کہ بشرائط ذیل خلافت کا امر آپکے سپرد کردون اور آپکے ہاتھ پر بیعت کرون (۱) مین معہ عیال و اقارب کے مدینہ منوّرہ مین مقیم رہونگا (۲) فی الحال جو کچھہ بیت المال عراق و کوفہ مین مال موجود ہے وہ سب میری حوالہ کردیا جاوے تاکہ مین اپنے اقربا پر صرف کرون کیونکہ وہ بحالت تنگدستی اور لوگون سے زیادہ استحقاق رکھتے ہین (۳) موضع داراب علاقہ فارس کی آمدنی سال بسال مجھے اور میرے اقربا کیلئے مخصوص کردیجاوے۔ حضرت معاویہ رض نے شرائط مذکورہ کو منظور کیا اور خود شام سے روانہ ہوکر عراق کی حدود مین نازل ہوئے۔ وہان سے عبد الرحمن بن سمرہ رض کو حضرت امام حسن رض کی خدمت مین بہیجا اور حضرت حسن رض نے اوسکے ہاتھہ پر امیر معاویہ رض کی بیعت کی اسکے بعد امام ممدوح منبر پر تشریف لائے اور حمد و صلوۃ کے بعد تمام مسلمین کو فرمایا کہ تمنے سب کی بیعت سے ہاتھہ اوٹھالیا ہے اور آج حضرت معاویہ رض کی بیعت اختیار کرکے امر خلافت امیر المؤمنین معاویہ رض کو سونپ دیا ہے۔ آپ اتنا فرماکر منبر سے نیچے اُتر آئے۔ اور حضرت امام حسین رض کو بیعت معاویہ رض کیطرف اشارہ کیا۔ آپنے پہلے تو بیعت کرنیسے عذر کیا مگر دوبارہ حضرت امام حسن رض کے فرمانیسے امام حسین نے بھی امیر معاویہ رض کی بیعت کی پہر حضرت حسن ع نے امیر معاویہ رض کے پاس قدم رنجہ فرمایا اور بالمشافہ اونکے ہاتھہ پر بیعت کی۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رض والی بصرہ بھی سنکر معاویہ رض کے پاس چلے آئے اور اونکے ہاتھہ پر بیعت کی۔ تمام عراق حضرت معاویہ رض کو اسوقت اور اسکے بعد امیر المؤمنین کہنے لگے۔ اور اجماع امت امیر معاویہ رض کی بیعت مین داخل ہوا۔ اور حضرت امام حسن ع معہ اہلبیت خود براہ قادسیہ مدینہ منوّرہ مین تشریف لائے۔ اور یزید لعین کی بدباطنی سے وہین داخل بجنّت الفردوس ہوئے جنکے انتقال کا قصہ جہان مین اظہر من الشمس ہے حاجت بیان کی نہین۔ انتہی من الطبری وغیرہ بقدر الحاجت۔ اب شیعہ بتائین کہ حضرت امام حسن رض نے جو امیر معاویہ کو خلافت نیابت رسول سونپدی تہی اور دونون شہزادون نے امیر معاویہ کے ہاتہہ پر بیعت کی تو ہ کیا۔ معاویہ رض کو مؤمن جانکر یا کافر معاذ اللہ۔ اگر آپ کہین کہ معاویہ کو مومن جانکر بیعت کی تہی تو اسحالت مین حضرت معاویہ پر لعن و طعن کرنا گویا اپنا ایمان کہونا ہے۔ اور اگر آپ کہین کہ امیر معاویہ کو نعوذ باللہ کافر جانکر شہزادون نے بیعت کی تہی تو

حسنینؑ پر بزعم شیعہ گناہ کبیرہ لازم آئیگا استغفر اللہ۔ اگر آپ عذر تقیہ پیش کرین تو یہ بہی ایک بالکل چرپوچ خیال ہے کیونکہ حضرت امام حسن کو اسکی کچھہ حاجت نہین تھی۔ اور آپکے ساتھ فوج کثیر جمع ہوگئی تہی اور آپکو اپنی موت کا حال بہی معلوم ہوگا پہر تقیہ واہیہ کی آڑ پر چلکر امور دینیہ کو ایک کافر کے ہاتھ مین سپرد کرنا کس امر مین داخل ہے۔ اس موقع پر شیعہ نے آیات مرقومہ ذیل کا بڑی جوش سے تمسک کیا ہے۔ جیسے الا ان تتقوا منہم تقٰۃ جو سورۃ آل عمران مین ہے اور الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان مندرجہ سورۃ النحل۔ پس قزلباشون کی فرقہ مذکورہ نے ان آیات سے آئمہ معصومینؑ پر تقیہ کی تہمت لگادی حالانکہ تقیہ کا حکم اول زمانہ اسلام مین تہا مگر وہ بہی چندماہ تک رہا۔ پہر منسوخ ہوگیا۔ چنانچہ اوسکے نسخ مین بہت سی آیات قرآن حمید مین موجود ہین منجملہ اونکے ایک آیت مندرجہ سورۃ النسآء قالوا الم تکن ارض اللہ واسعۃ فتھا جروا فیھا ہے جو اس رسالہ کے صفحہ ۶۵ پر گذر چکی ہے علاوہ اسکے کسی شیعہ پر مخفی نہین کہ رسول پاکؐ نے قریش سے کسقدر تکلیفین اوٹھائین اور مکہ معظمہ سے ہجرت کرکے جلاوطن ہوگئے پر تقیہ نہ کیا۔ اسیطرح حضرت امام حسین علیہ السلام کا حال دیکہو کہ جان ومال تک دیدیئے مگر تقیہ کی آڑ پر نہ چلے۔ اب ہم جملہ دلائل سے درگذر کرکے صرف شیعہ کے جید محدث مولوی محمد بن یعقوب الکلینی کی ایک روایت پر اکتفا کرتے ہین جو انہون نے اپنی صحیح کتاب فروع کافی مطبوعہ مطبع نولکشور کے جلد ۲ کی جزو اول مین بصفحہ ۲۹ اپنی اسناد سے لکہی ہے کہ حضرت علیؓ نے جو آخری خطبہ پڑہا اوسمین یہ عبارت ہے فان آخر ما تکلم بہ بنیکم ان قال اوصیکم لا تخافوا فی اللہ لومۃ لائم یکفیکم اللہ من اذاکم والبغی علیکم قولوا للناس حسنا کما امرکم اللہ عزوجل ولا تترکوا الامر بالمعروف والنہی عن المنکر آہ ملخصاً ومختصراً من عینہ۔ اب صریح عبارت کی بندہ کیا تشریح کرے مگر نہایت تعجب کی بات ہے کہ آئمہ پاکؑ اور لوگونکو تو امر معروف کی بیان کرنے۔ اور امور دینیہ کے جاری کرنے مین موذیون اور باغیون سے خوف نہ کرنے بلکہ حق سبحانہ سے خوف کرنیکی حدیثین سنائین۔ اور آپ حق کہنے کیوقت بزعم فاسد شیعہ خاص کنج خانہ مین چہپ ہین واہ جی واہ۔ یہ تو ایک عجیب ہی تقیہ ہے کہ بخیال کاسد معاذ اللہ امام حسنؑ بہی اپنے باپ حیدر کرار غیر فرار کی مثل بزدل شمار کیئے گئے۔ حیف برین مسلمانی۔ واللہ ہو الہادی۔

دسوان باب فرقجات باطلہ مبتدعین ومضلین کی بیان مین

پارہ اُتل ما اُوحی کی سورۃ روم مین اللہ فرماتا ہے ولا تکونوا من المشرکین من الذین فرقوا دینہم وکانوا شیعا

یعنی نہ ہوجاؤ اون مشرکون سی جنہون نے برباد کیا ہی دین اپنا اور ہوگئی ہین شیعہ شیعہ یعنی فرقہ فرقہ کتاب خلاصۃ التفاسیر کے جلد سوم مین لکہا ہے کہ فرقوا سے مراد وہ تفریق کامل ہے جو اصولاً و فروعاً و اسماً و رسماً جدا ہو جیسے یہود ۔ نصاریٰ ۔ اور مسلمانون مین سے اہل ضلال مثل روافض و خوارج اس تفرقے مین داخل ہین ۔ اور حق تعالی پارہ آٹہوین مین فرماتا ہے وان ہذا صراطی مستقیما فاتبعوہ ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیلہ ۔ تفسیر کبیر کے جلد چہارم مین اور تفسیر مدارک کے جلد اول مین بالفاظ مختلفہ بیک مضمون اس آیت کی تفسیر مین لکہا ہی ۔ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خط خطوطاً مستویاً ثم قال ہذا سبیل الرشد و صراط اللہ فاتبعوہ ثم خط علی جانبیہ ستۃ خطوط صغار ثم قال ہذہ السبل علی کل سبیل منہا شیطان یدعو الیہ فاجتنبوہ وتلا ہذہ الآیۃ ان ہذا صراطی مستقیماً آہ یعنی حضرت عبد اللہ رض بن عباس رض سے مروی ہی کہ سید عالم نے ایک بڑی لکیر سیدہی کہینچی پہر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت اور نیکی کا یہی راہ ہے تم سب مومنین اسکی پیروی کرو اور اسی پر چلو ۔ پہر اوس بڑی لکیر کی جانب مین چہہ چہوٹی چہوٹی لکیرین کہینچین

اس طرح پر



پہر فرمایا رسول پاک صلعم نے کہ یہ چہوٹی لکیرین جو بڑی لکیر کی جانب مین ہین سب پراگندہ راستے ہین ہر ایک راستہ پر انمین سی شیطان ہی ۔ جو تمہین اوس راستہ کیطرف بلاتا ہی ۔ تم اُس سے بہت پرہیز کرو ۔ پہر آنحضرت صلعم نے یہ آیت پڑہی ۔ ان ہذا صراطی مستقیما الخ ۔ وزاد صاحب المدارک حیث قال ثم یصیر کل واحد من ستۃ طرق اثنا عشر طریقاً فیکون اثنین و سبعین فرقۃ یعنی پہر بعد از وفات آن سرور کائنات کی کچہہ عرصہ گذرنے پر ۔ چہہ چہوٹی لکیرون کی ہر ایک لکیر مین سے ۔ باران باران طریقے ایجاد ہوئے پس کل بہتر فرقے ہوئے ۔ اب بہ تحقیق حسب ارشاد حضور صلعم اور آیات مرقومہ بالا کے ۔ راہ اسلام اور ہر چہہ پراگندہ راستون کا نقشہ کہینچکر ۔ فرقجات مبتدعین و مضلین کے نام معہ اونکے عقائد کے ایک نقشہ مین نہایت اختصار سے لکہتا ہی تاکہ سب چہوٹون بڑون مومنین کو اسکے دیکہنے سے واقفیت حاصل ہو جائے ۔ رسول علیہ الصلوۃ والسلام کے خطوط مذکور کا نقشہ یہ ہی :-

رسول صلعم کا بصورت خطوط یعنی لکیرون کے راہ اسلام اور راہ ہائے متفرقہ کی خبر دینا

نقشہ مشمولہ مذکرہ جماعت المسلمین و جمیع فرقجات مبتدعہ

اب ہر ایک صاحب ہمدرد اسلام کو چاہیئے کہ اس نقشہ کو غور سے دیکھے۔ اور ان محدثات کے دیکھنے کے بعد پراگندہ عقیدہ والون سے بہت پرہیز کرے۔ جناب رسالت مآبؐ کے تمام اصحابؓ واہلبیتؓ کی محبت زیادہ رکھے۔ اور اُن بزرگوارون کے طاعنین کو جہان دیکھے گوشمالی واجبی دیکر اونکی صحبت سے اپنے آپکو بچائے۔ کیونکہ طریق مستقیم وہی ہے کہ جسپر سیدالانبیاء اور آپکے اصحاب کرام ہین جیساکہ مشکوۃ شریف کے باب الاعتصام مین مسطور ہے کہ رسولخداؐ نے فرمایا ہے۔ افترقت الیہود والنصاری علی ثنتین وسبعین فرقۃ کلہا فی الہاویۃ الا واحدۃ وتفترق امتی علی ثلث وسبعین فرقۃ کلہا فی الہاویۃ الا واحدۃ قالوا من ہی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال ما انا علیہ واصحابی انتہی ملخصاً من ہمینہ فافہم ہذا ما ظہر لی واللہ الہادی۔ بتفضل ہادی مطلق رسالہ منبع الانصاف کی تردید تمام ہوئی اور باب بعون الملک الوہاب رسالہ موقظ کی تردید شروع کی گئی ہے۔

گیارھوان باب ذلت تعزیہ سازی وماتم داری وبکاء کی بیان مین

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ حامداً ومصلیاً ومسلماً۔ سائل رسالہ موقظ کے صفحہ ۳ سے صفحہ ۷ تک تعزیہ داری کے دلائل بعبارت طویل لکھتا ہے۔ خلاصہ اونکا یہ ہے کہ فتاوی عالمگیریہ وغیرہ مین لکھا ہے کہ ایک شخص جناب رسولؐ کی خدمتمین حاضر ہوا۔ اور عرض کی کہ مینے قسم کھائی ہے کہ مین جنت کی چوکھٹ اور پیشانی حورعین پر بوسہ دون حال آنکہ یہ امر ممکن نہین اسکا عوض ارشاد کیجیے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اسکے عوض مین اپنے مان باپ کے قدمون پر بوسہ دے اگر تیرے والدین فوت ہو گئے ہین تو اونکی قبرون پر بوسہ دے اُسنے عرض کی کہ میرے والدین فوت ہو گئے ہین اور انکی قبرین بھی معلوم نہین ہین حضرتؐ نے فرمایا کہ دو خط بصورت قبر کھینچ اور اونہین والدین کی قبرین تصور کرکے بوسہ دے۔ پھر لکھتا ہے کہ عایشہ صاحبہ فرماتی ہین کہ مین گڑیان بناکر اپنی ہمجولیون سے کھیلا کرتی تھی اور آنحضرتؐ بھی میری ہمجولیونکو میرے ساتھ کھیلنے کا اشارہ فرماتے تھے۔ پھر لکھتا ہے کہ جبرئیلؑ عایشہؓ کی صورت ایک سبز حریر مین لپیٹ کے رسولؐ کے پاس لائے اور کہا کہ دنیا وقیامت مین یہ آپکی زوجہ ہین۔ پھر لکھتا ہے کہ دلائل الخیرات وغیرہ مین تصویر روضہ منورہ اور منبر شریف وقبر مبارک رسولؐ وقبور شیخینؓ وصورت مکہ وکوہ صفا ومروہ لکھی ہین پس دیکھو اہل سنت کی نزدیک نقل قبور اور عایشہؓ کا گڑیان بنانا وغیرہ جملہ امور جائز ہوئے

آغاز دلایل شیعہ بجواز تعزیہ داری اور انکا جواب الزامی

اور بنانا نقل روضہ و تربت شریف جناب امام حسین ع جنکو تعزیہ و ضریح کہتے ہین جائز نہ ہوا یہہ کونسا انصاف ہی انتہی بلخصاً (جواب) اول آنکہ موضوع حدیث کی نسبت جو آپنے فتاوی عالمگیریہ وغیرہ کتب اہل سنت کیطرف کی ہی یہ محض آپکی بہتان بندی اور معتادی بکواس ہے اگر آپ عالمگیریہ سے اس مصنوعی حدیث کو دکھا دیوین تو جو کچہہ آپ چاہین بندہ سے نذرانہ لیوین۔ قرآن مین حق تعالی نے جہوٹون پر لعنت بہیجی ہے۔ لعنت اللہ علی الکاذبین۔ شاید آپنے نہین پڑہا ہوگا۔ دوم حضرت عایشہ صدیقہ رض کے گڑیون سے بحالت صغرسنی کہیلنے کو آپ تعزیہ کے جواز کی دلیل پکڑتے ہین سبحان اللہ آپ تو بڑی عاقل ہین۔ آپ یہ بہی نہین سوچتے کہ جن بزرگون کا آپ تعزیہ بنالتے ہین پہر اوس سے عموماً مُردونکی طرح برتاو کرتے ہین حالانکہ قرآن مجید پارہ دوم مین اونکے حق مین یہ فرماتا ہے۔ ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات۔ اور پارہ چہارم مین فرماتا ہے۔ ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا الآیۃ۔ سوان آیات کی دلیل سے حضرت سید الشہدا کربلا معلی زندہ ہین اور آپکا تعزیہ کی جہت سے اونکو مردہ بنانا اور سب رسوم مُردہ کے اوسپر مہیا کرنا بعید از دیانت داری ہی۔ سوم جبریل ع کا پارچہ حریر مین حضرت عایشہ رض کی صورت دیکہانا۔ تعزیہ و ضریح کا اوسمین کونسا ثبوت ہی۔ اسکا جواب اس کتاب کے صفحہ ۱۲ کے حاشیہ سے ملسکتا ہے۔ علاوہ اسکے صحیح بخاری مین لکہا ہے کہ رسول پاک کو وہ صورت خواب مین دکھائی گئی تہی مگر شیعہ کی چشم کور کیا جانے۔ سو جبریل ع کا منجانب خالق صورت لانا تو امر خیر مین داخل ہے اور شیعون کا تعزیہ بنانا سراسر بدعت محرمہ اور شر و فساد ہے۔ دیکہو مستورات کا وہان کسقدر اجتماع ہوتا ہے۔ عورتین و مرد سر برہنہ وہان کثرت سے جمع ہوتے ہین۔ عشاق ایک دوسرے کو کرشمہ فتنہ سے دیکھتے ہین اور اوباش جہان کے جمع ہوکر بڑے مزے سے دیدار پاتے ہین کوچہ بکوچہ تعزیہ پہرایا جاتا ہے۔ ایک عجیب رونق بنتی ہے (واہ پیارے تیرے کرتوت) پہر ان امور قبیحہ کے ثابت کرنے مین حضرت جبریل ع اور محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے افعال مبارک سند بنائے گئے جزاک اللہ شر الجزاء۔ چہارم۔ بعض کتب اہل سنت مین شبیہ روضہ نبوی و مکہ و مدینہ و نعلین وغیرہ جو لکہی ہوئی ہین انکا لکہنا اہل سنت کی نزدیک کوئی فرض و واجب سنت مستحب نہین ہی اور نہ اس شبیہ کی تعظیم مثل اصل کے ہے یعنے کسی قسم کا انکے لکہنے یا ترک کرنے مین ثواب نہین ہے اور نہ عذاب ہے۔ نہ اہل سنت اسپر زیارت کی پڑہنے کا کام کرتے ہین اور نہ فاتحہ خوانی ایسی شبیہ پر ہوتی ہے۔ اور اہل تشیع معاذ اللہ تعزیہ کو اصل قبر مبارک جانکر گور پرستی ہر گز

باندھتے ہین اور اپنی حاجات کیلئے دعائین وغیرہ تمام امور اصل گور کے اوسپر بجالاتے ہین۔ اب ہم جملہ دلائل سے قطع نظر کرکے اسبارہ مین صرف ایک فاضل شیعہ کے قول ناطق پر اکتفا کرتے ہین۔ دیکھو شیعہ کا فاضل اجل مولوی عمار علی تفسیر عمدۃ البیان مطبوعہ مطبع یوسفی دہلوی کے جلد اہین بصفحہ ۹۸ ذیل آیت ولنبلونکم بشئی من الخوف والجوع الآیۃ لکھتا ہے کہ یہ آیت حضرت امام حسینؑ کے حق مین نازل ہوئی ہے کیونکہ جوکچھہ اس آیت مین ہے وہ اونکے ہی حال پر صادق آتا ہے اور رونا اونکی مصیبت پر ثواب عظیم رکھتا ہے۔ لیکن اکثر آدمی محرم مین بدعتین کرکے اپنے ثواب کو ضایع کرتے ہین باجے بجاتے ہین اور بجواتے ہین اور مرثیون مین جہوٹی روایتین اپنی طرف سے ایجاد کرکے داخل کرتے ہین اور غلو اور تفویض کی روایتون کو مجلسون مین بیان کرکے لوگون کے ایمان کو فاسد کرتے ہین اور جو راگ کہ شرع مین ممنوع ہین اسمین مرثیون کو پڑہتے ہین اور عورتین بلند آواز سے مرثیونکو پڑہتی ہین۔ اور نامحرم اونکے آوازے سنتے ہین ان امور سے مؤمنین کو اجتناب ضرور چاہیئے۔ اور تعزیون پر محتاج آدمی اپنی احتیاج کی عرضیان باندہتے ہین اور کاغذکی روٹی کترکر باندہتے ہین کہ اگر میری آسودگی اور فراغت ہوگی تو مین چاندی کی روٹی گھڑواکر تعزیہ پر چڑہاؤنگا اور بے اولاد آدمی کاغذ کا لڑکا کترکر تعزیہ پر باندہتے ہین کہ اگر ہمارے ہان بیٹا پیدا ہوگا تو ہم چاندی کا لڑکا گھڑواکر تعزیہ پر چڑہائینگے۔ اول تو یہ کہ یہ تصویرین انسانی ہین اور تصویر کے بنانے سے اجتناب لازم ہے اور سوائے اسکے حاجت کا طلب کرنا پروردگار سے چاہیئے کہ وہ قاضی الحاجات ہے نہ غیر اسکا اور بعضے جہلا جو تعزیہ کو سجدہ کرتے ہین یہ طریقہ کفار اور مشرکین کا ہے اور تعزیہ و عَلم پر زیارت کا پڑہنا نچاہیئے البتہ اگر کربلائے معلی کیطرف مونہہ کرکے حضرت امام حسینؑ کے روضہ کی نیت سے زیارت پڑہے تو مضائقہ نہین ہے۔ الخ تم الکلام من عمدۃ البیان من عینہ۔ اب اس عبارت کی کیا تفصیل کیجائے عاقل کو تو اسکے صرف دیکھنے سے ہی عبرت حاصل ہوسکتی ہے۔ پہر سائل نے رسالہ موعظ کے صفحہ ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ پر بعبارت طویل لکھا ہے خلاصہ جسکا یہ ہے کہ جتنے انبیاء گذرے ہین سب بوقت نزول بلا گریہ و بکا کرتے تھے چنانچہ کتاب انیس الذاکرین مین لکھا ہے کہ حضرت آدمؑ فراق حضرت حواؑ مین اور حضرت یوسفؑ زندان مین رات دن روتے تھے۔ اور جناب فاطمہ علیہا السلام رسول خداؐ کی وفات مین رات دن روتی رہتی تہین۔ اور حضرت امام زین العابدینؑ حسین صابر مظلوم کے غم مین چالیس برس تک روتے رہے۔ پہر لکھا ہے کہ تفاسیر اہل سنت مین ذیل آیت فما بکت علیہم السماء والارض لکھا ہے کہ جب امام حسینؑ شہید ہوئے

دلائل شیعہ بجواز گریہ و بکا، اور انکا جواب الزامی

تو آسمان رویا اور رونا آسمان کا سُرخی شفق ہی آہ ملخصاً (**جواب**) یہ سائل کتنا بڑا متعصب آدمی ہے جو اپنے مطلب کے واسطے تمام انبیاءؑ صابرین کو خواہ نخواہ بے صابر قرار دیتا ہے۔ حالانکہ آدم صفی اللہ حضرت حوا کے فراق مین نہین روتے تہی بلکہ اوس سہو اور خطا کو جو اون سے واقع ہوا تہا۔ اور اوسکے سبب سے اونکو توبیخ قادر مطلق ہوئی تہی یاد کرکر روتے تھے۔ اور حضرت یوسفؑ زندان مین ہرگز نہین روتے تھے کیونکہ اونہون نے قیدخانہ اپنی خواہش سے چاہا تہا چنانچہ سورۃ یوسف مین خود حق تعالی فرماتا ہی۔ قال رب السجن احب الی مما یدعوننی الآیۃ۔ اور جناب فاطمہؑ کی نسبت جو سائل لکھتا ہے کہ رات دن روتی رہتی تہین چنانچہ مردمان محلہ اونکی جزع و فزع سے تنگ آگئے تھے۔ سو یہ محض سائل کی بدنسقی ہی البتہ اس امر کو ہم مانتے ہین کہ بروز وفات آن سرور کائنات حضرت سیدہؑ اور آپکے اصحاب کرام سخت روئے تہی جیسا کہ آٹھوین باب کے دوسرے فصل مین گذر چکا ہے مگر اوس دن اونکا رونا کوئی اختیاری امر نہین تہا بلکہ آنحضرتؐ کا یکایک اونسے غائب ہوجانا گویا اونپر حشر برپا ہوگیا تہا۔ پہر اسکے بعد حضرت فاطمہؓ روئین اور نہ جزع و فزع کیا کیونکہ وہ ہماری طرح ہرگز بے صابرہ نہین تہین جو معاذ اللہ رسول پاکؐ کی تاکیدی وصیت پر عمل نہ کرتین۔ دیکہو شیعہ کی معتبر کتاب انارۃ البصائر مطبوعہ مطبع نولکشور کے جلد ۲ مین بصفحہ ۲۹۵ لکہا ہی کہ بسند معتبر جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے قریب وفات اپنی جناب سیدہؑ کو فرمایا کہ اے فاطمہؓ جب مین اس عالم سے انتقال کرون تو اپنے موںھ کو میرے لیئے زخمی نہ کرنا اور اپنے بالون کو پریشان نہ کرنا اور واویلا نہ کہنا اور میرے اوپر نوحہ نہ کرنا اور نوحہ کرنیوالون کو نہ بلانا جیسا عرب مین رسم تہا انتہی عبارتہ من عینہ۔ اب اس سے ثابت ہی کہ جناب فاطمہؓ صاحبہ نے بروز وفات نبیؐ کے محض بیقراری کی حالت مین کچہہ گریہ و زاری کی تہی ورنہ حسب تحریر سائل حضرت سیدۃ النساؓ نص مذکور کے برخلاف عمل کرنے مین صریح گنہ گار ٹہیرتی ہین۔ استغفر اللہ اور سائل کی یہ کتنی کجروی ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور صحابہؓ و فاطمہؓ کے فعل تو بزعم فاسد خود سند مین لاتا ہے اور سید الانبیاءؐ کے قول مبارک کو پس پشت ڈالتا ہے۔ بہلا وہ یہ تو بتائے کہ جس فعل سے جناب سید عالمؐ منع فرماوین اور سیدہؓ سے وہ امر صادر ہوجائے تو کیا یہہ حضرت فاطمہؓ صاحبہ کا سہو شمار کیا جائیگا یا معاذ اللہ رسولؐ کا قول مبارک لغو ٹہرایا جائیگا ذرہ اسکا جواب دلیوے۔ پہر اوسی کتاب انارۃ البصائر کے جلد دوم مین بصفحہ ۲۹۷ لکہا ہے کہ جناب سید الشہداء امام حسینؑ نے کربلا مے

معلیٰ مین اپنی ہمشیرہ صاحبہ حضرت زینب علیہا السلام کو فرمایا کہ اے بہین جو میرا حق تمپر ہے اوسی کی
قسم مین تمکو دیتا ہون اسلئے کہ میری مصیبت مفارقت پر صبر کرو پس جب مین مارا جاؤن تو ہرگز منھہ
اپنا نہ پیٹنا اور بال اپنے نہ نوچنا اور گریبان چاک نہ کرنا کہ تم فاطمہ زہرا کی بیٹی ہو جیسا اونہون نے پیغمبر خدا
کی مصیبت مین صبر فرمایا تہا اوسیطرح تم میری مصیبت مین صبر کرنا آلخ من عینہ۔ اب امام الشہدا علیہ الرضوان
کی زبان سے حضرت فاطمہؓ کا صبر اور اونکی ہمشیرہؓ صاحبہ کا شکر ثابت ہو گیا۔ اور حضرت امام حسینؑ کی
مصیبت کے روز آسمان کا رونا جیسا کہ تفسیر حسینی مین ذیل آیت فما بکت علیہم السماء آہ لکہا ہے۔ اسے
تمسک کر کے رونیکو ثابت کرنا بھی شیعہ کی مطلق نادانی ہے کیونکہ حقتعالی قرآن شریف مین مومنین کو
اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول کا حکم دیتا ہے۔ یعنی فرماتا ہے کہ اللہ اور رسولؐ کی اطاعت کرو نہ یہ کہ اطیعوا السماء
یعنے تم آسمان کی اطاعت بھی بجالاؤ الٰہی توبہ۔ اور یہ معلوم ہے کہ رسولؐ کی اطاعت۔ عین اللہ کی اطاعت
ہے جیسا کہ پارہ پنجم مین ہی ومن یطع الرسول فقد اطاع اللہ سوالرابع جواب مذکورہ بالا سے رسول پاکؐ
کی صریح ممانعت رونے سے اور صبر کرنیکی تاکید ظاہر ہی۔ **الغرض**۔ رونا دو قسم ہی۔ ایک وہ جو دل
غمناک اور آنکہون سے روویں اور مونھہ کو بند رکھے پس یہ رونا تو اہل سنت اور اہل تشیع منصفین کے نزدیک
جائز ہی چنانچہ ایسے رونے کی روایات عنقریب لکھی جائینگی۔ دوسری وہ ہے جو حسب افعال بعض ڈھٹے
یاران زمانہ موجودہ کے زبانی فریاد اور واویلا کہے۔ شور اور نوحہ مین سر کا مغز کہا جائے۔ پس یہ رونا
حرام ہی اور اسکی حرمت مین بہت حدیثین وارد ہوئی ہین کتب اہل سنت مین سے تو لکھنے کی گنجایش نہین البتہ
شیعہ کی کتب سے بعض لکھی گئی ہین اور چند لکھی جائینگی۔ سائل رسالہ موقظ کے صفحہ ۱ پر لکھتا ہے کہ
در صحاح ستہ درباب بکا مروی است لقد بکی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی ولدہ ابراہیم قال القلب
تجزع والعین تدمع ولا القول ما یسخط الرب وانا علیک یا ابراہیم لمحزونون۔ یعنی جناب سید عالمؐ اپنے فرزند
ابراہیمؑ پر اوسکی وفات مین روئے اور فرمایا کہ دل جزع کرتا ہی اور آنکھہ سے آنسون جاری ہین اور نہین کہتے
ہم وہ چیز جو باعث غضب اور قہر خدا ہے اور اے ابراہیم ہم تجھپر غمناک ہین۔ انتہی بلفظہ۔ سائل نے صحاح کی
اس صحیح حدیث سے جزع و فزع ثابت کیا ہے۔ حال آنکہ یہ روایت بندہ کی تحریر بالا کے من کل الوجوہ
موافق ہے۔ کتب لغت مثل غیاث وغیرہ مین لکھا ہی کہ بکی و بکا (ع ۔ ضمیکہ) بدون ہمزہ بمعنے گریہ کہ اشک بیختہ
باشد و بکاء بالضم ودر آخر ہمزہ بروزن فعال بمعنے گریہ کردن باواز از منتخب و شرح یوسف۔ سوروایت

دلائل شیعہ بجواز پیٹنا اور اونکا جواب الزامی

مذکورہ مین رسول پاک کا نرم رونا یعنے دل اور آنکھون سے صریح ثابت ہے نہ زبان دُرفشان سے
واویلا کرنا۔جیسا کہ حدیث کے درمیانہ جملہ ولا نقول ما یسخط الرب سے صاف ثابت ہی۔مگر سائل
کو اسلئے نہین دکھائی دیتا کہ اوسکی آنکھ کدورت فتنہ سے بھرپور ہے۔پہر سائل رسالہ موقظہ کے صفحہ ۱۱
پر لکھتا ہی کہ کتاب استیعاب مین منقول ہے کہ رسول ؐ نے بی بی حفصہ رض دختر خلیفہ دوم رض کو طلاق دی جب
خلیفہ دوم نے سنا تو اپنے سر پر خاک ڈالی۔پس خلیفہ دوم رض کا مجرد سننے طلاق دختر سر پر خاک ڈالنا جائز ہو
اور شیعیان کو امام حسین ؑ کی شہادت کی خبر سنکر خاک بسر ہونا اور سینہ زنی کرنا اور گریبان چاک کرنا
جو کہ بطریق اولی جائز ہے ناروا قرار دیا گیا انتہی بلفظہ (جواب) یہہ بہی شیعہ کا محض بہتان ہے
نہ رسول پاک ؐ نے حضرت اُم المومنین حفصہ رض کو طلاق دی تہی۔اور نہ خلیفۃ الرسول مرد میدان شہسوار
عمر رض نے سر پر خاک ڈالی تہی بلکہ حضرت سید عالم ؐ کی وفات کردن بہی جناب بی بی حفصہ صاحبہ رض آنحضرت
کے دولتخانہ مین موجود تہین چنانچہ آنحضرت ؐ کے انتقال فرمانیکے وقت آپکے ۹ حرم موجود رہے تھے جنمین سے
ایک حضرت حفصہ رض ہین جیسا کہ اس کتاب کے صفحہ ۹ پر کتب معتبرہ شیعہ سے بخوبی نقل کرچکا ہون۔افسوس کہ
شیعہ اپنے جرپوز اقوال سے چاک گریبان اور سینہ زنی کو ثابت کرتا ہے اور اپنے آئمہ ہدیٰ علیہم السلام
کے ارشادات کو برعایت مطلب دیوار پر پہینکتا ہے دیکھو شیعہ کے فاضل کلینی الرازی نے اپنی صحیح
کتاب فروع کافی مطبوعہ مطبع نولکشور کے جلد اکے باب الصبر والجزع مین بصفحہ ۱۲۱ باسنادہ الصحیح لکھا
ہے۔عن جابر عن ابی جعفر علیہ السلام قال قلت لہ ما الجزع قال الصراخ بالویل والعویل ولطم الوجہ والصدر
وجز الشعر من النواصی ومن اقام النواحۃ فقد ترک الصبر واخذ فی غیر طریقہ ومن صبر واسترجع وحمد اللہ عزوجل
فقد رضی بما صنع اللہ ووقع اجرہ علی اللہ تعالی ومن لم یفعل ذالک جری علیہ القضاء وہو ذمیم واحبط اللہ
تعالی اجرہ انتہی من عینہ۔یعنی جابر شیعی نے کہا کہ جب حضرت ابی جعفر امام محمد باقر ؑ نے جزع سے منع
فرمایا تب مینے عرض کی کہ یا امام المسلمین جزع کیا ہے امام ممدوح نے فرمایا کہ چیخ مارنا ساتھہ ویل اور آواز بلند
کرنیکے یعنی زبانی واویلا اور شور کرنا۔اور موہنہ پر طپانچہ مارنا اور سینہ زنی کرنا اور بال نوچنا۔اور جس کسی نے
نوحہ کیا تو اوسنے صبر ترک کردیا ہے اور اوسنے بغیر طریقہ ہمارے کے اور طریقہ پکڑا ہے اور جسنے مصیبت
مین صبر کیا اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑہا (جو استرجع کا معنے ہے) اور اللہ تعالی کی حمد کی تو وہ تقدیر
ایزدی سے راضی ہی اور اوسکا اجر اللہ تعالی کے ذمہ ہے اور جسنے یون نہ کیا۔اوسپر قضا الٰہی جاری

قضا الٰہی جاری ہوئی اور وہ ذمیم و خوار ہے اللہ تعالیٰ اوسکے اجر کو باطل کر دیتا ہے۔ نیز فروع کافی کے جلد ۳ کے صفحہ ۱۲۱ پر باسنادہ الصحیح جو دو حدیثیں پیٹنے کی ممانعت مین لکھی ہین منجملہ اونکے ایک یہہ ہے۔ عن ابی عبداللہ علیہ السلام قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ ضرب المسلم یدہ علی فخذہ عند المصیبت احباط لاجرہا انتہی اور مسلمہ فریقین ہے کہ شرع شریف مین تین یوم تک مصیبت میت مین بیٹھنا چاہئے چنانچہ شیعہ کی معتبر کتاب تحفہ احمدیہ مطبوعہ مطبع بستان مرتضوی کے جلد اول کے باب دوم مین صفحہ ۳۳ پر منقول ہے کہ سنت ہے کہ تین دن تک مومنین صاحب ماتم کے واسطے کھانا بھیجین اور تین روز سے زیادہ غم و الم کرنا نہ چاہیئے مگر عورت اپنے شوہر کے لئے چار مہینہ دس دن تک سوگ رکہے آہ من عینہ۔ اب معلوم نہین کہ ہماری ملک کے شیعونکی آنکھون مین کیون اندھیرا چہا گیا ہے۔ شریعت غرا کے برخلاف تعزیہ کا بنانا اور واویلا و جزع فزع سے اپنے اعمال کو باطل کرنا۔ سال بسال حضرت امام حسین کے ماتم کو تازہ کرنا۔ اپنی مستورات کو ادنیٰ اقوام کے مردون کے سامنے سر برہنہ کھڑے کرکے اون سے پٹوانا۔ العیاذ باللہ ایک اولٹی چال پر چلنا ہے یہ کیا اسلام ہے ہمارے شیعو کچھہ تو خدا کا خوف کرو۔ کیا تمہین مرنا یاد نہین۔ خدائے کریم کی درگاہ مین کیا جواب دوگے۔ فاقول انا خادم المساکین معاذ الضالین الشہیر باحمد الدین مولدی فی قریۃ دہرابہی راجگان من مضافات تلہ گنگ فی علاقۃ الجہلم و فی الحال المستقر فی القریۃ المعروفۃ بہ ٹہاکرہ موہڑہ من مضافات گوجرخان فی علاقۃ الراولپنڈی والسلام علیٰ اہل الہدایۃ اجمعین و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

تمت